مالا (نمرہ احمد)

باب دوم "مکہ"

قسط نمبر:۹

ہر سانس کے ساتھ
کھو جاتا ہے گزرا ہوا لمحہ۔
اور شروع ہوتا ہے ایک نیا لمحہ۔
ہم سانس اندر کھینچتے ہیں۔
اور اسے باہر خارج کر کے
ماضی کے لمحے کو چھوڑ دیتے ہیں۔
اب وہ ہمارے لیے فنا ہو چکا ہے۔
اور یہ کرتے ہوئے
ہم فنا کر دیتے ہیں
اس انسان کو
جو ہم ایک لمحہ پہلے تھے۔
ہم سانس اندر کھینچ کے'
نئے لمحے میں سانس لے کر'
اس شخص کا استقبال کرتے ہیں
جو ہم بننے جا رہے ہیں۔
اور یوں ہم

www.zemtime.com
ZEMTime
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

اسی عمل کو دہراتے رہتے ہیں۔

یہی مراقبہ ہے۔

یہی تجدید ہے۔

یہی زندگی ہے۔

(لاماسوریا داس)

مبین منزل میں بنے بیڈرومز میں واحد ماہی کا کمرہ تھا جس کی کھڑکی عقبی صحن میں کچن گارڈن کی طرف کھلتی تھی۔ چند روز قبل وداع ہوئی فاختہ کی قبر بھی وہیں تھی۔ اس کی مٹی کا رنگ اطراف جیسا ہو گیا تھا اور اس پہ ننھی ننھی سی گھاس اُگ رہی تھی۔ مالا کھڑکی سے نظر آتی اس قبر کو دیکھ رہی تھی جب معید کھنکھارا۔

''تم نے فیصلہ کر لیا ہے؟''

اس نے چہرہ موڑ کے اپنے بھائی کو دیکھا۔ وہ اس کے سامنے بیٹھا سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔ ساتھ براجمان ماہی' گود میں رکھی چاولوں کی پلیٹ میں سے کھاتے ہوئے ان کی طرف متوجہ تھی۔ وہ تینوں اس وقت ماہی کے کمرے میں تھے جس میں جگہ جگہ بے بی فیڈرز' فارمولا ملک کے ٹن' اور ایسی دیگر اشیاء بکھری تھیں۔

''زیاد اور میں نے مل کر فیصلہ کیا ہے۔ ہم دونوں کو اپنی آئندہ زندگی کے لیے یہ بہترین لگا ہے۔'' وہ پراعتماد تھی۔ معید نے ایک اطمینان بھری سانس خارج کی اور دھیرے سے مسکرا دیا۔

''مجھے زیاد ہمیشہ سے پسند رہا ہے۔ ویل مینرڈ۔ اچھی جاب کرتا ہے۔ ڈیسنٹ ہے۔''

''ڈیسنٹ ہے لیکن.....'' ماہی نے ساتھ پہ چاولوں کا چمچ منہ میں رکھا۔ وہ دونوں اس کے لیکن پہ چونک کے اسے دیکھنے لگے۔ وہ گڑبڑا گئی اور جلدی جلدی چاولوں کو حلق سے نیچے اتارا۔ پھر پانی کا گھونٹ بھرا اور کھنکھاری۔

''لیکن تمہیں زیاد سے بہتر بھی کوئی مل سکتا ہے۔''

''تمہیں زیاد میں کیا برائی نظر آتی ہے؟'' وہ چونکی۔ ماتھے پہ لکیریں ابھریں۔ اسے ماہی کا انداز پسند نہیں آیا تھا۔

''زیاد ذرا....'' ماہی الجھ کے رک گئی۔ جیسے کچھ حلق میں اٹک جاتا تھا۔ جیسے کوئی سوچ جکڑ لیتی تھی۔ ''مجھے نہیں معلوم۔ بس سوچ لو۔''

''تم بھی سوچ لو ماہی۔ سفید چاول کھائے جا رہی ہو۔ جانتی ہو یہ صحت کے لیے کتنے نقصان دہ ہوتے ہیں؟''

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrahahmed.official

معید نے اس کی پلیٹ کو افسوس سے دیکھا۔ ماہی کے ماتھے پہ بل پڑے۔ زور سے چمچ پلیٹ میں رکھا۔

''سب میرے کھانے کے پیچھے کیوں پڑے ہیں؟'' وہ مزید کچھ کہتی لیکن فون بجنے لگا۔ ایک خفا نظر دونوں پہ ڈال کے پلیٹ اور فون اٹھائے وہ وہاں سے اٹھ آئی۔

''خالہ کی کال ہے۔ میں سن کے آتی ہوں۔'' جاتے جاتے بھی معید کو شدید بری طرح گھورا تھا۔

''کون سی خالہ؟'' معید نے غائب دماغی سے پوچھا۔ مالا نے خفگی سے اسے دیکھا۔

''ہماری کتنی خالائیں ہیں معید؟ ایک ہی تو ہیں۔ ماں اور نورِ جہاں خالہ کی سب سے بڑی بہن۔ ثمر جہاں۔''

''ایسے کہو ثمر خالہ۔ ماہی کی ساس۔ تم لوگ بھی ہر پڑوسن کو خالہ بنا لیتی ہو۔ مجھے کیا پتہ۔'' وہ ہنس دیا اور مالا افسوس سے اسے دیکھ کے رہ گئی۔

''خالہ کا طرزِ تخاطب ہم صرف ثمر خالہ کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ تمہیں سگی خالہ اور پڑوسنوں میں فرق معلوم ہونا چاہیے۔ رشتے داریاں یاد رکھنا صرف لڑکیوں کا فرض نہیں ہوتا۔''

وہ دونوں اب آپس میں الجھ رہے تھے۔

اور کچن میں کھڑی ماہی موبائل کان سے لگائے سادگی سے اپنی ساس کو بریفنگ دے رہی تھی۔

''ابھی نگینہ آنٹی نے صرف فون پہ معید اور مجھ سے بات کی ہے۔ اگلے ہفتے وہ انکل کے ساتھ پاکستان آئیں گی تو ہم بات پکی کریں گے۔''

''نگینہ کے گھر رشتہ کیوں کر رہے ہو تم لوگ؟'' خالہ جھنجھلائیں۔ ماہی چونکی۔

''کیوں؟ کیا ہوا؟''

''وہ لوگ مالا کے قابل نہیں ہیں۔ اتنی جلدی مت کرو۔''

''مگر خالہ... زیادہ میں کیا برائی ہے؟'' ماہی الجھ سی گئی۔

''مالا کو اس سے بہتر بر مل سکتا تھا۔'' وہ افسوس سے بولیں۔ ماہی نے بے اختیار لاؤنج کے پار اپنے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا۔ ابھی یہی تو اس نے بھی کہا تھا۔

''آپ مالا سے بات کر کے دیکھیں۔''

''میں خود آ کے اس سے بات کروں گی۔''

''مگر آپ نے دو ماہ بعد آنا ہے۔ فون پہ بات کر لیں۔'' وہ بے چین ہوئی۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''یہ باتیں فون پہ نہیں ہوتیں۔ اور تم لوگ فوراً جواب نہ دو۔ تھوڑا وقت مانگو۔ دو تین ماہ تو لڑکی والوں کی چوکھٹ پہ لوگ جوتے گھساتے ہی ہیں۔'' وہ آرام سے بولیں۔ ماہی نے بے اختیار ماتھے کو چھوا۔

وہ واپس آئی تو قدرے غائب دماغ سی لگ رہی تھی۔

''خالہ کیا کہہ رہی تھیں؟'' مالا نے بغور اس کا چہرہ دیکھا۔ وہ سوچ میں گم دھپ سے صوفے پہ بیٹھی۔

''خالہ چاہتی ہیں کہ ہم ان کے آنے کا انتظار کریں اور رشتہ ان کی موجودگی میں طے ہو۔ ہماری طرف سے کسی بڑے کا ہونا بھی ضروری ہے۔'' اس نے الفاظ جوڑے۔

''میں ہوں نا۔'' معید کو کچھ برا لگا۔ ''اور ماموں بھی آجائیں گے۔ مسئلہ کیا ہے؟''

''خالہ ابھی لمبا سفر نہیں کر سکتیں۔ ان کے گھٹنے کی سرجری ہوئی ہے نا۔ ماں کی ڈیتھ پہ بھی اسی لیے نہیں آسکیں۔ ہم ان کا انتظار کر سکتے ہیں۔ جنوری کے آخر تک وہ آجائیں گی اور میں تو مارچ تک یہیں ہوں۔'' بظاہر اس نے بے پرواہی سے شانے اچکائے البتہ کمرے میں پھیلا تناؤ سب محسوس کر سکتے تھے۔

''نگینہ آنٹی کینسر پیشنٹ ہیں۔ ان کے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ وہ دو ماہ میں شادی کی بات کر رہی تھیں۔ اور تم کہہ رہی ہو ہم رشتہ تک طے نہ کریں۔'' معید خفا ہوا۔ ماہی نے شانے اچکا دیے۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے تم لوگ کہو۔'' کمرے میں چند لمحے کے لیے تناؤ بھری خاموشی چھا گئی۔ پھر ماہی کو جیسے کچھ یاد آیا۔

''ویسے نگینہ آنٹی چند دن پہلے پاکستان تھیں نا۔ جب انہوں نے حور کو گھٹی دی تھی۔ پھر واپس کیوں چلی گئیں؟''

''وہ ہر مہینے صرف پانچ دن کے لیے پاکستان آتی ہیں۔ یہ ان کی پرانی روٹین ہے۔''

''تھکتی نہیں ہیں اتنے ٹریول سے؟ بیمار بھی ہیں۔''

''میں نے بھی زیادہ سے یہی پوچھا تھا۔ لیکن وہ کہہ رہا تھا کہ تین گھنٹے کی تو فلائٹ ہے۔ اور نگینہ آنٹی کو اپنا لاہور والا گھر بہت عزیز ہے۔ یہاں آکے وہ بہتر محسوس کرتی ہیں۔'' وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور نرمی سے ماہی کو دیکھا۔

''خالہ جب بھی آئیں، موسٹ ویلکم۔ لیکن میں اپنی زندگی کے فیصلے اپنے رشتے داروں کے فلائٹ شیڈیول کے مطابق نہیں کر سکتی، ماہی۔ میں فیصلہ کر چکی ہوں۔'' اس کا انداز نرم مگر دوٹوک تھا۔ ماہی کا سر اثبات میں ہل گیا۔ جب مالا فیصلہ کر لے تو کوئی چیز اس کو اس فیصلے سے نہیں ہٹا سکتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''کیا میں نے درست فیصلہ کیا ہے؟''

اس دوپہر صفورا اور وہ ایک ریستوران میں آمنے سامنے بیٹھی تھیں۔ ان کے اوپر شیشے کی چھت بنی تھی جس پہ جگہ جگہ بوگن ویلیا کے گلابی پھول نظر آ رہے تھے۔ دیواریں بھی شیشے کی تھیں جو کہیں سے اونچے پودوں سے ڈھکی تھیں۔ اور کہیں سے سرما کی نرم دھوپ کو اندر آنے کا راستہ دے رہی تھیں۔

اس نے صفورا سے یہ سوال اپنے لنچ کو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا جو اس کے سامنے اَن چھوا رکھا تھا۔

صفورا اپنے لنچ کی تصویر کھینچ رہی تھی کیونکہ وہ اپنا کھانا انسٹاگرام کے اجنبیوں کو دکھانا فرض سمجھتی تھی۔ اس سوال پہ چونک کے چہرہ اٹھا کے اسے دیکھا۔ مالا کی آنکھیں پلیٹ پہ جھکی تھیں۔ سیاہ بال چہرے کے دونوں اطراف میں گر رہے تھے۔ سبز کارڈیگن کے اندر جھانکتے سفید کرتے کے گریبان پہ سیاہ فاختہ والا لاکٹ جگمگا رہا تھا۔ کچھ تھا کشمالہ کے چہرے پہ جو اداس کر دینے والا تھا۔

''بہترین فیصلہ ہے۔ زیاد کے بارے میں جتنا میں نے تم سے سنا ہے' وہ ایک شاندار انتخاب ہے۔ اپنے فیصلے پہ شک کیوں کر رہی ہو؟'' صفورا نے چھری کانٹا پلیٹ میں چلانا شروع کر دیا۔

''کہیں میں جلد بازی سے کام تو نہیں لے رہی؟ یعنی دو ماہ میں شادی۔'' اس نے نگاہ اٹھا کے صفورا کو دیکھا۔ وہ کانٹے کو چکن فلے میں گاڑے' چھری سے ایک ٹکڑا کاٹ رہی تھی۔

''انتظار کس کا کرنا ہے؟ امی رہیں نہیں۔ یہاں رہ کے کیا کرو گی۔ دبئی جاؤ اور نئی زندگی شروع کرو۔'' پھر اس کا چہرہ دیکھ کے صفورا نے ہاتھ روکا اور ایک گہری سانس لی۔

''تم بتاؤ' مالا۔ تم جلد بازی کیوں کر رہی ہو؟''

اور وہ جیسے ایک دم سے بولنے لگی۔

''کیونکہ میں لاہور میں مزید نہیں رہنا چاہتی۔ یہاں ہر طرف ماں کی یادیں ہیں۔ ڈپریشن ہے۔ ایک طویل عرصے سے کوئی میرا تعاقب کرتا آیا ہے۔ میں اس سب سے پیچھا چھڑانا چاہتی ہوں۔''

''اب تو وہ تعاقب نہیں کر رہا نا؟'' صفورا نے فکرمندی سے اسے دیکھا۔ اس نے نفی میں گردن ہلائی۔

''نہیں۔ کیونکہ میں نے اس کا تعاقب چھوڑ دیا ہے۔''

ذہن کے پردے پہ باتھ روم کے نل والا واقعہ لہرایا۔ اور اسٹوڈیو میں پڑا کارٹن جس میں اس نے عامل کے متعلق جمع کی گئی معلومات کو سیل بند کر دیا تھا۔ وہ باب ختم ہو چکا تھا۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''میں نے دبئی میں کچھ جگہوں پہ جاب کے لیے اپلائی بھی کیا ہے۔'' اس نے بالآخر چھری کانٹا اٹھایا۔

''پھر مسئلہ کیا ہے؟''

''کچھ ہے میرے اندر جو مجھے کہتا ہے کہ زیاد میرے لیے بہترین چوائس نہیں ہے۔'' وہ الجھی ہوئی لگ رہی تھی۔

''کیا تمہیں زیاد سے محبت ہے؟''

''کیا مجھے زیاد سے محبت ہے؟'' اس نے الٹا سوال کیا۔

''نہیں ہے؟'' صفورا نے بغور اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

''پتہ نہیں۔'' اس نے بال کان کے پیچھے اڑسے۔ سبز آنکھوں میں اداسی سی تھی۔

''مجھے اس کے لیے ایک بے چین کر دینے والی کشش محسوس ہوتی ہے۔ جیسے کچھ کھینچتا ہو اس کی طرف۔ وہ سامنے ہو تو سب سے اہم وہی لگتا ہے۔ اسے دیکھتے ہی خواہش ہوتی ہے کہ جلد سے جلد میں کوئی فیصلہ کروں ورنہ میں اسے کھو دوں گی۔''

''شروع شروع میں محبت ایسی ہی ہوتی ہے۔'' اس نے بے پرواہی سے اسٹیک کا ٹکڑا منہ میں رکھا۔

''واقعی؟'' وہ دھیرے سے ہنسی۔ ''میں سمجھی محبت مختلف محسوس ہوگی۔''

''مختلف کیسے؟''

مالا نے تھوڑی پہ ہاتھ رکھا اور نظریں اٹھا کے چھت سے لٹکتی بوگن ویلیا کی بیلوں کو دیکھا۔

''میں سمجھتی تھی کہ محبت بے چین اور جلد بازی کروانے والی نہیں ہوگی۔''

''پھر کیسی ہوگی؟''

''بے چینی، سکون کا الٹ ہے۔ کھو دینے کا ڈر، تحفظ کا الٹ ہے۔ میں سمجھتی تھی محبت میں کھو دینے کا ڈر نہیں ہوگا۔ سکون ہوگا۔ تحفظ ہوگا۔''

(وہ کار کی پچھلی سیٹ پہ بیٹھی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ اور کیف خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ کھڑکی کے باہر کنال کے ساتھ لگے درخت بھاگتے دکھائی دے رہے تھے۔ ہر طرف خاموشی تھی۔)

''میں سمجھتی تھی محبت کمفرٹیبل کر دینے والی ہوگی۔ آنکھوں کی ٹھنڈک ہو جیسے۔ تحفظ کا احساس۔''

(وہ کار کا دروازہ کھولے کھڑا تھا۔ اور وہ دھوپ میں کھڑی تھی۔ قریب آئی تو دھوپ کا راستہ رک گیا۔ ہر طرف چھایا تھی۔)

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''میں سمجھتی تھی کہ میں اپنی محبت کے ساتھ جہاں بھی ہوں گی' خوش ہوں گی۔ مجھے خوشی کی تلاش میں ایک نئے شہر جا کے نئی زندگی نہیں بسانی پڑے گی۔''

(وہ دونوں عثمان کی بیٹھک میں موڑھوں پہ بیٹھے تھے۔ سامنے مٹی کے پیالوں میں مہک اڑاتی چائے اور نان خطائیاں رکھی تھیں۔ وہ چائے سے اٹھتے دھوئیں کو دیکھتے ہوئے کچھ کہہ رہا تھا اور وہ مسکرا کے اسے سن رہی تھی۔)

''دیکھو میری ارینج میرج ہوئی تھی۔ میرا تجربہ مختلف تھا۔'' صفورا کے چھری کانٹا چلانے کی آواز سے کوئی فسوں سا ٹوٹا۔ وہ چونک کے اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

''یہ بے چینی وغیرہ شادی سے پہلے ہوتی ہے۔ شادی کے بعد زندگی میں ٹھہراؤ آ جاتا ہے۔ ایک ہی انسان سے روز لڑائی اور روز صلح ہوتی ہے۔ وہ ایک اچھا انسان ہے۔ تمہیں خوش رہے گا۔ ویسے بھی مرد کی شکل کون دیکھتا ہے۔''

''شکل؟'' وہ ایک دم چونکی۔ ''زیاد کی شکل کو کیا ہوا؟''

''نہیں دراصل....'' صفورا گڑبڑا گئی۔ ''میرا مطلب تھا' تمہارے مقابلے میں بہت پرنس چارمنگ نہیں ہے لیکن اچھا ہے۔ ڈیسنٹ ہے۔ اور شکلیں کہاں میٹر کرتی ہیں یار۔ اخلاق اچھا ہونا چاہیے۔''

''یعنی تمہیں وہ نارمل لگتا ہے؟'' وہ قدرے خفا ہوئی اور اپنے کھانے پہ جھک گئی۔ ''مجھے تو وہ بہت ہینڈسم لگتا ہے۔''

''یہی تو محبت ہے۔ نارمل انسان بھی بہت اچھا لگتا ہے۔'' صفورا ہنس دی تو وہ بھی مسکرا دی۔

''زیاد تھوڑا تلخ ہے۔ اس کی منگیتر کی موت کا ٹراما ابھی تک تازہ ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ محبت سے اس کو فکس کر لوں گی۔''

اس بات پہ صفورا چونکی۔ پھر کھنکھاری۔ ''مالا... کوئی عورت کسی مرد کو جوڑ نہیں سکتی۔ نہ heal کر سکتی ہے۔ نہ فکس کر سکتی ہے۔ شادی کے بعد وہ بدلے گا نہیں۔ تھوڑا بہت تمہارے طریقے پہ ڈھل جائے گا۔''

ویٹر ڈرنکس کی ٹرے اٹھائے ان کے قریب آیا اور ادب سے ایک گلاس صفورا کے سامنے رکھا۔

''غلط۔ محبت انسان کو بدل بھی سکتی ہے اور فکس بھی کر سکتی ہے۔ محبت ہی تو heal کرتی ہے۔ یہ سب سے بڑا مرہم ہوتی ہے۔'' وہ مسکرا کے اپنی پلیٹ کی طرف متوجہ ہوئی۔ صفورا کچھ کہنے لگی تھی لیکن اسی وقت ویٹر دوسرا گلاس رکھنے جھکا ہی تھا کہ گلاس ہاتھ سے سلپ ہوا۔ بہت سا منٹ مارگریٹا کشمالہ کے کندھے پہ جا گرا۔

''اندھے ہو گیا؟ دیکھ نہیں رہے؟'' صفورا ایک دم غرائی۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''صفورا... اٹس او کے۔'' اس نے ہاتھ اٹھا کے اسے آنکھوں میں خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ پھر نیپکن اٹھایا اور پرسکون انداز میں اپنا کندھا صاف کیا۔

''سوری میم۔ رئیلی سوری۔'' کمزور سا ویٹر گھبرا کے جلدی جلدی معذرت کرنے لگا۔

''کوئی بات نہیں۔ دوسری ڈرنک لے آئیں۔ میں اسے واش کر لیتی ہوں۔'' وہ نرمی سے کہتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

وہ ریسٹ روم سے واپس آئی تو دیکھا' صفورا کے پاس مینیجر اور ویٹر کھڑے معذرت کر رہے تھے۔ اور وہ خفگی سے ان کو ڈانٹ رہی تھی۔

''اٹس او کے' صفورا۔ جانے دو۔'' وہ واپس بیٹھی اور ان کو جانے کا اشارہ کر دیا۔ صاف نیپکن گود میں بچھایا۔ پھر محسوس ہوا' صفورا اسے ناراضی سے گھور رہی تھی۔

''اسے سزا ملنی چاہیے تھی' مالا۔ ورنہ سیکھے گا کیسے؟''

''اس نے میرا کارڈیگن خراب کیا۔ اور تمہاری ڈانٹ نے اس کا پورا دن خراب کر دیا۔ حساب برابر۔ اب اپنی انا کے پیچھے میں کسی غریب کو اس کی نوکری سے نہیں نکلوا سکتی۔''

وہ پلیٹ اپنی طرف کھسکائے' کھانا وہیں سے شروع کر چکی تھی۔

''انا کہاں سے آ گئی درمیان میں؟'' صفورا خود بھی ریستوران مینیجر تھی۔ اس کو یہ بات بالکل پسند نہیں آئی تھی۔

وہ جواباً دھیرے سے ہنس دی۔

''ہنسی کیوں؟''

''کچھ نہیں۔ کچھ یاد آ گیا تھا۔'' وہ مسکراہٹ دبائے سر جھکا کر کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی۔ اس کا دل اب ہلکا پھلکا تھا۔ وہ درست فیصلہ کر رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

''ناممکن۔ ایک دم ناممکن۔''

روم نمبر ۵۵۵ کی کھڑکی کا بلائنڈ اوپر اٹھا تھا جس کے باعث بظاہر تیز لیکن درحقیقت ٹھنڈی دھوپ اندر داخل ہونے کا راستہ بنا چکی تھی۔ سورج کسی ہمسایہ عمارت کی اوٹ میں تھا' اس لیے دھوپ کا رخ ترچھا تھا۔ وہ صرف کھڑکی کے ساتھ رکھے کاؤچ تک پہنچ پا رہی تھی جس پہ بیربل فرید چپ چاپ' گہری سوچ میں ڈوبا بیٹھا تھا۔

دیوار پہ لگے کاغذ' میزوں پہ بکھرے دستے' سب کچھ ایسے صفائی سے سمیٹا جا چکا تھا کہ جیسے کچھ پھیلایا ہی نہ

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

ہو۔ ماہر بیڈ کی ٹیک سے کمر ٹکائے' ٹانگیں لمبی کیے نیم دراز تھا۔ سر پیچھے تکیے پہ تھا اور آنکھیں دائیں بائیں ٹہلتے چنگیز پہ جمی تھیں۔

''ناممکن۔ کوئی کسی پہ محبت کا جادو کیسے کر سکتا ہے؟'' چنگیز جھنجھلا گیا تھا۔

''جیسے شمس نے میری ماں پہ کروایا تھا۔''

''ہو سکتا ہے تمہاری ماں کو شمس کی کوئی خوبی اچھی لگی ہو۔''

''شمس میں کوئی خوبی نہیں تھی۔'' وہ سپاٹ نظروں سے چنگیز کو دیکھ رہا تھا۔ ''سرکار اس جادو میں ماہر ہے۔ وہ کسی پہ بھی سحرِ عشق کروا سکتا ہے۔''

''سرکار کا کوئی ای میل ایڈریس نہیں مل سکتا؟ میرے تو سارے مسئلے حل ہو جائیں۔'' سوچ میں ڈوبا بیربل کھنکھارا۔

لیکن کوئی اس کی طرف متوجہ نہ تھا۔

''تمہیں کیسے معلوم سرکار اس جادو میں ماہر ہے؟'' چنگیز اب مشکوک نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ ماہر نے شانے اچکائے۔

''میں نے دو جمع دو چار کیا ہے۔ اس البم میں میری ماں کی تصویر بھی تھی' اور کشمالہ کی بھی۔ میں سمجھتا تھا کہ البم والی عورتوں کو سرکار نے مروا دیا ہے یا مروانا ہے۔ اس لیے میں کشمالہ کی حفاظت کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ اس کے ساتھ وہ نہ ہو جو میری ماں کے ساتھ ہوا تھا۔ لیکن میں غلط تھا۔'' اس نے چچ کی آواز نکالی۔ گویا خود پہ افسوس کیا۔

''یعنی البم والی عورتوں پہ دراصل سرکار نے جادو کیا تھا؟''

''بالکل۔ اس نے مختلف کلائنٹس کے لیے مختلف عورتوں پہ سحرِ عشق کیا تھا۔ سرکار ایک ٹروفی کلیکٹر بھی ہے۔ اپنے ہر شکار کا حساب رکھتا ہے۔''

''میں نہیں مانتا۔ کوئی کسی کے دل میں اپنی محبت جادو کے ذریعے نہیں پیدا کر سکتا۔'' چنگیز نے ناک سے مکھی اڑائی۔

''درست۔'' اس نے سر تائید میں ہلایا تو وہ دونوں چونک کے اسے دیکھنے لگے۔

''کیا مطلب؟''

''سحرِ عشق کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ کیونکہ کوئی انسان جادو کے ذریعے کسی کے دل میں اپنی محبت پیدا نہیں

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

کر سکتا۔'' وہ ٹیک لگائے' سنجیدگی سے ان سوالات کے جواب دے رہا تھا۔

''لیکن تم نے کہا سحرِ عشق اثر کرتا ہے۔'' سب سے زیادہ مایوسی بیربل فرید کو ہوئی تھی۔

''سحرِ عشق' عشق نہیں ہوتا۔ سحر ہوتا ہے۔ ایک الوژن۔ محبت کا ایک سراب۔ ایک مصنوعی احساس جو ساحر محبوب کے دل میں جگاتا ہے۔ محبوب اس کو محبت سمجھتا ہے اور....'' اس نے تھوک نگلا۔ ''اور اپنے ساحر کو اپنی زندگی میں شامل کر لیتا ہے۔ جیسے ہماری ماں نے کیا۔''

''ایک ہی بات ہے۔ محبت ہو یا اس کا احساس۔''

''ایک بات نہیں ہے' بیربل۔ محبت ہمیشہ کے لیے ہوتی ہے۔ سحر الوژن ہے۔ دور سے لگتا ہے سڑک پہ پانی پڑا ہے۔ لیکن قریب آؤ تو پانی نہیں ہوتا۔ صرف دھوپ کا الوژن ہوتا ہے۔''

''یعنی سحرِ عشق جلدی ٹوٹ جاتا ہے۔''

''میں نہیں مانتا۔'' چنگیز نفی میں سر ہلاتے ہوئے کرسی پہ بیٹھا۔ ''تم صرف زیاد سلطان سے جیلیس ہو۔ اور ہسپتال کے اس بند کمرے کی قید نے تمہارے ذہن پہ برا اثر ڈالا ہے۔''

''ایسے مت کہو' چنگیز۔'' بیربل برا مان گیا۔ ''اس کے ذہن پہ اثر بہت پہلے سے ہے۔ ہسپتال کے کمرے کا کیا قصور؟''

ماہر نے جواباً بس ایک نظر اسے دیکھا اور کندھے اچکا دیے۔

''واللہ ماہر فرید کبھی غلط نہیں ہوتا۔''

''تم یہ ثابت کر سکتے ہو؟'' چنگیز نے ٹانگ پہ ٹانگ جمائی اور سنجیدگی سے اسے دیکھا۔ وہ کچھ کہنے لگا لیکن چنگیز نے ہاتھ اٹھا کے اسے روکا۔ ''اور یہ مت کہنا کہ وہ ہینڈسم نہیں ہے۔ جب کسی لڑکی کو کسی آدمی سے محبت ہو جائے تو وہ اس کو ہینڈسم ہی لگتا ہے۔ میں نے اس کی تصویر دیکھی ہے۔ وہ بدصورت نہیں ہے۔''

''میں نے کب کہا بدصورت ہے۔ صرف ہینڈسم نہیں ہے۔ وہ خود کو بدصورت سمجھتا ہے اسی لیے اس نے جادو کا سہارا لیا ہے۔''

''کیا تم یہ ثابت کر سکتے ہو؟'' اس نے چبا چبا کے اپنی بات دہرائی۔ ''کیونکہ اگر وہ واقعی جادو کروا رہا ہے تو تمہیں اس لڑکی کو بچانا ہوگا۔ کیا کہہ کے بچاؤ گے؟ کہ واللہ ماہر فرید کبھی غلط نہیں ہوتا؟''

''میں ثابت کر سکتا ہوں۔'' اس کا انداز اٹل تھا۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''کیسے؟''

''نمبرز سے۔ سارے کھیل نمبرز کے ہیں۔'' وہ پہلی دفعہ ہلکا سا مسکرایا۔ اس کے گال پہ لگے کٹ کا نشان ویسا ہی تھا البتہ چہرے کے نیل قدرے مندمل ہوئے دکھائی دیتے تھے۔

''یعنی؟''

''میں اتنا جانتا ہوں کہ سرکار ایک ہائی پروفائل جادوگر ہے۔ اس کے کلائنٹس پوری دنیا میں پھیلے ہیں۔ اور وہ بااثر لوگ ہیں۔ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔'' اس نے ابرو سے پلستر میں لپٹی ٹانگ کی طرف اشارہ کیا۔ ''کیونکہ وہ امیر لوگ ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ سرکار اپنے کام کی بھاری فیس لیتا ہے۔ زیاد نے بھی دی ہوگی۔ ہے نا؟''

''زیاد کی بینک اسٹیٹ منٹ۔'' چنگیز نے چونکا۔ ''یقیناً کوئی منی ٹریل ہوگا۔''

''جادوگروں کو عموماً ماہانہ پے منٹ کی جاتی ہے۔ زیاد کے اکاؤنٹ سے ہر مہینے ایک خاص رقم کی ٹرانزیکشن کی جاتی رہی ہوگی۔ مجھے صرف اس اکاؤنٹ کو ڈھونڈنا ہے جہاں وہ رقم جاتی ہوگی۔''

''کیا معلوم وہ کیش دیتا ہو؟''

''ہاں ہو سکتا ہے۔ لیکن تب بھی ہر ماہ اکاؤنٹ سے رقم نکلوانے کا اندراج ہوگا۔ یوں میری بات ثابت ہو جائے گی۔''

''اس کے بینک اکاؤنٹس دبئی اور پاکستان دونوں ملکوں میں ہوں گے۔ اسٹیٹمنٹ کیسے نکلواؤ گے؟'' چنگیز اب اس کی بات پہ سوچنے لگ گیا تھا۔

''اس کی فکر مت کرو۔'' بیربل ہنسا۔ ''ہمارے پاس ایک ایسا انسان ہے جو کسی کے بارے کچھ بھی معلوم کر کے دے سکتا ہے کیونکہ اس کے ہر اہم ملک کے ہر اہم عہدوں پہ دوست موجود ہوتے ہیں۔''

''کون؟'' چنگیز چونکا۔

''زارا۔'' وہ اب سر جھکائے زارا کو میسج لکھ رہا تھا۔

چنگیز بڑبڑا کے رہ گیا۔

''ویسے جنرل نالج کے لیے پوچھ رہا ہوں....'' بیربل سرسری سے انداز میں کھنکھارا۔ ''سرکار کی فیس کتنی ہوگی؟''

''بیربل۔'' اس کی آواز بلند ہوئی۔ بیربل نے فوراً سے ہاتھ اٹھا دیے۔

''مذاق کر رہا تھا یار۔'' پھر کسی خیال سے چونکا۔ ''تم نے کہا سحرِ عشق کا انجام بہت بھیانک ہوتا ہے؟ مگر کیسے۔''

www.zemtime.com
ZEMTime
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

ماہر فرید نے ایک گہری سانس کھینچی۔ اور پھر وہ کہنا شروع ہوا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیف کی ولا نما عمارت کے اندر لہلاتے سرسبز پودے خاموشی سے ورکرز کو کام کرتے دیکھ رہے تھے۔ شبنم اپنے ڈیسک کے ساتھ کھڑی کاغذات کے ایک پلندے پہ سر جھکائے ہوئے تھی جب قریب آتے قدموں کی آہٹ پہ چونکی۔ سر اٹھا کے دیکھا تو اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔

عبدالمالک فرید لفٹ سے باہر آتے دکھائی دے رہے تھے۔ گرے سوٹ' سفید شرٹ' ڈائمنڈ ٹائی پن' اور سلور بالوں کو جیل سے جمائے' ان کا چہرہ ہمیشہ کی طرح بے تاثر تھا۔ شبنم ایک دم سیدھی ہوئی۔ نگاہوں نے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ وہ سیدھا زارا کے آفس کی طرف بڑھ گئے۔

شبنم اب کے قدرے تجسس سے اس سمت میں دیکھنے لگی۔ مالک بے ''کیف'' کو اس قابل سمجھیں کہ خود وہاں تشریف لائیں' یہ ہر روز نہیں ہوتا تھا۔ کچھ تو تھا۔

انہوں نے شیشے کا دروازہ دستک کے ساتھ کھولا تو اپنی کرسی پہ بیٹھی زارا جھنجھلائی ہوئی ساتھ کھڑے ملازم سے کہہ رہی تھی۔

''ایک ڈھنگ کا قہوہ نہیں بنا سکتے تم لوگ؟ لے جاؤ اس کو۔'' انگلیوں سے ننھی سی پیالی پرے دھکیلی۔ ملازم معذرت کرتا ہوا جلدی سے کپ اٹھانے لگا۔ قہوے کے چند قطرے چھلک گئے۔ زارا نے ان کو آتے دیکھا تو خاموش ہوئی۔ لگتا تھا جیسے کافی دیر سے اس کی کلاس لی جا رہی ہو۔

وہ بغور اس کی پیشانی کے بل دیکھتے ہوئے سامنے آئے اور کرسی کھینچی۔

''اپنی shallow ego کی وجہ سے اس کو نوکری سے نکالو گی کیا؟'' ساتھ ہی ملازم کو ابرو سے جانے کا اشارہ کیا۔ وہ جلدی جلدی ٹرے سمیٹتا باہر کو لپکا۔

''آپ کیسے آئے' بابا؟''

اس کے کھلے بال دونوں کندھوں پہ curls میں سیٹ تھے۔ بنا آستین کے سفید بلاؤز پہنے' جس کے گریبان پہ سنہری زنجیر جھول رہی تھی' ایکریلک ناخنوں کو سبز نیل پالش سے رنگے' وہ گھنی مصنوعی پلکیں جھکائے باپ کو دیکھنے کی بجائے کاغذات الٹا پلٹا رہی تھی۔ ماتھے کے بل ہنوز قائم تھے۔

''کیونکہ فون پہ لگا تم اپ سیٹ ہو۔'' ان کی آنکھیں کسی بھی تاثر سے عاری تھیں۔ جیسے برف کی ایک جھیل ہو۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

زارا نے آنکھیں اٹھا کے انہیں شکایتی نظروں سے دیکھا۔

''ماہر سے ملے آپ؟ اس کے دوستوں نے میرا داخلہ بند کر رکھا ہے۔ عجیب لوگ۔'' ناپسندیدگی سے جھرجھری لی۔

''کیوں رہ رہی ہو ان عجیب لوگوں میں؟ واپس آ جاؤ۔'' وہ بغور اس کو دیکھ رہے تھے۔ ہمیشہ کی طرح اس دفعہ اس نے ٹھنڈے انداز میں ہنس کے ان کی بات ہوا میں نہیں اڑائی۔

اس نے فائل بند کی اور پیچھے کو ٹیک لگائی۔ چہرہ ناراض ناراض سا تھا۔

''میں یہاں خوش ہوں۔''

''اس کی زندگی میں تم کہیں نہیں ہو زارا۔'' پہلی دفعہ ان کی آواز میں دکھ سا ابھرا۔ جیسے برف کی جھیل میں شگاف ظاہر ہوا ہو اور ایک پتا اوپر تیرنے لگے۔

''میں اس کی بیسٹ فرینڈ ہوں۔''

''تم اس کی زندگی میں کہیں نہیں ہو۔'' وہ آگے کو جھکے اور بات دہرائی۔

زارا کی آنکھوں میں گلابی سی نمی ابھری۔

''آپ غلط ہیں۔ وہ آخر میں میرے پاس ہی آئے گا۔''

''تم اپنی زندگی ضائع کر رہی ہو۔ میرے ساتھ واپس چلو۔''

"تاکہ اپنی بہنوں کی طرح شادی اور بچوں میں زندگی ضائع کروں؟ کیوں بابا؟ آپ کو تو اپنے جیسی بیٹی چاہیے تھی۔''

''تمہیں اب تک معلوم نہیں ہوا کہ مجھے کیسی بیٹی چاہیے تھی۔'' وہ دھیرے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ برف واپس جم گئی۔ پتا کہیں نیچے منجمد ہو گیا۔

وہ ابھی دروازے تک پہنچے تھے جب زارا نے لب کھولے۔

''اس نے مجھے ایک آدمی کی بینک اسٹیٹ منٹ نکلوانے کے لیے کہا ہے۔ زیاد سلطان۔''

وہ ہینڈل پہ ہاتھ رکھے رکھے مڑے۔

''کیا پوچھنا چاہتی ہو؟''

''کیا ماہر یہ سب کسی لڑکی کی وجہ سے کر رہا ہے؟'' وہ بنا پلک جھپکائے باپ کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ وہاں

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemra.ahmed.official

صرف برف تھی۔

''ہاں۔اور اس لڑکی کا نام ہلال ہے۔'' ذرا سے شانے اچکائے۔

''وہ ہلال کے لیے یہ سب نہیں کر رہا۔'' وہ ایک دم درشتی سے بولی۔ گلا رندھ گیا۔ ''کوئی لڑکی بھی ہے جس سے وہ لاہور میں ملا تھا۔اور آپ جانتے ہیں اسے۔''

وہ خاموشی سے اسے دیکھے گئے۔ ہاتھ ابھی تک ہینڈل پہ تھا۔

''سوال یہ ہے کہ آپ اس لڑکی کو protect کیوں کر رہے ہیں؟'' اس کی گیلی آواز بلند ہوئی۔

''ڈی جی صاحب کی بیٹی کی سالگرہ ہے۔ضرور جانا ورنہ وہ برا مانے گا۔'' ایک ایک لفظ چبا چبا کے کہا اور دروازہ کھول کے باہر نکل گئے۔ شبنم جو تجسس سے اس طرف دیکھ رہی تھی' جلدی سے فائل میں چہرہ چھپائے رخ موڑ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہسپتال کے پرائیوٹ روم نمبر ۵۵۵ میں اس صبح خاموشی پھیلی تھی۔ نہ کسی مشین کی آواز تھی' نہ انسان کی۔ وہاں کوئی موجود نہ تھا سوائے بستر پہ ٹیک لگائے نیم دراز مریض کے۔ گال پہ زخم کا نشان ویسا ہی تھا۔ آنکھ تلے نیل بھی جامنی پڑ چکے تھے۔ وہ موبائل اسپیکر پہ رکھے' دوسری جانب جاتی گھنٹی سن رہا تھا۔ اسکرین پہ ''ون ان ففٹی'' جگمگا رہا تھا۔

وہ چند لمحے ان الفاظ کو دیکھے گیا۔ اسکرین دھیرے دھیرے پگھلنے لگی۔ یہاں تک کہ وہ پگھلی چاندی کی طرح سارے پہ چھا گئی۔ اس منظر نامے سے دھوئیں کا ایک مرغولہ اٹھا۔ سفید آسمان میں سیاہ دھواں۔ اور وہ وہیں رقم ہو گیا۔

یہ منظر اس پینٹنگ میں پینٹ کیا گیا تھا جو برسوں پہلے اس روز رابیل کے اپارٹمنٹ کی دیوار پہ دکھائی دے رہی تھی۔

رابیل اس پینٹنگ تلے بچھی کرسی پہ بیٹھی تھیں۔ ٹانگ پہ ٹانگ جمائے' کانوں میں ننھے ہیرے پہنے' ان کا چہرہ سپاٹ اور سرد تھا۔

''ماں پلیز... میں پھر سے آیا ہوں۔ آپ کی منت کرنے۔'' وہ ان کے سامنے بیٹھا تھا۔ کلین شیو اور کم عمر چہرہ۔ ماتھے پہ بکھرے بال۔ آنکھوں تلے حلقے۔

''شمس سے شادی نہ کریں۔ وہ آپ کو ہرٹ کر دے گا۔''

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

اس نے دونوں ہاتھوں سے ان کا ہاتھ تھام لیا۔ لہجے میں لجاجت تھی۔ بے چین نگاہیں ان کی سرد آنکھوں پہ جمی تھیں۔

''تمہیں کیسے معلوم؟'' لہجہ سرد تھا۔

''میں لوگوں کے بارے میں کبھی غلط نہیں ہوتا۔ شمس سب کچھ پلاننگ کے تحت کر رہا ہے۔ وہ صرف آپ کی دولت کی وجہ سے آپ کے ساتھ ہے۔''

''یعنی تمہیں اپنی ماں اتنی ارزاں لگتی ہے کہ کوئی اس کا ساتھ اس کے اپنے لیے نہیں چاہ سکتا؟''

''جو چاہتا تھا' اسے آپ نے چھوڑ دیا۔'' اس کی آواز بلند ہوئی۔

''اور وہی تمہیں یہ سب سکھا کے یہاں بھیجتا ہے۔ ہے نا؟'' انہوں نے بے رخی سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا۔ وہ انہیں دیکھ کے رہ گیا۔

''میرے بیمار باپ کے پاس سکھانے کے لیے وقت نہیں ہے۔''

''تم مجھے شمس کے خلاف کیوں کر رہے ہو؟ تم اس کو جانتے تک نہیں ہو۔''

''ہر کوئی ماہر فرید کی بات کا اعتبار کرتا ہے۔ آپ کیوں نہیں کرتیں؟''

دیوار پہ لگی پینٹنگ کا رنگ سنہری پڑنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ سونے کی طرح پگھلنے لگی۔

اس پگھلے سونے میں ایک دھوپ سے بھری صبح ابھرنے لگی۔

وہ دونوں دہلی گیٹ کے سامنے کھڑے تھے۔ وہ ماتھے پہ ہاتھ کا چھجا بنائے اس کو دیکھ رہی تھی۔

''کیا آپ مجھ پہ بھروسہ کرتی ہیں؟''

''ہاں۔''

''وہ آپ کو ہرٹ کرے گا۔''

''تم مجھے زیاد کے خلاف کیوں کر رہے ہو؟'' سبز آنکھوں میں شک تھا۔ ''تم اس کو جانتے تک نہیں ہو۔''

دھوپ ٹھنڈی ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ وہ سفید ہو گئی۔

ماہر نے آنکھیں کھولیں۔ وہ روم نمبر ۵۵۵ میں لیٹا تھا۔ اور اسپیکر فون پہ ماہ بینہ مبین ہیلو کہہ رہی تھی۔

''ماہر فرید کا کوئی اعتبار نہیں کرتا۔ لیکن ایک کوشش کرنا چاہتا تھا۔'' اس کی آواز دھیمی تھی۔

''کیسی کوشش؟'' وہ اس اچانک سی فون کال پہ حیران ہوئی تھی۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''اگر میں تمہیں کہوں کہ میں جانتا ہوں کہ تمہاری ماں اور بہن پہ جادو کروانے والا سرکار کا کلائنٹ کون ہے.... تو؟''

''کبیرہ تائی ہیں۔ مجھے معلوم ہے۔''

ماہر فرید نے گہری سانس اندر کھینچی۔

''تم کئی برس سے انہی کو اپنا دشمن گردانتی آئی ہو۔ اگر میں کسی اور کا نام لوں تو مان لوگی؟''

''مجھے ثبوت چاہیے ہوگا۔'' اس کا انداز قطعی تھا۔ ماہر کے لب ''اوہ'' میں سکڑے۔

''یعنی تمہیں میرا اعتبار نہیں ہے؟''

''ہمارے اوپر جادو کروانے والی' میری ماں کی سب سے بڑی دشمن کبیرہ تائی ہی ہیں۔ میں کیسے یقین کرلوں کہ کوئی اور یہ کرسکتا ہے۔ ناممکن۔''

''زیاد... زیاد سلطان۔'' وہ ایک دم بولا۔ ''اگر میں کہوں کہ وہ تمہاری فیملی کا سب سے بڑا دشمن ہے' تب؟''

چند لمحے کے لیے لائن خاموش ہوگئی۔

''پھر سے سگار پینے لگے ہیں؟''

''مذاق نہیں کررہا۔ سچ کہہ رہا ہوں۔ زیاد سلطان سرکار کا کلائنٹ ہے۔''

''ماہر صاحب... میری بات سنیں۔'' اس کی آواز سے چھلکتا غصہ سات سمندر پار بھی اپنی حدت سے سارے کمرے کو دہکا گیا تھا۔ ''آپ نے مالا کو دھوکہ دیا' میں نے اس بات کو جانے دیا کیونکہ مجھے آپ کی نیت پہ کبھی شک نہیں ہوا تھا۔ آپ کی وجہ سے مالا اور میری لڑائی ہوئی۔ اس بات کو بھی میں نے جانے دیا۔ لیکن اب آپ زیادتی کررہے ہیں۔ آپ اس شخص پہ الزام لگا رہے ہیں جس سے میری بہن شادی کرنے جارہی ہے۔''

غصہ۔ دکھ۔ حیرت۔ اس کے لہجے میں کیا نہیں تھا۔

''میں غلط نہیں ہوں۔ زیاد تمہاری کہانی کا ولن ہے۔'' وہاں صرف ہٹ دھرمی تھی۔

''آپ یہ سب مالا اور زیاد کی شادی روکنے کے لیے کررہے ہیں نا؟''

''مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا کہ وہ اپنی زندگی میں کیا کرتی ہے۔ لیکن اگر وہ اس شخص سے شادی کرتی ہے جو میرے دشمن کا کلائنٹ ہے' تو میرا فرض ہے کہ میں اسے یہ غلطی کرنے سے روکوں۔''

''مالا اپنا خیال خود رکھ سکتی ہے۔ آپ کو میرے یا اس کے لیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔''

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''ایک منٹ فون مت رکھنا۔'' وہ واقعی فون رکھنے والی تھی جب وہ تیزی سے بولا۔

''کیا زیادہ تمہارے لیے کچھ لاتا ہے؟ کچھ میٹھا؟ ہر دفعہ ایک ہی چیز؟'' وہ سوچ سوچ کے کہہ رہا تھا۔ ''چاکلیٹس... یقیناً چاکلیٹس....''

اب کے خاموش ہونے کی باری ماہی کی تھی۔

''آپ کو کیسے معلوم؟'' اسے اچنبھا ہوا۔

''اسی لیے تم اس کا دفاع کر رہی ہو کیونکہ وہ ان چاکلیٹس کے ذریعے تمہاری مخالفت کو پہلے ہی حمایت میں بدل چکا ہے۔ میں مزید کوشش نہیں کروں گا۔ لیکن اگر میں تمہارے پاس ثبوت لے کر آؤں تو مان جاؤ گی؟''

لائن خاموش ہو گئی۔ جیسے وہ خود بھی مخمصے میں پڑ گئی ہو۔

''جب ثبوت ہو گا' تب بات کریں گے۔''

''ٹھیک ہے۔ تب تک اس کی لائی ہوئی چاکلیٹس مت کھانا۔ ان میں جادو ملا ہوتا ہے۔''

''اُف....'' ماہی نے زور سے بٹن دبا کے کال کاٹی۔

''اس نے تمہارا یقین نہیں کیا؟'' بیربل ابھی ابھی کمرے میں آیا تھا۔ فریج سے ایک کین نکالا اور اس کے سامنے بیٹھا۔

''مجھے معلوم تھا وہ یقین نہیں کرے گی۔ وہ اس کا ہونے والا بہنوئی ہے۔ وہ اس کے مقابلے میں میری کیوں سنے گی؟''

''پھر اسے یہ سب کیوں بتایا؟''

''تاکہ اس کے دل میں شک کا بیج ڈال سکوں۔ اور....'' لاپرواہی سے شانے اچکائے۔ ''وہ یہ نہ کہہ سکے کہ میں نے اسے وارن نہیں کیا تھا۔''

اس نے موبائل ایک طرف ڈال دیا۔ بیربل جو کین لبوں تک لے جا رہا تھا' رک کے اسے دیکھنے لگا۔

''بس؟ تم مزید کچھ نہیں کرو گے؟''

''نہیں۔ اب جو رکنا ہے انہوں نے خود کرنا ہے۔'' اس نے سائیڈ ٹیبل پہ رکھی ایک کتاب اٹھا لی اور بک مارک لگا صفحہ کھولا۔

''وہ لڑکی ایک ٹال' ڈارک اور ناٹ سو ہینڈسم ولن سے شادی کرنے جا رہی ہے۔ تم اس کو بچاؤ گے نہیں؟''

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''کوئی انسان کسی کو نہیں بچا سکتا۔ اسے اپنے آپ کو بچانا ہے اور مجھے اپنی بہن کو ڈھونڈنا ہے۔ مالک درست کہتا تھا۔ میرے جذبات درمیان میں نہیں آنے چاہیے تھے۔ ویسے بھی سحرِ عشق کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔'' وہ کتاب کھول کے چہرے کے سامنے کر چکا تھا۔ بیربل ٹھہر کے اسے دیکھنے لگا۔

''کیا مطلب؟ تم نے خود کہا تھا کہ جادوگر کسی پر بھی سحرِ عشق کروا سکتے ہیں۔''

''ہاں۔ یہ نہیں کہا تھا کہ وہ کامیاب ہوتا ہے۔ بلکہ....'' اس نے پڑھتے ہوئے صفحہ پلٹایا۔ ''سحر عشق کا انجام وہ نہیں ہوتا جو تم سوچ رہے ہو۔''

اس کے لب ہل رہے تھے اور نیل زدہ آنکھیں صفحے پہ جمی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دو ماہ بعد۔

وہ ایک سرد اور تاریک کمرہ تھا۔ اس میں کوئی فرنیچر نہ تھا سوائے ایک پلنگ کے۔ مالا اس پلنگ پہ بیٹھی تھی۔ گھٹنے سینے سے لگائے' خوف سے چوکھٹ کو دیکھتی ہوئی۔

چوکھٹ پہ دروازے کی جگہ ایک پردہ لگا تھا۔ پردہ دھیرے دھیرے ہوا سے لہرا رہا تھا۔

اس کی خوفزدہ آنکھیں پردے پہ جمی تھیں۔

دفعتاً پردے کے پیچھے سے ایک ہاتھ نکلا۔ مخنی سا بوڑھا ہاتھ۔ اس نے پردہ مٹھی میں دبایا۔ وہ اس کے سیاہ لمبے ناخن دیکھ سکتی تھی۔ اس نے گھٹنے مزید سینے سے لگائے۔ خود کو اپنے ہی بازوؤں میں لپیٹا۔

ہاتھ اب پردہ سرکا رہا تھا۔ ایک ایک انچ۔ ایک ایک سانس۔

پھر اس نے سر نکال کے اندر جھانکا۔

یہ وہی بچہ تھا۔ وہی منحوس صورت بچہ جس کے کان لمبے' سر بڑا اور گول چہرہ تھا۔ بال غائب اور آنکھوں کی جگہ سیاہ گڑھے تھے۔

وہ اس کو دیکھ کے مسکرایا۔ کھوکھلی آنکھیں چمکنے لگیں۔

ایک چیخ کے ساتھ وہ جاگی۔

وہ اپنے بیڈروم میں تھی۔ بھاری کمبل اوپر ڈالے' نیم گرم کمرے میں' کسی دوسرے کی موجودگی کے بغیر۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

اس نے کمبل اوپر سے ہٹایا۔ اپنی گردن کو چھوا۔ سارا وجود پسینے میں تر تھا۔

اس کی انگلیاں کپکپا رہی تھیں۔ دل زور سے دھڑک رہا تھا۔

اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ سب کچھ نارمل تھا۔ سوائے اس کے۔

اس نے پیر نیچے اتارے اور آگے بڑھ کے بتی روشن کی۔ ایک دم سارے میں روشنیاں سی پھیل گئیں۔

کمرے کے ایک کونے میں شاپنگ بیگز کا ڈھیر لگا تھا۔ گو کہ وہ سلیقے سے رکھے تھے لیکن بہت جگہ لے رہے تھے۔ وہ ننگے پیر چلتی سنگھار میز تک آئی۔ اپنا عکس دیکھا۔ اس کا چہرہ بے داغ تھا۔ سپید اور خوبصورت۔ سبز آنکھیں البتہ خوف سے بھری تھیں۔

آئینے کے کونے میں چند اسٹکی نوٹس لگے تھے۔ ان پہ کرنے کے کام لکھے تھے۔

چند کاموں کو لائن لگا کے کاٹ دیا گیا تھا۔ باقی ویسے ہی تھے۔

نکاح کا جوڑا پک کرنا ہے۔

ویڈنگ رنگ خریدنی ہے۔

اس سے مزید کام نہیں پڑھے گئے۔ نظریں نیچے پھسل گئیں۔ میز پہ سامنے نکاح کا کارڈ رکھا تھا۔ سفید کارڈ پہ سنہری رنگ سے عبارتیں لکھی تھیں۔ کارڈ کے اوپری حصے پہ ایک بے بی پھول چسپاں تھا۔ ننھا سا پھول۔ اس نے انگلیاں پھول پہ پھیریں۔ نیچے نکاح کی تاریخ نظر آ رہی تھی۔

آج سے ٹھیک دس دن بعد زیاد اور اس کی شادی تھی۔ صرف نکاح کا فنکشن ہونا تھا۔ اور اسی شام رخصتی۔ گزشتہ دو ماہ سے شادی کی تیاریوں کے لیے بازاروں کے چکر لگاتے لگاتے اس کے ذہن نے وہ سب فراموش کر دیا تھا۔ وہ احساس کہ کوئی تعاقب کر رہا ہے۔ کوئی اس کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ وہ سب اسے بھول گیا تھا۔

وہ واقعات ہونے بھی ختم ہو گئے تھے۔ اب نہ کوئی خون کے چھینٹے تھے۔ نہ کھلتے بند ہوتے پانی کے نل۔ زندگی سکون میں تھی۔ اس نے بوڑھے جادوگر کا پیچھا چھوڑ دیا تھا۔ اور یقیناً اس نے بھی مالا کا پیچھا ترک کر دیا ہو گا۔

لیکن آج کچھ نیا ہوا تھا۔

کئی ماہ بعد وہ خواب پھر سے دکھائی دیا تھا۔ وہی منحوس بچہ۔ Changeling

لیکن وہ اس کے قریب نہیں آ رہا تھا۔ جیسے فاصلے پہ گھات میں بیٹھا ہو۔ کسی شے کا منتظر۔

اپنے عکس کو دیکھتی اس کی نظریں گردن میں جھولتی چین پہ ٹھہر گئیں جن میں سیاہ فاختہ پروئی ہوئی تھی۔ اس نے دو

www.zemtime.com
ZEMTime
www.facebook.com/nemra.ahmed.official

انگلیوں سے فاختہ کو تھاما اور آنکھیں بند کر کے گہری سانس اندر کھینچی۔

پھر جب وہ سانس باہر خارج ہوئی تو اس کا خوف کم ہونے لگا تھا۔

صرف تین سانسیں کشمالہ مبین کو پرسکون کر سکتی تھی۔

چند لمحوں بعد وہ بیڈ پہ بیٹھی فون کان سے لگائے زیاد کو اپنا خواب سنا رہی تھی۔ زیاد اسے ہمیشہ کہتا تھا کہ اگر اسے دوبارہ برے خواب آنے لگیں تو وہ اس سے شیئر ضرور کرے۔ شاید وہ دونوں مل کے اس کا کوئی مطلب نکال سکیں۔

''یقیناً کبیرہ آنٹی پھر سے شروع ہو گئی ہیں۔'' زیاد نے سنتے ہی تبصرہ کیا۔ ''ہمارے خاندان میں جادو کے لیے وہی مشہور ہیں۔ وہ اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کروانا چاہتی تھیں۔ ایسا نہیں ہو سکا۔ اس لیے اب وہ میرا اور آپ کا رشتہ ختم کروانے کے لیے پورا زور لگائیں گی۔ نکاح میں دس دن رہ گئے ہیں۔ ایک دفعہ نکاح ہو جائے تو ان کے جادو نہیں چل سکیں گے۔''

اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ زیاد درست کہہ رہا تھا۔ یہ سب کبیرہ تائی کر رہی تھیں۔ اور اگلے دس روز تک کرتی رہیں گی۔ اسے تیار رہنا تھا۔

اس نے ایک نظر کمرے میں رکھے شاپنگ بیگز کو دیکھا۔ سب کچھ پرفیکٹ تھا۔ سوائے... چہرہ موڑ کے بیڈ کی دوسری سائیڈ کو دیکھا جو خالی تھی... سوائے اس ایک کمی کے جواب ابد تک پوری نہیں ہو گی۔ ماں نہیں تھیں۔ لیکن نگینہ آنٹی تو تھیں نا۔ وہ بھی ماں کی طرح بیمار تھیں۔ وہ ان کی خدمت کر کے ان میں اپنی ماں ڈھونڈ سکتی تھی۔ وہ اداسی سے مسکرا دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاہور کے آسمان پر پھیلی گدلی اسموگ نے مبین منزل کی کھڑکیوں کو دھندلا دیا تھا۔

آنسوؤں سے بجی اسٹوڈیو کی کھڑکی کے اندر شام کی مناسبت سے سفید بتیاں جلی تھیں اور چند نفوس اندر کام کرتے دکھائی دیتے تھے۔ ایک چوکی پہ مالا بیٹھی ایک بڑے سے چوکور فریم پہ سر جھکائے ہوئے تھی جس کے اوپر ایک ریشمی کپڑا کھینچ کے لگایا گیا تھا۔ اس پہ جگہ جگہ سفید آؤٹ لائن سے کچھ پھول بنائے گئے تھے۔ وہ چھوٹا برش انگلیوں میں تھامے احتیاط سے پھولوں میں رنگ بھر رہی تھی۔

فریم کے اس پار وہی پٹھان بچہ بیٹھا تھا۔ چہرہ ہتھیلیوں میں گرائے وہ ناخوشی سے ریشم پہ ابھرتے پھولوں کو دیکھ رہا تھا۔ ہر پھول کے آدھے حصے میں سفید رنگ بھرا تھا اور باقی آدھا خالی تھا۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''یہ اچھے نہیں لگ رہے' مالا باجی۔ کوئی مسئلہ ہے۔''

مالا نے نظریں اٹھا کے اسے دیکھا اور مسکرائی۔ ماتھے پہ سبز ریشمی رومال باندھے وہ بالوں کو جوڑے میں لپیٹے ہوئے تھی۔ حسبِ معمول ایک گال پہ پینٹ کا دھبہ تھا اور انگلیاں بھی رنگین ہو رہی تھیں۔

''رنگ سارے مسئلے حل کر سکتے ہیں' طوطی۔''

اس نے دوسرا برش اٹھایا اور سرخ پینٹ میں ڈبو کے پھول کے خالی حصے کو بھرنا شروع کیا۔

اس بچے کا اصل نام نہ جانے کیا تھا لیکن وہ خود کو طوطی خان کہتا تھا۔ اور اس وقت اس کی آنکھیں تحیر سے طوطے کی طرح پھیل گئیں۔

''واہ۔'' سبز ساڑھی کے کپڑے پہ سرخ اور سفید پھول بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔

(سرخ رنگ یاد رہ جانے والا رنگ ہے۔) وہ برش کو پھر سے سرخ رنگ سے رگڑ رہی تھی جب دور کہیں یادوں میں سے ایک آواز ابھری۔ اس کے ہاتھ سست ہوئے۔ لیکن اس نے سر جھٹک دیا۔ اسے اب سر جھٹکنے کی عادت ہو چکی تھی۔

نئی ای میل کی ٹون نے اسے متوجہ کیا تو اس نے برش رکھا اور فون اٹھاتے ہوئے گال پہ آئی لٹ کان کے پیچھے اڑسی۔ سرخ دھبہ کان کے قریب لگ گیا لیکن اسے پرواہ نہیں تھی۔ اس کی آنکھیں ای میل پڑھتے ہوئے بے یقینی اور خوشی سے چمکنے لگی تھیں۔

''مالا.. تمہیں خالہ بلا رہی ہیں۔ کوئی بات کرنی ہے۔'' ماہی نے چوکھٹ میں آ کے دروازہ بجایا تو اس نے خوشی سے تمتماتا چہرہ اٹھا کے اسے دیکھا۔

''مجھے دبئی میں جاب مل گئی ہے۔'' اس کے گال گلابی ہو رہے تھے۔ ''ایک دوست کے کزن کا ریستوران رینوویٹ ہو رہا ہے۔ میں ایک ماہ بعد جوائن کر سکتی ہوں۔''

''مبارک ہو۔'' ماہی سوچ سوچ کے کہنے لگی۔ ''لیکن اتنی جلدی؟ ابھی شادی بھی نہیں ہوئی اور جاب؟''

بچہ باری باری دونوں کے چہرے دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

''میں شادی اسی لیے کر رہی ہوں تاکہ ایک نئے شہر میں نئی زندگی شروع کر سکوں۔ اور جاب اس زندگی میں میرے لیے بہت ضروری ہے۔ خالہ سے کہو میں آ رہی ہوں۔'' وہ مطمئن تھی۔

نیچے آئی تو ثمر جہاں خالہ لاؤنج میں ہی بیٹھی تھیں۔ وہ حورِ جہاں جیسی ہی دکھتی تھیں۔ سبز آنکھیں۔ سرخ و سفید

www.zemtime.com
ZEMTime
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

رنگت۔ البتہ جسم متوازن تھا۔ موٹاپہ نہیں چڑھا تھا۔ امریکہ میں رہ کے خود کو فٹ اور جوان رکھے ہوئے تھیں۔ باب کٹ بال ہیئر بینڈ سے پیچھے کر رکھے تھے۔

وہ بڑے صوفے کے ایک کنارے پہ بیٹھی تھیں۔ مالا آ کے دوسرے کنارے پہ بیٹھی اور نرمی سے پوچھنے لگی۔

''آپ نے بلایا تھا خالہ؟'' ثمر جہاں نے ایک نظر اسے دیکھا۔ وہ سیاہ ٹراؤزر اور لمبی قمیض پہ ڈھیلا ڈھالا کارڈیگن پہنے' جوڑا بنائے' ماتھے پہ سبز رومال لپیٹے بیٹھی سادگی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ ثمر جہاں دو روز پہلے امریکہ سے آئی تھیں اور جیٹ لیگ کی وجہ سے زیادہ وقت آرام کرتی رہی تھیں۔ کھل کے بات کرنے کا موقع آج ملا تھا۔

''مالا تم اس رشتے سے خوش ہو؟'' انہوں نے الفاظ جوڑے۔ ماہی بھی خاموشی سے سامنے والے صوفے پہ آ کے بیٹھ گئی۔

''ظاہر ہے میں خوش ہوں۔ کیوں؟'' اس نے چونک کے انہیں دیکھا۔ پھر ماہی کو۔

''مالا... بیٹے... میرا نہیں خیال زیاد تمہارے لیے ایک اچھی چوائس ہے.....'' وہ اس کی طرف پہلو موڑ کے بیٹھیں۔ چہرے پہ تفکر تھا۔ ''ان کی فیملی ہم سے بہت مختلف ہے۔ اور یہ نگینہ....'' ان کے لہجے میں ناپسندیدگی ابھر آئی۔ ''وہ مجھے کبھی بھی پسند نہیں رہی۔''

ماہی نے گردن بالکل جھکا دی۔ وہ اس وقت مالا سے کوئی نئی لڑائی افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔

''نگینہ آنٹی بہت اچھی اور نیک خاتون ہیں۔'' اس کو بہت برا لگا۔ ہر لڑکی کی طرح اپنے ہونے والے سسرال کی برائی اسے اپنی برائی لگی تھی۔

''اللہ معاف کرے لیکن لوگ جیسے نظر آتے ہیں' ویسے ہوتے نہیں ہیں۔'' خالہ نے ناک سے مکھی اڑائی۔

''نگینہ آنٹی آپ کو کیوں نہیں پسند؟'' وہ بغور خالہ کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

''کیونکہ وہ بہت چالاک عورت ہے۔ ہم ایک زمانے سے اس کو جانتے ہیں۔ وہ تمہاری ماں کو بھی پسند نہیں تھی۔''

''نہیں تو۔ وہ اتنے مہینے سے ہمارے گھر آ جا رہی ہیں۔ ماں نے ہمیشہ ان کو ویلکم کیا ہے۔'' اس کا لہجہ دفاعی تھا۔

''نہیں مالا۔ خالہ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ ماں کو پہلے نگینہ آنٹی پسند نہیں تھیں۔ یہ تبدیلی عزہ کی شادی سے آئی ہے۔'' ماہی کھنکھاری۔

عزہ اس کی وہ کزن تھی جس کی شادی اٹینڈ کرنے وہ کیف کے ساتھ اسلام آباد سے لاہور آئی تھی اور پھر لاہور

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

سے نکل نہیں سکی۔ اسی شادی پہ وہ براہ راست پہلی دفعہ زیاد اور نگینہ آنٹی سے ملی تھی۔ اس سے پہلے ماموں کے ٹیرس سے اس نے براؤنی کھاتے ہوئے ان کو صرف دیکھا تھا۔

ادھر ماہی کہہ رہی تھی۔

''عزہ کی شادی پہ نگینہ آنٹی ایک لمبے عرصے بعد ماں سے ملی تھیں اور انہوں نے سب کے سامنے کبیرہ تائی سے ملنے سے انکار کر دیا۔ اس وجہ سے ماں کا دل ان کی طرف سے نرم ہوا۔ اور پھر ماں برین ٹیومر کی مریضہ تھیں۔ ان کا دماغ ٹھیک سے فیصلے نہیں کر پا رہا تھا۔ ورنہ انہوں نے ڈھکے چھپے الفاظ میں مجھے ہمیشہ یہی بتایا تھا کہ انہیں نگینہ آنٹی نہیں پسند۔''

''مجھے ایسا کچھ یاد نہیں۔'' اس نے بے چینی سے پہلو بدلا۔ گفتگو مشکل ہوتی جا رہی تھی۔

" کیونکہ تمہاری ماں کی غیبت کی عادت نہیں تھی۔ اس کو کوئی پسند نہ ہوتا تو اس سے دور ہو جاتی تھی۔ خاموشی سے۔ تمہاری طرح۔'' خالہ نے بغور اسے دیکھا۔ اس کے اعصاب تن گئے تھے۔ اسے یہ سب کچھ اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

''ویسے نگینہ آنٹی ہیں تو اچھی۔'' ماہی سوچ کے بولی۔ ''ہماری ماؤں کو بہت سے لوگوں سے مسئلے ہوتے ہیں۔ ضروری نہیں ہے کہ وہ لوگ برے ہوں۔ نگینہ آنٹی نے حور کو اتنا پیار کیا تھا' پھر اسے گھٹی بھی دی۔''

''ہم نگینہ آنٹی کو کیوں ڈسکس کر رہے ہیں؟ میری شادی زیاد سے ہو رہی ہے۔'' اس نے زور دے کر یاد دلایا۔

''زیاد ایک بہت عام سا انسان ہے' بیٹا۔ اس میں کوئی ایسے ہیرے نہیں جڑے کہ تم اس کے بارے میں سوچو بھی۔ اوپر سے اس کے ماں باپ کا عجیب ٹاکسک سا رشتہ ہے۔ شادی سے پہلے ہمیشہ دیکھتے ہیں کہ مرد کن حالات میں بڑا ہوا ہے۔ ٹاکسک حالات میں بڑے ہونے والے مرد ٹاکسک ہوتے ہیں۔ عباد کو دیکھو۔ اگر آج وہ ماہی کے ساتھ اچھا ہے تو اس لیے کہ اس کے گھر کا ماحول صحت مند تھا۔''

''ہر انسان کے اندر بچپن کا ٹراما ہوتا ہے' خالہ۔ ہم بھی تو بغیر باپ کے بڑے ہوئے ہیں۔ کیا ہم ٹاکسک ہیں؟ شادی کے بعد دو لوگ ایک دوسرے کی محرومیوں کو پورا کرتے ہیں۔ اس کے ماں باپ کی سزا اس کو کیوں دیں؟'' وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

''بیٹے تمہیں زیاد سے اچھا رشتہ مل سکتا ہے۔''

''اچھا ... کون؟'' وہ چونکی۔ پہلی دفعہ اسے خالہ کی بات سمجھ میں آنے لگی۔

www.zemtime.com
ZEMTime
www.facebook.com/nemrahahmed.official

انہوں نے گہری سانس لی۔ چند لمحے کا وقفہ کیا۔ اب کے ماہی بھی چونکی۔ کچھ تھا جو وہ نہیں جانتی تھی۔

''میرے جیٹھ کا بیٹا ہے۔ فائق۔ عباد کا فرسٹ کزن۔ امریکہ میں ہوتا ہے۔ ڈاکٹر ہے۔ اس کی ماں نے مجھے تمہارے لیے کہا ہے۔ وہ بہت اچھا' بہت قابل لڑکا ہے۔''

''فائق کی تو پچھلے سال ڈائیوورس ہوئی ہے خالہ۔'' ماہی بے یقینی سے بولی۔

''ڈائیورس کا کیا ہے۔ ہوتی رہتی ہیں۔ مرد پہ کوئی دھبہ تھوڑی لگ جاتا ہے۔'' خالہ نے اسے گھورا۔

وہ اپنی جگہ بالکل شل ہوگئی۔ خالہ اس کو زیاد کے مقابلے میں ایک طلاق شدہ آدمی کا رشتہ قبول کرنے کے لیے کہہ رہی تھیں؟ وہ بھی اس کی شادی سے دس دن پہلے؟

''طلاق کو لوگوں نے taboo بنالیا ہے۔ ایسی بری چیز نہیں ہوتی طلاق۔ ٹاکسک رشتے میں رہنے سے بہتر ہے بندہ طلاق لے کر الگ ہو جائے۔ اور فائق کی بیوی ہی کوئی سائیکو تھی۔ شکر ہے اس نے جان چھڑالی۔ وہ ہر لحاظ سے زیاد سے بہتر ہے۔ تم اس سے بات کر کے تو دیکھو۔'' خالہ اسے پھر سے سمجھانے لگیں۔

اس نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے۔ بہت کچھ اندر ایک دم سے ابلنے لگا تھا۔ لیکن پھر... اس نے کچھ نہیں کہا۔ بس ایک گہری سانس ناک سے اندر کھینچی اور لبوں سے خارج کر دی۔ سینے میں ابلتا لاوا ٹھنڈا ہو گیا۔

''میں جانتی ہوں کہ آپ میری بھلائی چاہتی ہیں خالہ۔'' اس نے نرمی سے ان کے ہاتھ تھامے۔ ''آپ سے پہلے مجھے کئی کزنز نے بھی یہی کہا ہے۔ کہ زیاد اور میرا جوڑ نہیں ہے۔ لیکن میرے نزدیک وہ ایک اچھا انسان ہے۔ پھر شادی ایسا جوا ہے جسے میں اپنی مرضی سے کھیلنا چاہتی ہوں۔ اگر زیاد ایک غلطی ہے تو یہ میری غلطی ہونی چاہیے۔ کسی انسان کی گارنٹی نہیں ہوتی۔ کوئی شادی کے بعد کچھ بھی نکل سکتا ہے۔''

''زندگی اتنی قیمتی ہے کہ اس میں تجربے نہیں کرنے چاہئیں' مالا۔'' خالہ نے افسوس سے اسے دیکھا۔

''میں نہیں سمجھتی کہ میں غلطی کر رہی ہوں۔ لیکن اگر آپ کو لگتا ہے کہ یہ ایک غلطی ہے تو کم از کم یہ میری غلطی ہوگی۔'' اس نے اسی نرمی سے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ سے علیحدہ کر لیا۔ اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ خالہ یاسیت سے اسے دیکھے گئیں۔

''ماں نگینہ آنٹی کو کیوں پسند نہیں کرتی تھیں؟'' مالا کے جانے کے بعد ماہی سوچ میں گم بولی۔

''کیونکہ تمہاری ماں اللہ کا بہت ذکر کرتی تھی۔ اور جو بہت ذکر کرنے والے لوگ ہوتے ہیں نا' انہیں اشارے مل جاتے ہیں۔ انگریزی میں جسے تم vibes کہتی ہو۔'' پھر کچھ یاد آنے پہ خفگی سے ماہی کو گھورا۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''اور تم نے بھی پکڑ کے اسی عورت سے بیٹی کو گھٹی دلوا دی۔''

''وہ... انہوں نے خود کہا تھا۔'' وہ گڑبڑا کے کھڑی ہوئی۔

حور کا فیڈر لینے وہ کچن تک آئی تو دیکھا' کاؤنٹر پہ زیادہ کی لائی چاکلیٹس کا ایک باکس ادھ کھلا رکھا تھا۔ ذہن میں ماہر کا کہا فقرہ گونجا لیکن اس نے سر جھٹکا اور ایک چاکلیٹ نکال کے ریپر اتارنے لگی۔

''خوامخواہ جیلس ہے وہ۔ ہونہہ۔'' ریپر ڈسٹ بن میں اچھالا اور چاکلیٹ منہ میں رکھتی وہ آگے بڑھ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

''کیف'' کی بالائی منزل پہ بنے آفس کیبن اس صبح خالی تھے کیونکہ سارا عملہ لفٹ کے سامنے ہجوم کی صورت کھڑا تھا۔ اشتیاق بھری نظریں دھاتی دروازوں پہ جمی تھیں۔ اسی لمحے لفٹ کی گھنٹی بجی۔ دروازے الگ ہوئے اور ماہر فرید نظر آیا۔

سیاہ سوٹ کے اندر سفید شرٹ پہنے' گیلے بال پیچھے کو جمائے' وہ ویسا ہی تھا۔ سوائے رخسار پہ لگے زخم کے نشان کے۔ یا پھر کہنی کے ساتھ لگی بیساکھیوں کے۔

''خوش آمدید ماہر بے۔'' پرجوش استقبال۔ آفس واپسی کی مبارک۔ صحت یابی کی دعائیں۔ ایک ساتھ بہت کچھ اس کی طرف آیا۔ ماہر نے بدقت مسکرا کے سر کو خم دیا۔ پھر نگاہ میں کچھ اٹکا۔ مین ہال کی دیوار کے ساتھ پھولوں کی سجاوٹ کی گئی تھی۔ ساتھ ہی کچھ سوئیٹس رکھی تھیں۔

''یہ سب کس نے کیا ہے؟'' اس نے شبنم کی طرف دیکھا جو سب سے آگے تھی۔ مسکرا کے سینے پہ ہاتھ رکھا۔

''میں نے۔''

''گڈ۔ یہ فضول خرچی تمہاری تنخواہ سے کٹے گی۔'' ایک برہم نظر اس پہ ڈال کے وہ بیساکھی کے سہارے آگے بڑھا۔

''اور آپ سب اپنی نشستوں پہ جائیں۔ آپ کو کمپنی اس وقت کے لیے پے کرتی ہے۔''

وہ سب مسکراہٹیں دبائے ادھر ادھر بکھر گئے۔ درمیان میں راستہ چھوڑ دیا۔ وہ آگے بڑھا اور شبنم مسکرا کے اسے آفس تک جاتے دیکھتی رہی۔ جب وہ اندر چلا گیا تو وہ اسٹاف کی طرف پلٹی اور ہتھیلی پھیلائی۔

''میں شرط جیت گئی۔ ماہر بے کو ایکسیڈنٹ بھی مشین سے انسان نہیں بنا سکا۔ میرے پیسے!'' مسکرا کے آنکھیں گھمائیں۔ اور بہت سے ہاتھ بے اختیار جیبوں کی طرف بڑھ گئے۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

وہ آفس میں داخل ہوا تو زارا پہلے سے اندر موجود تھی۔ وزیٹرز چیئر پہ بیٹھی وہ اسی کی منتظر تھی۔

''کیا تمہیں اتنی جلدی آفس جوائن کرنا چاہیے تھا؟'' وہ خفگی سے کہتی کھڑی ہوئی۔ ماہر نے جواب نہیں دیا۔ وہ بیساکھی سے لنگڑا کے چلتا کنسول ٹیبل تک آیا جو کہ کھڑکی کے قریب تھی۔ کھڑکی میں رکھا کیکٹس کا پودا سوکھ سڑ چکا تھا۔ ماہر نے اسے نہیں دیکھا۔ وہ سر جھائے دراز کھول رہا تھا۔ بیساکھی پہ گرفت ڈھیلی ہوئی تو وہ پھسل کے نیچے جا گری۔

''مجھے میرا جواب مل گیا ہے۔'' وہ قریب آئی اور جھک کے بیساکھی اٹھائی۔ پھر سیدھے ہوتے ہوئے ناراضی سے اسی دیکھا۔

''تم ورک فرام ہوم بھی کر سکتے تھے۔ میں تمہیں ہر چیز گھر پہ مہیا کر دیتی۔''

''اور ڈوپامین؟ اس کا کیا؟'' وہ مسکرا کے دراز سے لائٹر نکال رہا تھا۔ زارا اسے دیکھ کے رہ گئی۔

''جو ڈوپامین رش مجھے چاہیے وہ گھر بیٹھے نہیں مل سکتا۔'' اس نے لائٹر جلایا اور قطار میں رکھی کینڈلز میں سے ایک کا ڈھکن اٹھایا۔ صندل وڈ۔

''(ڈوپامین انسانی دماغ میں پیدا ہونے والا ایک کیمیکل ہے جو انسان کو اچھا محسوس کرواتا ہے۔ اور اپنے پسندیدہ کاموں کے درمیان میں ریلیز ہوتا ہے۔)

لائٹر کے شعلے نے موم بتی کے دھاگے کو چھوا اور اس نے آگ پکڑ لی۔ پل بھر میں موم پگھلنے لگی۔

''تم ہمارے بارے میں سوچتے ہو کبھی؟''

وہ میز تک آ رہا تھا جب زارا دھیرے سے بولی۔ وہ چونکا۔ بیساکھیاں کوٹ اسٹینڈ کے ساتھ رکھیں (ایک پھر سے پھسل گئی) اور ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

وہ ابھی تک دور کنسول ٹیبل کے ساتھ کھڑی تھی۔ بل دار بال دونوں شانوں پہ گر رہے تھے۔ براق سفید مڈی ڈریس میں ملبوس، گریبان پہ جھولتی سنہری زنجیریں، ناخنوں پر فیروزی نیل پالش اور سفید لانگ بوٹس پہنے، وہ بظاہر ہمیشہ جیسی ہی تھی لیکن کچھ تھا جو بدلا ہوا لگتا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ملال تھا۔ یا شاید گلہ۔ وہ فیصلہ نہیں کر سکا۔

''کیا مطلب؟''

''کبھی تم ہمارے بارے میں سوچتے ہو، ماہر؟'' وہ قدم قدم چلتی آگے آ رہی تھی۔ صندل وڈ کی خوشبو موم کی قید سے آزاد ہو کے سارے میں پھیلنے لگی۔ وہ ٹیک لگائے، آنکھوں کی پتلیاں سکوڑے غور سے اسے دیکھے گیا۔

www.zemtime.com
ZEMTime
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''میں جو لندن سے آئی ہوں اس کمپنی کے لیے۔ اور یہ لوگ جو (دروازے کی طرف اشارہ کیا) دن رات اس کمپنی کے لیے کام کر رہے ہیں۔ اگر کیف ڈوبا تو ہم سب کے کیریئرز کا کیا بنے گا؟''

''تم کافی دن سے مجھے اپ سیٹ لگ رہی ہو۔ کیا ہوا ہے؟'' وہ قدرے حیران تھا۔

''کیونکہ تم اس کمپنی کو وقت نہیں دے رہے۔''

''وقت دینے ہی آفس آیا ہوں۔ اور...'' وہ متعجب ہوا۔ ''ابھی تم کہہ رہی تھیں مجھے گھر پہ ہونا چاہیے تھا۔''

''تم کیف پہ کام کرنے آفس نہیں آئے۔ مجھ سے یہ پوچھنے آئے ہو کہ مجھے زیاد سلطان کی بینک اسٹیٹمنٹ میں کیا ملا؟''

وہ میز کے کناروں پہ ہاتھ رکھے کھڑی بہت بے بسی بھری برہمی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ ماہر نے ''اوہ'' کہہ کے ایک گہری سانس خارج کی۔

''کیا ملا؟'' مسکرا کے سامنے رکھا لیپ ٹاپ کھولا۔ دوسرا ہاتھ بڑھا کے ڈیسک ٹاپ آن کیا۔ بیک وقت بہت سی اسکرینز جل اٹھیں۔

''تمہیں اپنے اس جنون کے علاوہ کسی کی فکر نہیں ہے' ماہر۔''

''وہ جنون نہیں ہے۔ وہ میری بہن ہے۔'' وہ ایک دم درشتی سے بولا۔ مسکراہٹ غائب ہوئی اور ماتھے پہ بل پڑ گئے۔

''وہ بہن جو مر چکی ہے۔ اس کی تلاش میں ہم سب تمہارے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ رہی زارا تو زارا کا کیا۔ زارا اسی چیز میں تو اچھی ہے۔ ایک کال کرو اور زارا کام کر دے گی۔ فلاں کا پتہ کرواؤ۔ فلاں کی بینک اسٹیٹمنٹ نکلواؤ۔'' اس کی آواز بھیگنے لگی۔

''تمہیں آلہ کار بننے سے منع کر دینا چاہیے تھا۔ میں کسی اور سے کہہ دیتا۔'' وہ بے نیازی سے اب کی بورڈ پہ انگلیاں چلا رہا تھا۔ اسکرین کی نیلی روشنی اس کے چہرے پہ پڑ رہی تھی۔

''بابا ٹھیک کہتے ہیں۔ تمہیں میری پرواہ نہیں ہے۔''

''زارا کیوں صبح صبح مجھ سے لڑ رہی ہو؟'' اس نے کراہ کے اسکرین فولڈ کی۔ پھر بے بسی سے اسے دیکھا۔ سر میں درد ہونے لگا تھا۔

''تم میں اور کبیرہ سادان میں کوئی فرق نہیں ہے۔'' وہ افسوس سے اسے دیکھ رہی تھی۔

www.zemtime.com
ZEMTime
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

ماہر فرید کے چہرے پہ ناگواری بکھری۔ جیسے کچھ کڑوا مشروب پی لیا ہو۔

''مجھے اس سے کیوں ملا رہی ہو؟''

" کیونکہ اسی سے سب شروع ہوا تھا۔ تم نے اس کے بارے میں مجھے معلومات لینے کے لیے کہا۔ اور میں نے تمہاری مدد کر کے تمہیں مزید اس جنون کی دلدل میں دھکیل دیا۔ اسی کی وجہ سے تم بار بار لاہور جاتے ہو۔ اور تمہارے ساتھ یہ سب (بیساکھی کی طرف اشارہ کیا) ہو رہا ہے۔''

''زارینہ فرید...'' اس نے آنکھیں بند کر کے کنپٹیوں کو سہلایا۔ ''میں کبیرہ کے لیے لاہور نہیں جاتا۔ میں اس کے بارے میں صرف اس لیے جاننا چاہتا تھا تا کہ دیکھ سکوں کہ اس کے اور میرے خاندان کے درمیان کوئی مشترک کڑی ہے یا نہیں۔ اور یقین کرو ہمارے درمیان کچھ مشترک نہیں ہے۔ میں اپنے جس دشمن کو ڈھونڈ رہا تھا' اس کا کبیرہ سے تعلق نہیں ہے۔''

''جھوٹ مت بولو۔ تم میں اور اس عورت میں بہت کچھ مشترک ہے۔ لیکن خیر... مجھے کیا۔'' اس نے میز پہ رکھے کاغذات کا ایک پلندہ اس کی طرف دھکیلا۔

''زیاد سلطان کی بینک اسٹیٹمنٹس۔ مت پوچھنا کہ مجھے کیسے ملیں۔ بہت وقت لگا۔ لیکن مل گئیں۔'' لہجہ جتاتا ہوا تھا۔ ''اور ان میں ایسا کچھ نہیں ہے جو مشکوک ہو۔ وہ کسی کو ایک مخصوص رقم نہیں بھیجتا۔ بلکہ وہ زیادہ پیسے خرچ نہیں کرتا۔ کنجوس ہے۔''

ماہر نے تیزی سے پلندہ اٹھایا اور نگاہ پہلے صفحے پہ دوڑائی۔

''کوئی بڑی رقم جو اس نے نکلوائی ہو؟'' وہ صفحات پلٹا رہا تھا۔ زارا نے افسوس سے اسے دیکھا۔

''کہا نا۔ کنجوس ہے۔ زیادہ پیسے خرچ نہیں کرتا۔''

''یہ ایک اکاؤنٹ سے اسے ہر ماہ ایک بڑی رقم بھیجی جا رہی ہے۔'' اس نے پین سے ایک جگہ اشارہ کیا۔

''یہ اس کی ماں کا اکاؤنٹ ہے۔ ماما ز بوائے۔ ابھی تک اپنی ماں سے خرچہ لیتا ہے۔'' زارا نے کندھے اچکائے۔ وہ ابھی تک خفا خفا سی تھی لیکن وہ جیسے اسٹیٹمنٹ کی طرف متوجہ تھا۔

''بہت پیسہ ہے اس کی ماں کے پاس۔'' وہ بڑبڑایا۔ یونہی چہرہ اٹھا کے کچھ سوچنے لگا۔ نگاہیں کنسول ٹیبل پہ جلتی صندل وڈ کی موم بتی پہ جمی تھیں۔

''کیا ہوا؟''

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''اس کی ماں....''اس نے یاد کرنے کی کوشش کی۔''اس کی ماں سے میں ملا تھا۔کب؟''

اور اگلے ہی لمحے اسے یاد آیا۔وہ باہر لان میں تھا۔وہ دن جب وہ کشمالہ مبین کی نوکری چھوڑ رہا تھا۔وہ اسے کھڑکی سے اندر بیٹھی دکھائی دی تھیں۔سفید دوپٹے والی باوقار سی عورت۔دونوں کی نگاہیں ملیں۔پھر انہوں نے اسے بلایا تھا۔کیوں؟ کچھ منگوایا تھا انہوں نے۔ہاں۔اسے یاد آیا۔جائے نماز۔وہ جائے نماز لے کر اندر آیا۔انہوں نے شکریہ کہا۔اس نے جائے نماز ساتھ رکھی۔اور واپس مڑا۔انہوں نے اسی وقت جائے نماز اٹھائی۔ان کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے ٹکرایا تھا۔ہلکا سا لمس۔جیسے راہ چلتے بہت سے لوگوں کے ہاتھ ٹکرا جاتے ہیں۔اور وہ باہر نکل آیا تھا۔وہ زیاد اور مالا کے رشتے کی بات کر رہی تھیں۔اور اس کے دل پہ جیسے گھونسا سا لگا تھا۔اسے وہ گھونسا ابھی تک یاد تھا۔جیسے کوئی جسمانی تکلیف ہو۔اسی رات وہ اپارٹمنٹ جا کے شدید بخار میں مبتلا ہو گیا تھا۔

''اس کی ماں کے پاس زمینوں سے ٹھیکوں کی آمدنی آتی ہے۔کہو تو اس کو چیک کروں؟''وہ قدرے طنز سے بولی۔ماہر فرید نے سر جھٹکا۔

''اونہوں۔اس کی ماں بے ضرر سی گھریلو عورت ہے۔رہنے دو۔''وہ اسٹیٹمنٹ کے صفحے پلٹا رہا تھا۔اسے جیسے شدید مایوسی ہوئی تھی۔

''آخر زیاد کیسے سرکار کی فیس ادا کرتا ہوگا؟ کوئی حساب ہونا چاہیے تھا'نمبرز کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔شاید وہ کسی اور صورت میں پے منٹ کرتا ہو۔''وہ خود سے بڑبڑا رہا تھا۔سر اٹھایا تو دیکھا'وہ ابھی تک خفا نظر آ رہی تھی۔ماہر کی پیشانی کے بل ڈھیلے ہوئے۔

''زارا....''وہ نرمی سے گویا ہوا۔''میں نے تمہیں کبھی اس شہر میں آنے کے لیے مجبور نہیں کیا تھا۔تم جب بھی واپس جانا چاہو'جا سکتی ہو۔میں اتنا خود غرض نہیں ہوں کہ اپنی نئی کمپنی کی وجہ سے تمہارے کیریئر کے اہم سال ضائع کرواؤں۔میں تمہیں نہیں روکوں گا۔میں کسی کو بھی نہیں روکا کرتا۔''

''اور یہی تمہارا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔تم کسی کو نہیں روکتے۔اور اسی وجہ سے ایک دن تم اکیلے رہ جاؤ گے۔''

وہ جیسے ایک دم پھٹ پڑی۔پھر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

کاغذ اس کے ہاتھ میں رہ گئے۔وہ جہاں بیٹھا تھا'وہیں سن ہو گیا۔

زارا کی چند لمحے پہلے کہی بات نے ایک دم اسے جھنجھوڑ دیا تھا۔

وہ درست کہہ رہی تھی۔اسے پہلے کیوں اندازہ نہیں ہوا؟

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

اس نے کاغذات کا پلندہ پرے کیا اور تیزی سے انٹر کام کا ریسور اٹھایا۔

''شبنم... مجھے ایک کیئر ٹیکر چاہیے۔ پروفیشنل نرس۔''

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس صبح اپنے کمرے سے نکلنے سے پہلے کشمالہ مبین نے مسکرا کے آئینے پہ چسپاں فہرست کی ایک سطر کاٹی تھی۔

ویڈنگ رنگ کی خریداری۔

جیولرز کی سفید محل جیسی عمارت سڑک پہ دور سے ممتاز دکھائی دے رہی تھی۔ سامنے پارکنگ لاٹ تھا جس کے اندر کار کھڑی کر کے' وہ چند منٹ سے داخلی دروازے کے باہر کھڑی تھی۔ بار بار کلائی پہ بندھی گھڑی دیکھتی۔ دھند اور سردی بڑھ گئی تھی۔ وہ سادہ سبز لباس پہ بھوری لیدر جیکٹ پہنے کھڑی' ہاتھوں کو آپس میں رگڑ رہی تھی۔ قمیض کے گریبان پہ فاختہ والا لاکٹ جگمگا رہا تھا۔ کھلے بال ٹھنڈی ہوا سے پیچھے کو اڑ رہے تھے اور متلاشی نظریں پارکنگ لاٹ پہ جمی تھیں۔

تب ہی وہ اسے نظر آیا۔ چہرے پہ مسکراہٹ در آئی۔

''میں لیٹ ہو گیا۔'' زیاد سلطان مسکراتے ہوئے اس کی طرف آ رہا تھا۔ خالہ کی باتیں اور سارے خدشے ہوا ہونے لگے۔

''نہیں۔ مجھے جلدی پہنچنے کی عادت ہے۔'' کہتے ہوئے لبوں سے دھواں سا نکلا۔

''ویڈنگ رنگ آپ اپنی پسند سے بھی لے سکتے تھے۔''

وہ دونوں عمارت میں ساتھ ساتھ داخل ہوئے۔

''آپ کا تحفہ۔ آپ کی پسند۔'' وہ مسکرا کے بولا۔ ٹرٹل نیک سوئیٹر کے اوپر اس نے کوٹ پہن رکھا تھا جو سامنے سے کھلا تھا۔ وہ اسے آج بھی ہمیشہ کی طرح اچھا ہی لگا تھا۔

''آپ کے بال بہت خوبصورت ہیں۔'' آگے بڑھتے ہوئے اس نے چہرہ اس کی طرف جھکا کے دھیرے سے کہا۔ ''لیکن مجھے زیادہ خوبصورت تب لگتے ہیں جب آپ اونچی پونی بناتی ہیں۔''

وہ ہلکا سا ہنس دی۔ ''وہ تو محض کام کرتے ہوئے بناتی ہوں۔ ورنہ مجھے اونچی پونی نہیں پسند۔''

جیولرز کی عمارت اندر سے روشنیوں سے منور تھی۔ ٹائلز سے سجی دیواریں' سیاہ اور سنہرے رنگ کے امتزاج کا ڈیکور' باوردی سیلز مین' عود کی خوشبو۔ ہر شے اعصاب پہ رعب طاری کرتی تھی۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''ہیلو کشمالہ میم۔''

''میم بہت عرصے بعد آئیں۔''

اسے ہر طرف سے سلام کیا جا رہا تھا۔ بوڑھا چوکیدار، ویلکم ڈیسک پہ بیٹھی لڑکی، سیلز مین، سب کے سر جھکا کے استقبال کرنے کے انداز میں شناسائی تھی۔ وہ مسکرا کے سب کو سر کے خم سے جواب دے رہی تھی۔

زیاد سامنے ہال کی طرف بڑھنے لگا جہاں طویل شوکیسز بنے تھے لیکن اس نے روک دیا۔

''یہ گولڈ سیکشن ہے۔ ہم اوپر ڈائمنڈ سیکشن میں جائیں گے۔'' وہ مسکرا کے لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔ زیاد کی مسکراہٹ قدرے پھیکی ہوئی۔ البتہ سر ہلا دیا اور اس کے پیچھے ہو لیا۔

''آپ ان کی پرانی کلائنٹ ہیں غالباً۔'' گردن گھما کے اطراف کا جائزہ لیتے ہوئے وہ سرسری سا بولا۔ جیسے بالکل بھی متاثر نہ ہوا ہو۔

''کہتے ہیں کسی کے خاندانی ہونے کا پتہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کا ملازم اور اس کا جیولر کتنا پرانا ہے۔'' کشمالہ مبین نے مسکرا کے کندھے اچکا دیے۔ لفٹ کے دروازے کھلے تو وہ اسی اعتماد سے آگے بڑھ گئی۔ اسے معلوم تھا اسے کہاں جانا ہے۔ وہ اس کے چہرے پہ پھیلا غیر آرام دہ سا تاثر نہیں دیکھ سکی تھی۔

بالائی منزل سلور اور نیلے رنگ سے سجی تھی۔ یہاں ہر طرف ہیرے کے زیورات شوکیسز میں دکھائی دے رہے تھے۔ ہال کے وسط میں نیلے مخملیں صوفوں سے بنا ایک سٹنگ ایریا تھا۔ وہ دوسرے کسٹمرز کی طرح شوکیسز کی طرف نہیں گئی۔ سیدھا سٹنگ ایریا تک آئی اور ایک صوفے پہ بیٹھ کے ٹانگ پہ ٹانگ جما لی۔

شوکیسز کے پیچھے ایک سینئر جیولر ایک کسٹمر کو کچھ دکھا رہے تھے۔ اس پہ نظر پڑی تو مسکرائے۔ سر کو خم دیا۔ پھر اپنے کسٹمر کو دوسرے جیولر کے حوالے کر کے شائستگی سے معذرت کرتے ہوئے وہاں سے اٹھ آئے۔

''کشمالہ جی۔ کیسی ہیں آپ؟''

وہ ان کے سامنے والے صوفے پہ آ بیٹھے۔ وہ پرسکون نظر آ رہی تھی۔ البتہ زیاد قدرے تکلف سے بیٹھا تھا۔ نگاہیں اطراف کا جائزہ لے رہی تھیں۔

''آپ کی والدہ کا بہت افسوس ہوا۔'' جیولر اس سے تعزیت کر رہے تھے۔ مالا نے تھوڑی قدرے جھکا دی۔ اس ذکر سے ملنے والی تکلیف کبھی پرانی نہیں ہو سکتی تھی۔

''بہت نیک خاتون تھیں۔ بہت اچھی۔ جب بھی آپ کے ساتھ آئیں، ایک خوشگوار تاثر چھوڑ کے گئیں۔ ان کی

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

موت پہ ایک دنیا روئی ہوگی۔''

زیاد سلطان کے چہرے پر سے سایہ سا گزرا۔ اس نے ٹائی ڈھیلی کرنے کے لیے گردن کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن احساس ہوا کہ بنا ٹائی کے ہی گھٹن محسوس ہو رہی ہے۔

''آپ اپنے ڈائمنڈز یہیں سے خریدتی ہیں؟'' اس نے مداخلت کی۔ وہ جو تعزیت کے جواب میں ماں کے لیے کچھ کہنے والی تھی' زیاد کو دیکھ کے جواب دینے لگی۔

''جی۔ کیونکہ ڈائمنڈ جیولری ایک اچھی انویسٹمنٹ ہوتی ہے اگر جیولر اچھا ہو۔ یہی ڈائمنڈز امریکہ اور کینیڈا سے آدھی قیمت پہ سیل میں بھی مل جاتے ہیں لیکن میں ان کو بیچ نہیں سکتی۔ اس کے برعکس' لاہور کے تمام بڑے جیولرز ڈائمنڈ جیولری ایک سال بعد اسی قیمت پہ واپس لے لیتے ہیں یا ہم اس کی جگہ کچھ اور خرید سکتے ہیں۔ جب دل بھر گیا تو واپس کر کے کچھ اور لے لیا۔''

''امریکہ کینیڈا کے سیل والے ڈائمنڈز کا ذکر نہ ہی کریں۔'' سوٹ میں ملبوس سینئر جیولر نے منہ بنایا۔ ''ان کو اس کے نیچے رکھو (ایک عدسہ اٹھا کے لہرایا) تو دوبارہ دیکھنے کا جی نہیں کرتا۔ خیر... کیا دیکھنا چاہیں گی آپ؟''

نگاہیں گھما کے باری باری دونوں کو دیکھا۔ ایک تمکنت سے بیٹھی سبز آنکھوں والی لڑکی جس کے لمبے بال چہرے کے دونوں اطراف میں گر رہے تھے' اور ساتھ غیر آرام دہ سا بیٹھا بے کشش چہرے والا نوجوان۔

''ویڈنگ رنگ۔'' وہ کھنکھارا۔ ایک ملازم ان کے سامنے بھاپ اڑاتے کافی کپ رکھ رہا تھا۔ کشمالہ نے شائستگی سے معذرت کر لی۔

''میں باہر کسی کو کافی کا کہہ آئی ہوں۔ تھینکس۔''

''ون کیرٹ؟ ٹو کیرٹ؟'' جیولر کی بظاہر مسکراتی لیکن اندر تک ایکس رے کرتی نظریں زیاد سلطان پہ جمی تھیں۔

''جو بہترین ہو۔'' زیاد نے جواباً مسکرا کے مالا کی طرف دیکھا۔ اس کا اعتماد بحال ہو رہا تھا۔

''بہترین۔ اوکے۔''

تھوڑی دیر بعد نیلے مخمل کے ڈسپلے کیس ان کے سامنے میز پہ رکھے تھے جن میں درجنوں انگوٹھیاں جگمگا رہی تھیں۔ چھت پہ نصب روشنیوں نے ہیروں کی چمک کو کئی گنا بڑھا دیا تھا۔ زیاد نے دیکھا' مالا کے ہاتھوں میں پہلے سے چار انگوٹھیاں' کانوں میں ڈائمنڈ ٹاپس اور کلائی میں ہیروں سے جگمگاتا نازک سا بریسلیٹ موجود تھا۔ ان سب

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

کی چمک اسے مزید غیر آرام دہ کر رہی تھی۔

''ویڈنگ رنگ صرف ایک solitaire کی ہونی چاہیے۔ اس کیس میں صرف سولیٹئرز ہیں۔ اور یہ آپ کو پسند آئے گا۔''

جیولر نے ایک انگوٹھی اٹھائی اور اس کی طرف بڑھائی۔

''ون کیرٹ۔ بلیو ڈائمنڈ۔ یہ ابھی حال ہی میں امپورٹ میں آیا ہے۔''

ان دونوں کی نگاہیں اس کی طرف بلند ہوئیں۔ وہ ایک نیلی چمک والا چوکور solitaire تھا جو انگوٹھی میں مرصع تھا۔

''بہت خوبصورت۔'' وہ زیرِ لب بڑبڑائی۔

''کیا قیمت ہوگی اس کی؟'' زیاد انگوٹھی کو دیکھ رہا تھا۔

''آپ کے لیے...'' جیولر نے کیلکولیٹر اٹھایا۔ چند کیز دبائیں۔ پھر سر اٹھا کے عام سے انداز میں بولا۔

''گیارہ لاکھ۔ اور یہ تھرٹی پرسنٹ ڈسکاؤنٹ کے بعد کی قیمت ہے۔''

زیاد سلطان کے ابرو استعجاب سے اٹھ گئے۔ البتہ وہ ہلکا سا ہنس دی۔

''یہ بہترین ہے' تنویر بھائی۔ لیکن مجھے بہترین نہیں چاہیے۔ ایسی انگوٹھی کی توقع میں اپنے فیانسی سے نہیں کرتی۔ اپنی کمائی سے کرتی ہوں۔ اب آپ مجھے وہ دکھائیں جو مجھے پسند آئے گا۔''

جیولر مسکرا کے اب اس کو کچھ دوسری انگوٹھیاں دکھا رہا تھا۔ گاہے بگاہے کنکھیوں سے وہ زیاد کو بھی دیکھ لیتا جو ہنوز اسی چوکور ہیرے والی انگوٹھی کو دیکھ رہا تھا۔

''وہ بہترین تھی۔'' زیاد سرگوشی میں بولا۔

''نہیں۔ وہ بہت مہنگی ہے۔ گیارہ لاکھ میں ہم ہنی مون ٹرپ پلان کر سکتے ہیں۔''

مالا نے ایک انگوٹھی ڈسپلے کیس سے نکالی اور انگلی میں پہن کے ہاتھ اونچا اٹھا کے دیکھا۔

اس کے وسط میں ایک سادہ سفید موتی لگا تھا۔ اور دائیں بائیں دو ننھے ننھے ہیرے۔

''یہ کیسی ہے؟'' وہ قدرے پرجوش سی ہوئی۔

''یہ تو موتی ہے۔''

''مجھے دکھاوے کے لیے ایک کیرٹ نہیں لینا۔ وہ لینا ہے جو منفرد اور خوبصورت ہو۔ آرٹسٹک ہو۔ ایسا ڈیزائن جو

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

گفتگو کرتا ہو۔"

"نہیں۔ امی کو اچھا نہیں لگے گا اگر میں آپ کو موتی کی رنگ دوں۔" اس نے نفی میں سر ہلایا اور جیولر کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ خاموش ہو گئی۔

"میں امی کے ساتھ دوبارہ آؤں گا اور ہم وہی بہترین والا ون کیرٹ خریدیں گے۔"

جیولر نے مسکرا کے سر کو اثبات میں ہلایا۔

"ویسے آپ کے ڈائمنڈز اصلی ہوتے ہیں نا؟ یونو ... پاکستان میں کسی چیز کا بھروسہ نہیں ہوتا۔"

وہ جو موتی والی انگوٹھی واپس رکھ رہی تھی' چونک کے اسے دیکھنے لگی۔ اس کی ٹون میں ہلکا سا طنز تھا۔

"ڈونٹ وری۔ آپ کو ڈائمنڈ کا GIA سرٹیفکیٹ ساتھ ملے گا۔ یوں سمجھ لیں کہ ہر ڈائمنڈ کے اوپر لیزر کی مدد سے اس کا نمبر لکھا ہوتا ہے۔ آپ اس ڈائمنڈ کو دنیا میں کہیں بھی لے جا کے چیک کروا سکتے ہیں۔"

زیاد سلطان نے ہلکے سے شانے اچکا دیے۔ کہا کچھ نہیں۔ کچھ تھا جو کشمالہ مبین کو غیر آرام دہ کرنے لگا۔

"وہ بہت مہنگی ہے' زیاد۔"

"شادی ایک ہی دفعہ ہوتی ہے' اور شادی کا تحفہ ایک ہی دفعہ دیا جاتا ہے۔" وہ دونوں لفٹ کی طرف جا رہے تھے اور ان کی سرگوشیاں جیولر صاحب یہاں سے سن سکتے تھے۔ جونیئر جیولر اب ڈسپلے باکسز اٹھا رہا تھا۔ دفعتاً ٹھہر کے کہنے لگا۔

"سر اس چوکور ڈائمنڈ کا مسز عبدالباری بھی پوچھ رہی تھیں۔ ان کو کیا کہوں؟"

"یہی کہ دستیاب ہے۔" وہ ان کو لفٹ کے اندر جاتے دیکھ رہے تھے۔

"لیکن زیاد صاحب اسے خریدنے کا کہہ رہے تھے۔"

"بیٹے...." انہوں نے اس کے کندھے کو ہلکا سا تھپکا۔ "ڈائمنڈ خریدنے والے ڈائمنڈ خرید کے ہی جاتے ہیں۔"

وہ دونوں باہر نکلے تو آسمان پہ ہلکی سی دھوپ نکلی تھی۔ دھند قدرے کم محسوس ہو رہی تھی۔

"ہم امی کو شادی کی شاپنگ میں شامل نہیں کر سکے۔ اس لیے سوچا کہ انگوٹھی انہی کے ساتھ خرید لوں۔" وہ پارکنگ ایریا کی طرف جاتے ہوئے وضاحت کر رہا تھا۔

"شیور۔ جیسے آپ کو بہتر لگے۔ کیسی طبیعت ہے ان کی؟"

زیاد نے گردن جھکا دی۔ "وہ ٹھیک نہیں ہیں۔" گھٹن پھر سے بڑھنے لگی تھی۔

www.zemtime.com
ZEMTime
www.facebook.com/nemrahahmedofficial

''میں بہت دعا کرتی ہوں ان کے لیے۔ وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔'' وہ نرمی سے کہہ رہی تھی۔ وہ جواباً کچھ کہنے لگا جب....

''مالا باجی۔''

زیاد سلطان چونک کے گھوما۔ سامنے پارکنگ لاٹ میں ایک پٹھان بچہ بھاگتا ہوا آ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں کافی کا ڈسپوزیبل گلاس تھا۔ زیاد نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

''زیاد... یہ طوطی ہے۔ میرا بہت اچھا ہیلپر۔'' اس نے مسکرا کے کافی اس کے ہاتھ سے لی اور پیار سے اس کے بال بکھیرے۔ ''اس نے شادی کی بہت سی شاپنگ میرے ساتھ کروائی ہے۔ آتے ہوئے میں اسے ایک فرینڈ کے ریستوران میں چھوڑ آئی تھی جہاں یہ میری مرضی کی کافی بنوا رہا تھا۔ اور ہاں یہ میری ایک ساڑھی بھی میرے ساتھ پینٹ کروا رہا ہے۔''

طوطی جھینپ کے مسکرا دیا اور گردن اونچی کر کے دراز قد سے زیاد کو دیکھا۔ وہ اتنا پرجوش دکھائی نہیں دیتا تھا۔

''یہ وہ چاکلیٹس والے زیاد بھائی ہیں نا؟''

''چاکلیٹس؟'' زیاد چونکا۔ وہ تینوں پارکنگ ایریا میں دم توڑتی دھند کے درمیان کھڑے تھے۔

''ہاں جی۔ آپ کی لائی ساری چاکلیٹس میں ہی تو کھاتا ہوں۔'' طوطی نے دانت نکالے۔ مالا دھیرے سے ہنس دی۔

''کیا مطلب؟'' وہ مسکرا نہیں سکا۔ سانس تک رک گیا۔

''میں چاکلیٹس نہیں کھاتی نا۔ تو آپ کی چاکلیٹس یہی کھاتا ہے۔ یا اس کے بھائی۔ اور بدلے میں اس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ یہ دوبارہ اسکول جانا شروع کرے گا۔'' وہ ہنس کے بولی۔ پھر زیاد کا چہرہ دیکھا۔ کچھ تھا اس کے چہرے پہ جو کشمالہ مبین کی مسکراہٹ پھیکی ہوئی۔ اس نے کافی طوطی کو تھمائی اور اسے کار میں بیٹھنے کے لیے کہا۔ وہ سر ہلا کے کار کی طرف بھاگ گیا۔

''کیا ہوا زیاد؟''

''یعنی وہ تحفہ جو میں آپ کے لیے لاتا ہوں، وہ آپ اس... اس بچے کو دے دیتی ہیں؟'' بازو لمبا کر کے اس طرف اشارہ کیا جہاں کار کھڑی تھی۔ اس کا چہرہ سرخ پڑ رہا تھا اور ماتھے پہ لکیریں تھیں۔

''میں چاکلیٹس نہیں کھاتی۔ اس لیے....''

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrahahmedofficial

''آپ کے نزدیک میرے تحفے کی یہ قدر ہے؟ پسند نہیں آیا تو خیرات کر دیا؟ ہیرے کی انگوٹھی پسند نہ آئی تو اسی کو دے دیجئے گا۔''

بے بسی بھرے غصے سے اس کی آواز اونچی ہو گئی۔

وہ چند لمحے کے لیے جیسے ششدر رہ گئی۔ گھڑیال نے بارہ بجا دیے تھے اور فیری ٹیل جیسے ٹوٹنے کو تھی۔

''زیاد آپ کو معلوم ہے کہ میں میٹھا نہیں کھاتی۔ سوائے چاکلیٹس کے میں آپ کے تمام تحفے استعمال کرتی ہوں۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ....'' وہ بہت حیرت اور الجھن سے اس کو دیکھتی کہہ رہی تھی جب اس لمحے کچھ ہوا۔

کچھ ایسا جو اس نے توقع نہیں کیا تھا۔

(''سحرِ عشق کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔'' وہ کتاب کھول کے چہرے کے سامنے کر چکا تھا۔

بیر بل ٹھہر کے اسے دیکھنے لگا۔

''کیا مطلب؟ تم نے خود کہا تھا کہ جادوگر کسی پر بھی سحرِ عشق کروا سکتے ہیں۔''

''ہاں۔ یہ نہیں کہا تھا کہ وہ کامیاب بھی ہوتے ہیں۔ بلکہ....'' اس نے پڑھتے ہوئے صفحہ پلٹایا۔

''سحرِ عشق کا انجام وہ نہیں ہوتا جو تم سوچ رہے ہو۔ یہ سحر کروانے والے کو اس کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔''

''کیسی قیمت؟'')

وہ دونوں پارکنگ لاٹ میں آمنے سامنے کھڑے تھے۔ اس کی نظریں زیاد سلطان کے چہرے پہ تھیں اور اس لمحے کچھ ہوا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے زیاد کا چہرہ بدل گیا۔ وہ ایک بھیڑیے کا چہرہ بن گیا جس کے منہ پہ خون لگا ہوا تھا۔

کشمالہ بدک کے دو قدم پیچھے ہٹی۔ خوف سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔

(''سحرِ عشق کروانے والا ایک شیطان سے مدد لیتا ہے۔ اس کے ذریعے خود کو محبوب کی نظروں میں خوبصورت دکھاتا ہے۔ اور یوں وہ اپنا کنٹرول شیطان کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ شیطان کو سب سے زیادہ جو چیز پسند ہے وہ کنٹرول ہے۔ کسی انسان کی زندگی کو کنٹرول کرنا۔)

اگلے ہی لمحے اس کا چہرہ بدل گیا۔ واپس نارمل۔ کشمالہ نے پلکیں جھپکائیں۔ زیاد جھنجھلا کے کچھ کہہ رہا تھا لیکن وہ سفید چہرے کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی۔

(اور شیطان صرف وہ نہیں کرتا جو ساحر اسے کہے۔ وہ اپنی شرارت کا اضافہ بھی کرتا ہے۔ وہ ساحر اور اس کے

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

محبوب' دونوں کی زندگیوں کو کنٹرول کرنے لگتا ہے۔ وہ ان کو اپنی مرضی سے کچھ بھی دکھا سکتا ہے۔ ان کو ڈسٹرب کر سکتا ہے۔ خود جادو کروانے والے کو بھی۔)

''زیاد میں گھر جا رہی ہوں۔'' وہ اس کو دیکھے بنا تیزی سے کار کی طرف بڑھی۔ اسے سانس نہیں آ رہا تھا جیسے۔ وہ اس کے پیچھے لپکا۔

''کشمالہ سوری۔۔ میری بات سنیں....''

(اکثر اوقات شیاطین سحرِ عشق کو الٹا دیتے ہیں۔ جسے وہ خوبصورت بنا کے دکھا رہے تھے' اس کو کچھ اور بنا کے دکھاتے ہیں۔

''مثلاً کیا؟''

''مجھے نہیں معلوم۔ مختلف لوگوں کے مختلف تجربات ہوتے ہیں۔ شیطان کا مقصد صرف ان کی زندگیاں ڈسٹرب کرنا ہوتا ہے، اسی لیے سحرِ عشق کامیاب نہیں ہوتا کیونکہ شیطان جس رشتے میں داخل ہو جائے' اس میں برکت نہیں رہتی۔)

''پلیز اسٹاپ....'' زیاد اس کے پیچھے آ رہا تھا جب اس نے ہاتھ اٹھا کے اسے روکا۔ وہ ناسمجھی سے چند قدم کے فاصلے پہ رک گیا۔ وہ گہرے گہرے سانس لیتی خوف سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''میں گھر جا رہی ہوں۔ ہم بعد میں بات کریں گے۔'' اس نے کار کا دروازہ کھولا تو ہاتھ کپکپا رہے تھے۔

(جب انسان اپنے محبوب کو پانے کے لیے شیاطین کے پاس جائے تو وہ خود کو شیطان کے ہاتھ میں ایک کھلونا بنا دیتا ہے۔ وہ جو چاہے اس کے ساتھ کرے۔)

''مالا باجی کیا ہوا؟'' فرنٹ سیٹ پہ بیٹھا طوطی ہکا بکا رہ گیا۔ وہ لرزتے ہاتھوں سے کار اسٹارٹ کر رہی تھی۔ زیاد کار کے قریب آیا۔ وہ کچھ کہہ رہا تھا۔ معذرت۔ سوری۔ لیکن وہ نہیں سن رہی تھی۔

(''جادو ایک سراب ہے۔ ایک الوژن۔ کوئی انسان کسی کے دل میں جادو سے اپنی محبت پیدا نہیں کر سکتا۔ صرف اس کو ایک الوژن میں رکھ سکتا ہے۔ اور الوژن کا سارا مسئلہ یہ ہی ہے کہ وہ جتنا قریب آئے اتنا ہی جلدی کھل جاتا ہے۔''

''پھر ہماری ماں اتنے برس تک شمس کے ساتھ کیوں رہیں؟''

''اس کا جواب میں تمہیں پھر کسی وقت دوں گا۔'' ماہر نے کتاب چہرے کے سامنے کر لی۔)

www.zemtime.com
ZEMTime
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

وہ تیزی سے کار کو ریورس کر رہی تھی۔ دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔ ہاتھوں میں ہنوز لرزش تھی اور چہرہ زرد پڑ رہا تھا۔

اس نے دیکھا تھا جو اس نے دیکھا تھا۔ اور کوئی بھی چیز اس منظر کو اس کے ذہن سے کھرچ نہیں سکتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دروازہ زوردار آواز سے بند ہوا تو نگینہ بیگم نے چہرہ اٹھایا۔

وہ اس وقت اپنے لاہور کے گھر کے ماسٹر بیڈروم میں بیٹھی تھیں۔ بستر پہ چند زیورات اور کف لنکس کے ڈبے پھیلے تھے۔ ساتھ کھڑی بنگالی ملازمہ مزید ڈبے کھول کھول کے سامنے رکھ رہی تھی۔ دروازہ ادھ کھلا تھا جس کے باعث باہر سے آتے قدموں کی آواز واضح سنائی دی۔

ملازمہ نامحسوس طریقے سے کمرے سے نکل گئی۔ نگینہ بیگم بھی مخملیں ڈبے کی طرف متوجہ ہوئیں جس میں سجا سیٹ آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا۔ انہوں نے دو انگلیوں سے اس کا ائیر رنگ اٹھایا۔

تیز قدم چوکھٹ پہ رکے۔ پھر زیاد کی جھنجھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''کچھ بھی ٹھیک سے کام نہیں کر رہا۔''

''کر رہا ہے۔ اگلے ہفتے تمہارا اور کشمالہ کا نکاح ہے۔'' انہوں نے ائیر رنگ روشنی کی طرف اونچا کیا۔ پھر اسے الٹایا۔ اس کا سہارا ٹوٹا ہوا تھا۔

''وہ میری دی گئی چاکلیٹس نہیں کھاتی امی۔'' وہ شکست خوردہ سا ان کے قدموں میں فرش پہ بیٹھا اور ان کے گھٹنوں پہ ہاتھ رکھ لیے۔ اس کے چہرے پہ زمانے بھر کی بے بسی رقم تھی۔

''پہلے اس کی ڈیٹ آف برتھ غلط تھی۔ اب وہ چاکلیٹس نہیں کھاتی۔ ہر کچھ دن بعد ایک نئی رکاوٹ آجاتی ہے۔'' وہ دونوں مٹھیاں بھینچے تکلیف سے کہہ رہا تھا۔

''نیا سہارا لگے گا۔'' انہوں نے افسوس سے سر ہلایا اور ائیر رنگ کو واپس ڈبے میں ڈالا۔

''امی کچھ کریں۔ ورنہ سب کچھ خراب ہو جائے گا۔''

''اگلے ہفتے نکاح ہے زیاد۔'' انہوں نے اب کے دوسرا ائیر رنگ اٹھایا تو ہاتھوں میں ذرا سی لرزش تھی۔

''آپ نے سنا نہیں؟ وہ میٹھا نہیں کھاتی امی۔ اور اسی بات پہ ہمارا جھگڑا ہو گیا ہے۔''

''میں جانتی ہوں وہ میٹھا نہیں کھاتی۔ سب کچھ میٹھے میں نہیں ہوتا۔ اور بھی بہت کچھ ہوتا ہے۔'' وہ اب دوسرا

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

ائیرنگ الٹا پلٹا کے دیکھ رہی تھیں۔ وہ درست حالت میں تھا۔

''امی کچھ کریں۔ کوئی دم' کوئی وظیفہ' کوئی دعا۔ لیکن اب کچھ خراب نہیں ہونا چاہیے۔''

''نہیں ہوگا۔ خراب کرنے والے کو منظر سے ہٹا دیا ہے نا۔'' وہ اب زیور واپس رکھ کے ڈبہ بند کر رہی تھیں۔ زیاد نے چونک کے انہیں دیکھا۔ ماتھے پہ بل پڑے۔ لب بھنچ گئے۔

''وہ نہیں آئے گا نا؟''

''نہیں آئے گا۔'' انہوں نے ایک دوسرا ڈبہ اٹھایا۔ وہ بالکل پرسکون تھیں۔

زیاد نے گہری سانس خارج کی۔ اس کی رنگت بحال ہونے لگی۔ پھر ان کے بوڑھے ہاتھوں کی لرزش دیکھی۔ چہرے پہ سایہ سا گزرا۔ کندھے ڈھیلے ہوئے۔

''دوا لی آپ نے؟'' اس نے ان کے گھٹنے پہ ہاتھ رکھے۔

''میرا مسئلہ دوا سے حل نہیں ہوگا۔'' انہوں نے ڈبہ رکھا اور اس کو پہلی بار فرصت سے دیکھا۔ پھر مسکرائیں اور اس کے شانے پہ اپنا بوڑھا' جھریوں زدہ ہاتھ رکھا۔

''میرا وقت قریب ہے' زیاد۔ مجھے کوئی چیز نہیں بچا سکتی۔ لیکن میں اپنے بیٹے کو اس کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی دے کر جاؤں گی۔ یہ میرا تم سے وعدہ ہے۔''

زیاد کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ اس نے ان کے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں سے تھاما اور آنکھوں سے لگایا۔

''سرکار۔'' اس کے لبوں سے عقیدت سے نکلا تھا۔ پھر نظریں اٹھا کے انہیں دیکھا۔

''ہم نے کچھ غلط تو نہیں کیا نا' امی۔''

''ہرگز نہیں۔'' وہ طمانیت سے مسکرائیں۔ "محبت پیدا کرنا غلط تھوڑا ہی ہے۔ ہم محبت پھیلاتے ہیں۔ نفرت نہیں۔ اور محبت میں سب کچھ جائز ہوتا ہے۔'' انہوں نے اپنا ہاتھ نکالا اور اس کے سر پہ رکھا۔

''لیکن آپ کو میں نے پہلے بھی کہا تھا' زیاد۔ آپ کو اسے ناراض نہیں کرنا۔ اس طرح آپ اس کو خود سے متنفر کر دیں گے۔''

زیاد نے پشیمانی سے آنکھیں بند کیں۔

''اس کو کال کریں۔ معافی مانگیں۔ اور معاملہ درست کر لیں۔ یاد رکھیں۔ ہم محبت بانٹتے ہیں۔ صرف محبت۔''

زیاد سلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ''ہم محبت بانٹتے ہیں۔''

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

وہ مسکرائیں اور نرمی سے اس کے گال پہ ہاتھ رکھا۔ پھر بغور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

''آپ نے دوا لے لی' زیاد؟''

کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ وہاں کوئی آواز نہ تھی۔ صرف نگینہ بیگم کی نظریں تھیں جو اس کے چہرے پہ جمی تھیں۔ بنا کسی سحر کے وہ ان کی نگاہوں میں دنیا کا سب سے خوبصورت نوجوان تھا۔

زیاد نے نفی میں سر ہلایا۔ اور گہری سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''اب لوں گا۔''

''آپ کو خوشی چاہیے۔ آپ شادی کے بعد ہی خوش ہوں گے اور خوش رہنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ دوا نہ چھوڑیں۔''

اس کے جانے کے بعد انہوں نے دھیرے سے سامنے رکھا ڈبہ بند کیا۔ چہرے پہ چھایا سکون اور اطمینان اب رفتہ رفتہ غائب ہونے لگا تھا۔ انہوں نے اوپر چھت کی طرف دیکھا اور زیر لب بڑبڑائیں۔

''وہ نہیں آئے گا۔ نہیں آئے گا۔'' چہرے پہ تفکر بھری لکیریں ابھرنے لگیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ گھر واپس آئی تو اس کا چہرہ سفید پڑ رہا تھا اور ٹانگوں میں گویا جان نہیں تھی۔ تیزی سے لاؤنج عبور کر کے اپنے کمرے کے دروازے تک آئی اور ہینڈل پہ ہاتھ رکھا ہی تھا کہ عقب سے کسی نے پکارا۔

''مالا؟''

وہ بدک کے مڑی۔ سانس گویا رک گیا۔

''کیا ہوا؟'' ماہی چند کپڑے اٹھائے کھڑی تعجب سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ ماہی تھی۔ صرف ماہی۔ کوئی اور نہیں تھا۔ کشمالہ نے گہری سانس خارج کی۔

''تم نے مجھے ڈرا دیا۔''

''تم ٹھیک ہو؟''

''ہاں۔ مجھے کیا ہونا ہے؟'' وہ زبردستی مسکرائی۔ اسی لمحے کہیں پسِ منظر میں موسیقی گونجی۔ ایک مانوس سی دھن۔ ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔ نہ آواز نہ گانا۔ صرف موسیقی کی دھن۔

وہ چونکی۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''یہ میوزک کہاں بج رہا ہے؟''

''میوزک؟'' ماہی نے تعجب سے اسے دیکھا اور پھر دائیں بائیں۔ ''کون سا میوزک؟''

''نہیں۔ کچھ نہیں۔'' اس نے سر جھٹکا اور تیزی سے اندر جا کے دروازہ بند کر لیا۔

میوزک کی آواز اب بند ہو چکی تھی۔ اس نے سینے پہ ہاتھ رکھ لیا اور وہیں زمین پہ بیٹھتی چلی گئی۔ دل ہنوز زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

''یہ کیا دیکھا تھا میں نے؟'' بے یقینی سے خود سے سوال کیا۔ کمرے نے جواب نہیں دیا۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھے گیا۔

بیڈ کا دوسرا کنارہ خالی تھا۔ وہاں اب ماں نہیں تھیں۔ وہ ہوتیں تو بتاتیں کہ کیا کرنا ہے۔ وہ ہوتیں تو زندگی مختلف ہوتی۔

اس نے دھیرے سے اپنے دونوں گالوں کو چھوا۔ آنکھیں بند کیں۔ گہرے گہرے سانس کھینچے۔ لیکن آج وہ سانس اسے ریلیکس کرنے میں ناکام ہو رہے تھے۔ آج وہ کھلتے بند ہوتے نل کے پاس جا کے چلا بھی نہیں سکتی تھی کہ میرا پیچھا چھوڑ دو۔ آج کچھ نیا ہوا تھا۔

پہلے الجھن ہوتی تھی۔ پریشانی۔ عدم تحفظ کا احساس۔ ایک کے بعد ایک گارڈ رکھا۔ پھر پرواہ کرنی چھوڑ دی۔ ماں کو کھو دیا۔ اب کیا کھونا رہ گیا تھا۔ پہلے جو تھا وہ خوابوں میں تھا۔ یا خون کے چھینٹوں کی صورت نظر آتا تھا۔ ایسا نہ تھا کہ نظر آئے لیکن وجود نہ رکھے۔ اگر جادوگر نے اس کی گردن دبوچی تھی تو خون نکلا تھا۔ وہ حقیقت تھا۔

لیکن جو آج ہوا تھا' ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔

کیا یہ اس کا وہم تھا یا حقیقت؟

کھڑکی پہ دھیرے سے دستک ہوئی۔ دو دفعہ۔ پھر وقفہ۔ پھر تین دفعہ۔ وہ چونکی۔ کھڑکی کون کھٹکھٹا سکتا تھا؟ پھر دھیرے سے اٹھی اور چھوٹے قدموں سے چلتی کھڑکی تک آئی۔ پردے پہ ہاتھ رکھا۔ اسے ہٹا دے؟ یا نہ ہٹائے؟

دل بری طرح دھڑکا۔ ٹانگیں کمزور ہوئیں۔ لرزتی انگلیوں سے پردہ سرکایا۔ چہرہ شیشے کے قریب کیا۔ باہر پھیلا لان دھوپ سے چمک رہا تھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ کیا واقعی کسی نے دستک دی تھی یا اس کا ذہن اس کے ساتھ کوئی کھیل کھیل رہا تھا؟

پہلے اس اَن دیکھی مخلوق سے خوف آتا تھا۔ آج اس سے خوف نہیں آ رہا تھا۔ اپنے آپ سے آ رہا تھا۔

www.zemtime.com
ZEMTime
www.facebook.com/nemrahahmed.official

کھڑکی کو پھر سے کوئی بجانے لگا۔ ہپی برتھ ڈے ٹو یو کی طرز پہ۔

''کیا میں یہ سب تصور کر رہی ہوں؟ اسٹریس؟ پیرانویا؟'' اب کہ وہ پردہ ہٹانے نہیں اٹھی۔ بیڈ کے کنارے پہ لیٹ گئی اور کشن کانوں پہ رکھ لیا۔ وہ تھکی ہوئی تھی۔ اسٹریس میں تھی۔ اسے سو جانا چاہیے۔ جب وہ آنکھیں کھولے گی تو یہ سب ایک برے خواب کی طرح فضا میں تحلیل ہو چکا ہو گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سیاہ سفید اپارٹمنٹ میں مدھم زرد بتیاں جل رہی تھیں۔ سیاہ پردے ہٹے ہوئے تھے اور دور تک پھیلی شہر کی بتیاں اور بوسفورس کنارے بندھی کشتیاں دکھائی دیتی تھیں۔ بیربل ایک صوفے پہ لمبا لیٹا تھا۔ سینے کے اوپر دونوں ہاتھوں میں موبائل پکڑے وہ مسکرا کے کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔

بیساکھیوں کی ٹک ٹک کی آواز پہ فیضی حانم نے چونک کے پیچھے دیکھا۔ ماہرا اپنے کمرے سے نکل کے آتا دکھائی دے رہا تھا۔ دونوں بیساکھیوں اور درست ٹانگ کے سہارے' دوسرے پاؤں کو قدرے ہوا میں اٹھائے' وہ ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس تھا' ماتھے پہ بال بکھرے تھے اور چہرہ پہلے سے کمزور دکھائی دیتا تھا۔ وہ فکرمندی سے آگے بڑھیں۔

''آپ خود کیوں آئے؟ مجھے آواز دے دی ہوتی۔''

''آواز دیتا تو یہ سب کیسے دیکھتا؟'' اس نے ایک تیز نگاہ کچن کاؤنٹر پہ ڈالی۔

فیضی حانم نے اس کی نگاہ کے تعاقب میں دیکھا۔ کاؤنٹر پہ بیکری کا کھلا باکس رکھا تھا جس میں چند پیسٹریز دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ شرمندگی سے آگے بڑھیں اور جلدی سے اسے بند کر دیا۔

''میرے گھر میں یہ پروسیسڈ شوگر اور میدے سے بنی چیزیں کیوں موجود ہیں؟'' وہ برہمی سے کہتا بیساکھی کے سہارے آگے بڑھا تو ایک دوسری ڈش دکھائی دی جس میں چند ادھ کھائے بقلاوے رکھے تھے۔

''بقلاوے؟ سیریئسلی؟ بقلاوے؟'' اس نے گھور کے انہیں دیکھا۔ ''کبھی Turks کو کھاتے دیکھا ہے بقلاوے؟ نہیں۔ کیونکہ کوئی ترکی میں بقلاوے نہیں کھاتا سوائے سیاحوں کے۔ آپ کو اپنی صحت کا خیال ہے؟''

''وہ آدمی کہہ رہا ہے جو اپنی صحت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آج آفس گیا تھا۔'' بیربل نے مسکراتے ہوئے موبائل سے نظر اٹھائے بغیر کہا۔ فیضی حانم سر جھکائے اب وہ چیزیں سمیٹ رہی تھیں۔

''تمہیں اس وقت اپنی بیکری میں ہونا چاہیے تھا' بی۔'' وہ اب سہاروں سے چلتا' آتش دان کی طرف جا رہا تھا۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official
ZEMTime

لکڑی کے فرش پہ بیساکھیوں کی ٹک ٹک سیدھی سر پہ جا کے بجتی تھی۔

''ایک روبوٹ کافی ہے نا اس گھر میں' برو۔'' وہ ٹائپ کرتے ہوئے مسلسل مسکرا رہا تھا۔ ماہر آتش دان تک پہنچا' اور لائٹر اٹھایا۔ ایک بیساکھی پھسل کے نیچے جا گری۔ اس نے کوفت سے اسے دیکھا۔ پھر دور صوفے پہ لیٹے بیربل کو۔

''اس کے نام کا پہلا حرف کیا ہے؟''

''کس کا؟'' بیربل ہنوز ٹائپ کر رہا تھا۔

''جس لڑکی کے ساتھ لگے ہوئے ہو۔''

بیربل فرید کے ہاتھوں سے فون گرتے گرتے بچا۔ گڑبڑا کے ایک دم اٹھ بیٹھا۔ گردن موڑ کے اسے دیکھا۔ وہ آتش دان کے ساتھ کھڑا تھا اور ایک بیساکھی قدموں میں گری تھی۔

''کون... لڑکی؟ میں کسی لڑکی سے بات نہیں کر رہا۔ تمہاری نصیحت پہ عمل کرتے ہوئے آج کل صرف خود پہ فوکس کر رہا ہوں۔'' بظاہر سرسری انداز میں کہتا وہ اس کے پاس آیا اور جھک کے بیساکھی اٹھائی۔

''یہ تو میں اپنے کیک اور میکرونز کی تصویریں دیکھ کے خوش ہو رہا تھا۔ آج ہم نے ایک بہت بڑی پارٹی کے لیے کیکس ڈلیور کیے ہیں۔'' بیساکھی اسے تھماتے ہوئے وہ سنبھل کے مسکرایا اور موبائل اسکرین اس کی طرف لہرائی۔

''کچھ لوگ اپنے گھر میں میرے کیکس پسند نہیں کرتے' لیکن دوسروں کو میری بیکری کا نام ضرور تجویز کرتے ہیں۔'' شرارت سے مسکرایا۔ انداز معنی خیز تھا۔

''میں کسی کو تمہاری بیکری تجویز نہیں کرتا۔ مجھے دوسرے انسانوں کی صحت کا خیال ہے۔'' وہ لائٹر سے اب موم بتی سلگا رہا تھا۔ آتش دان کے شیلف پہ بنی ہلال کی تصویر مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔

بیربل جواباً ہنس دیا جیسے یقین نہ آیا ہو۔ پھر ایک خیال سے اس کی آنکھیں چمکیں۔

''اس ایونٹ کی تصویریں مالک کو بھیجتا ہوں۔ وہ سمجھتا ہے میری بیکری فلاپ ہے۔''

''تمہاری بیکری فلاپ ہے۔ کیونکہ تم توجہ' محنت اور روٹین سے کام نہیں کرتے۔'' وہ قدم قدم لنگڑاتے ہوئے چلتا ایل شیپ صوفے تک آیا۔ بیربل براما نے بغیر مسکرا کے موبائل کے بٹن دبا رہا تھا۔

''دیکھنا۔ جل جائے گا روبوٹ۔''

''مالک تمہاری پرواہ کرتا ہے' اسی لیے تمہیں ڈانٹتا ہے۔'' وہ سامنے صوفے پہ بیٹھا۔ ٹانگ مڑی تو لبوں سے کراہ

www.zemtime.com
ZEMTime
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

نکلی۔ چہرے پہ تکلیف کے آثار مرتب ہوئے۔ بیساکھیاں پھر سے نیچے جا گریں۔

''مالک سوائے ماہر کے نہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ نہ پیار۔'' اس نے گویا ناک سے مکھی اڑائی۔ پھر ایک دم وہ چونک کے ماہر کو دیکھنے لگا۔

''ایک منٹ ایک منٹ... ماہر بے کے پاس آج میرے ساتھ بیٹھنے کے لیے وقت کہاں سے آ گیا؟ پچھلے دو ماہ سے تم یا کتابیں پڑھتے تھے یا کمرے میں بند رہتے تھے۔''

ماہر خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ بیربل کی آنکھوں میں شرارتی چمک ابھری۔

''تمہیں مجھ سے کچھ چاہیے' ہے نا؟''

''کیا تم....'' ماہر کھنکھارا۔ بیربل مسکراہٹ دبائے سانس روکے اس کا منتظر تھا۔

''کیا تم چند دن کے لیے میری وہیل چیئر چلا سکتے ہو؟''

بیربل کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ کندھے ڈھلک گئے۔

''کیوں؟'' خفگی سے پوچھتا کچن کی طرف بڑھا۔ ماہر نے جواب نہیں دیا۔

''ڈاکٹر نے تمہیں بیساکھی استعمال کرنے کے لیے کہا ہے۔'' وہ فریج تک گیا اور دروازہ کھول کے اندر جھکا۔

''وہیل چیئر تمہیں سست کر دے گی۔'' ایک کین نکال کے اس کا ڈھکن کھولا اور فریج کا دروازہ کھلا چھوڑ کے لاؤنج کی طرف واپس آیا۔ فیضی حانم نے زیر لب بڑبڑاتے ہوئے دروازہ بند کیا۔

''بس چند دن کے لیے۔''

''کیوں؟ کہیں جانا ہے کیا؟'' اس نے کھڑے کھڑے سوڈا کا کین لبوں سے لگایا۔

''ہاں۔ لاہور۔''

سوڈا فوارے کی صورت اس کے لبوں سے باہر نکلا۔ کین ہاتھ سے گرتے گرتے بچا۔ وہ دوہرا ہو کے کھانسا۔

''کیا؟ لاہور؟'' وہ دوبارہ کھانسا۔ سوڈا کپڑوں اور فرش دونوں پر گرا تھا۔ فیضی حانم اُف اللہ میاں کہتی تیزی سے آگے آئیں اور کین اس کے ہاتھ سے لیا۔

''ہاں۔ لاہور۔'' وہ بہت ضبط سے اس کی اوور ایکٹنگ دیکھ رہا تھا۔

''اچھا وہ کیوں؟'' بیربل کی آنکھوں میں چمک ابھری۔

''کام ہے۔'' ماہر نے ہاتھ بڑھا کے سائیڈ ٹیبل سے پیپر ٹاول اٹھایا اور اس کی طرف بڑھایا۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemra.ahmed.official

''اس کام کے نام کا پہلا حرف کیا ہے؟'' وہ مسکرا کے پیپر ٹاول سے شرٹ کا گریبان رگڑنے لگا۔ ماہر کہنی صوفے کے ہتھ پہ رکھے' انگلیاں گال تلے جمائے' ماتھے پر بل لیے اسے دیکھے گیا۔

''ایم۔ ہے نا؟'' بیربل ہنس کے اپنے سوال کا جواب دیتا سامنے بیٹھا اور پیپر ٹاول بھینچ کے فیضی حانم کی طرف اچھالا۔

''.K'' وہ دھیرے سے بولا تو بیربل نے ماتھے کو چھوا۔

''اوہ ہاں۔ K۔'' پھر ٹیک لگا کے ٹانگ پہ ٹانگ جمائی۔ اور سوچنے والے انداز میں گال تلے ہاتھ رکھے۔

''لیکن میں نہیں آسکتا۔''

''اور وہ کیوں؟''

''مجھے توجہ' محنت اور روٹین سے اپنی فلاپ بیکری پہ کام کرنا چاہیے۔''

''بیربل....!'' اس کی آواز جیسے ہی سخت اور بلند ہوئی' وہ اسی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''آرہا ہوں۔ آرہا ہوں۔ کب چلنا ہے؟'' خفگی سے دونوں ہاتھ اٹھا دیے۔ ''ویسے تمہیں کیئر ٹیکر نرس کا بندوبست کرنا چاہیے تھا۔'' برا مان کے بولا۔ پھر ماہر کا چہرہ دیکھ کے ٹھٹھکا۔

''اوہ۔ یقیناً پہلے تم نے نرس کو ساتھ لے جانے کا فیصلہ کیا ہوگا۔ لیکن خرچہ بہت آرہا ہوگا۔ پھر تم نے سوچا' بیربل سے وہی کام مفت میں کروالوں۔''

''.Precisely'' ماہر فرید نے سر کو خم دیا۔ بیربل نے افسوس سے اس کو دیکھا۔

''ویسے تم کئی ہفتے پہلے بھی پاکستان جاسکتے تھے۔ میں نے کتنا کہا۔ تم نہیں گئے۔ اب کیوں جارہے ہو؟''

''کیونکہ زارا نے آج ایک ایسی بات کہی جو میرے ذہن سے نکل نہیں پارہی۔'' اس کی آواز اب دھیمی تھی۔ شکست خوردہ سی۔

''لیکن اگر اس جادوگر نے تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو؟ اس نے یہ ایکسیڈنٹ تمہیں روکنے کے لیے کروایا تھا۔'' اس کی آواز میں تشویش تھی۔

ماہر نے فرش پہ رکھی بیساکھیاں اٹھائیں' اور ان کو کہنیوں سے لگاتا اٹھا۔ چہرے پہ تکلیف ابھر کے معدوم ہوئی۔

''ماہر فرید کسی سے نہیں ڈرتا۔ نہ کسی انسان سے۔ نہ کسی شیطان سے۔'' اس کی آنکھوں میں جھانک کے ایک ایک لفظ ادا کیا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ بیساکھیوں کی ٹک ٹک اور موم بتی کی خوشبو سارے میں پھیلی تھی۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrahahmedofficial

دفعتاً بیربل کے ہاتھ میں پکڑا موبائل تھرتھرایا تو وہ چونکا۔ مالک کا میسج آیا تھا۔

''ایک پارٹی سے فلاپ بیکری ''برانڈ'' نہیں بن جاتی۔''

گو کہ الفاظ ٹائپ شدہ تھے' لیکن وہ ان کو مالک کی آواز میں اپنے کانوں میں سن سکتا تھا۔ اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔

''جل گیا روبوٹ۔''

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسٹوڈیو کی کھڑکی سے آتی تیز روشنی میں چوکور فریم پہ تانا گیا ریشمی کپڑا چمک رہا تھا۔ فریم کے گرد دو اسٹولز رکھے تھے جن میں سے ایک پہ وہ سر جھکائے بیٹھی تھی۔ بال فرنچ چوٹی میں بندھے تھے اور وہ گم صم سی ہاتھ میں پکڑے برش کو دیکھ رہی تھی۔

''مالا باجی آپ پریشان ہیں؟'' طوطی دوسری جانب بیٹھا' دونوں گالوں کو ہتھیلیوں پہ گرائے اسے تشویش سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے چونک کے چہرہ اٹھایا۔ پھر اسے دیکھ کے مسکرائی اور برش نیچے رکھ دیا۔

''کچھ سوچ رہی تھی۔''

''آپ کا فون کافی دیر سے بج رہا ہے۔''

مالا نے ایک نظر قریب رکھے فون کو دیکھا جو بنا آواز کے تھرتھرا رہا تھا۔ پھر بے دلی سے واپس برش کو دیکھنے لگی۔ وہ اس سے ابھی بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔ لیکن اسے کسی سے تو بات کرنا تھی۔ ایک دم اس نے برش رکھا اور موبائل اٹھایا۔

پھر کانٹیکٹ لسٹ کھولی۔

ایم سے ماہی۔ ماہی نیچے گھر میں ہی موجود تھی۔ اس کے سامان کی پیکنگ وغیرہ کروا رہی تھی۔ لیکن وہ ماہی سے کیا کہتی؟ زیاد نے مجھ سے عجیب طریقے سے بات کی ہے؟ ماہی کو ہر ایک پہ شک کرنے کی عادت تھی۔ وہ فوراً سے خالہ کی بات پہ غور کرنے لگ جائے گی۔ اونہوں۔

اس نے لسٹ نیچے کی۔ صفورا؟ لیکن نہیں۔ زیاد کی اتنی تعریفیں کرنے کے بعد اس سے کیا کہوں؟

''مالا باجی آپ پینٹ کیوں نہیں کر رہیں؟'' طوطی ریشم پہ بنے ادھورے پھول کو فکرمندی سے دیکھ رہا تھا۔

''میں اپنے دوستوں کے نام دیکھ رہی ہوں۔'' وہ ابھی تک لسٹ اوپر نیچے کر رہی تھی۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''آپ کے تو بہت دوست ہیں باجی۔ جب بھی آپ کو کوئی کام ہوتا ہے' کہتی ہیں فلاں کلاس فیلو کے بوتیک پہ چلتے ہیں۔فلاں کلاس فیلو کا ریستوران ہے۔'' وہ اس کے انداز میں نقل اتار کے بولا تو وہ ہنس دی۔

''کیونکہ میں نے ایک prestigious یونیورسٹی سے ایم بی اے کیا ہے' لڑکے۔میرے کلاس فیلوز اپنی اپنی زندگیوں میں کامیاب ہیں۔اور تم نے درست کہا۔میرے بہت دوست ہیں کیونکہ میں کسی کو دشمن نہیں بناتی نہ لوگوں کو ناراض کرتی ہوں۔لیکن....'' اس کی فون پہ جھکی نظروں میں اداسی بھر گئی۔''لیکن اب جب مجھے بات کرنی ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ کوئی دوست اصلی نہیں ہے۔سب بس کام تک محدود ہیں۔یہ فیور چاہیے۔وہ کام کروانا ہے۔''

طوطی اب بور ہو کے چاک سے اسکیچ پہ لکیریں کھینچنے لگا۔وہ اسے نہیں سن رہا تھا۔وہ شاید خود کلامی کر رہی تھی۔

دفعتاً اس کا انگوٹھا ایک نام پہ رکا۔ماہر فرید۔ایک تلخ مسکراہٹ لبوں پہ در آئی۔باقی سب دوست تھے۔وہ کیا تھا؟ دوست تو ہرگز نہ تھا۔اس سے تو غصے اور نفرت کا تعلق تھا۔اس کو نہیں پکارنا۔اس نے خود سے بہت پہلے وعدہ کیا تھا۔

''کیا واقعی غصے اور نفرت کا تعلق قائم تھا؟'' اس نے دل کو ٹٹول کے دیکھا۔وہاں کچھ بھی نہ تھا۔نہ نفرت۔نہ غصہ۔بس دکھ تھا۔دھوکے کا زخم تھا۔لیکن معافی بھی نہیں تھی۔بیچ کا راستہ بھی نہ تھا۔

''ہائے اللہ....'' طوطی کی چیخ پہ اس نے چونک کے سر اٹھایا۔وہ خوفزدہ نگاہوں سے ریشم کو دیکھ رہا تھا جہاں ایک جگہ اس سے غلطی سے پینٹ کا چھینٹا پڑ گیا تھا۔

''میں نے آپ کی ساڑھی خراب کر دی....'' اس نے بے یقینی سے مالا کو دیکھا۔مالا نے ایک گہری سانس خارج کی۔

''ابھی ٹھیک ہو جائے گی۔'' اس نے آرام سے ایک کاٹن بڈ اٹھایا اور اس دھبے سے پینٹ اتارنے لگی۔گیلا پینٹ سرعت سے صاف ہونے لگا۔طوطی کی رنگت ہنوز اڑی ہوئی تھی۔

''جانتے ہو خوشی یا پریشانی میں سب سے پہلے انسان میں کیا بدلتا ہے؟''

طوطی نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔پھر سوچا۔

''کپڑے؟''

''نہیں۔انسان کا سانس۔ہر جذبہ انسان کا سانس بدلتا ہے۔چاہے خوشی ہو۔چاہے خوف۔اگر ہم اپنا سانس کنٹرول کرنا سیکھ جائیں تو ہم سب کچھ کنٹرول کر سکتے ہیں۔اپنی زندگی بھی۔اور اپنے ذہن کو بھی۔میری ساڑھی

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

خراب نہیں ہوئی۔اور ذرا سے دھبے کی وجہ سے تمہیں اپنا سانس خراب نہیں کرنا چاہیے۔'' کاٹن بڈ رکھا اور اسے دیکھ کے نرمی سے مسکرائی۔طوطی نے ایک گہری سانس خارج کی اور پورے دل سے مسکرا دیا۔

''طوطی... طوطی....'' نیچے سے ماہی آوازیں دے رہی تھی۔طوطی خان کے چہرے کے زاویے بگڑے۔سر جھٹکتا اٹھا اور دروازہ کھول کے دھپ دھپ سیڑھیاں اترتا نیچے چلا گیا۔

''کیا ہے ماہی باجی؟'' بے زاری سے طوطی کی آواز آئی۔

''نکمے لڑکے... چلو یہ کارٹن اوپر لے کر جاؤ۔'' وہ تحکم سے کہہ رہی تھی۔

''ماہی باجی .... آپ نے کبھی چائلڈ لیبر کے قوانین پڑھے ہیں؟''

''ابھی کان کے نیچے دوں گی تو سارے قوانین بھول جائیں گے۔پورا دن تمہیں چاکلیٹس کھلاتی ہوں۔تھوڑا سا کام بھی کرواؤ ساتھ۔''

وہ بڑبڑاتا ہوا کارٹن اٹھائے اوپر آیا۔

''قسم کھا رہا ہوں مالا باجی۔یہ آپ کی سوتیلی بہن ہے۔'' دھپ سے کارٹن ایک کونے میں رکھا جہاں اور بھی بہت سے کارٹن رکھے تھے۔وہ جواباً کچھ کہنے لگی جب سماعتوں میں کچھ گونجا۔وہ ایک دم ٹھہر گئی۔

پپی برتھ ڈے ٹو یو۔یہ گانا یا الفاظ نہیں تھے۔صرف موسیقی تھی۔جیسے کوئی اس طرز پہ کوئی آلہ موسیقی بجا رہا ہو۔صرف ایک دھن۔

''تم نے یہ آواز سنی؟ کہیں میوزک بج رہا ہے۔'' وہ چونکے انداز میں دائیں بائیں دیکھنے لگی۔

طوطی نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔

''نہیں باجی۔آپ کے کان بج رہے ہیں۔'' اور حیرانی سے سر جھٹکتا واپس سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ابھی اسے ماہی کے کئی دوسرے کام بھی کرنے تھے۔

وہ جہاں تھی وہیں بیٹھی رہ گئی۔موسیقی کی آواز اسے ابھی تک سنائی دے رہی تھی۔یہ پپی برتھ ڈے ٹو یو والا میوزک ہی تھا۔وہ اسے پہچانتی تھی۔بے اختیار اس کی انگلیوں نے سیاہ فاختہ والے لاکٹ کو چھوا۔

نظریں فون پہ جھکیں تو دیکھا... وہاں کانٹیکٹ لسٹ میں ماہر فرید کا نام ہنوز جگمگا رہا تھا۔

لیکن یہ طے تھا کہ وہ اسے کال نہیں کرے گی۔

وہ کیا جانے کہ ان دیکھی آوازیں اور وجود نہ رکھنے والے چہرے کیا ہوتے ہیں؟

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrahahmedofficial

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سلطان صاحب کے گھر کے لاؤنج میں نیم اندھیرا سا تھا۔ بنگالی ملازمہ پانی کا گلاس اٹھائے تخت تک آئی۔ وہاں نگینہ بیگم براجمان تھیں۔ گاؤ تکیے کا سہارا لیے' وہ ایک پہلو کے بل نیم دراز' آنکھیں موندے تسبیح کے دانے گرا رہی تھیں۔

ملازمہ کھنکھاری۔

''آپ کی دوا کا وقت ہو گیا ہے' بی بی۔''

انہوں نے آنکھیں کھولیں۔ چہرہ نحیف اور کمزور لگتا تھا۔ سر پہ پہنا سفید دوپٹہ' کلائیوں میں سونے کے کنگن' اور کندھوں کے گرد بھوری شال۔ وہ بیماری میں بھی لباس کا خیال رکھتی تھیں۔ ہلکا سا مسکرائیں اور دھیرے سے کہنی کے سہارے سیدھی ہو بیٹھیں۔ ملازمہ ادب سے قریبی موڑھے پہ بیٹھی۔ پانی کا گلاس انہیں تھمایا اور باکس سے گولیاں نکالیں۔

''زیاد صاحب بہت پریشان لگ رہے ہیں۔ کیا زیادہ جھگڑا ہوا ہے مالا بی بی کے ساتھ؟'' سپاٹ انداز میں پوچھتے ہوئے ایک گولی نگینہ بی کی ہتھیلی پہ رکھی۔

''ٹھیک ہو جائے گا۔ کوئی حل نکال لیں گے۔'' انہوں نے گولی پھانکی۔ اور پانی کا گلاس لبوں سے لگایا۔ ہاتھ کپکپا رہے تھے۔

''آپ کی طبیعت کیسے سنبھلے گی؟''

''آخری حملہ شدید تھا۔ عمل الٹا پڑ گیا۔ ایسا کبھی کبھار ہو جاتا ہے۔''

انہوں نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔ پھر دوسری گولی اس کی ہتھیلی سے اٹھائی۔

''لیکن اس بات کو تین مہینے سے اوپر ہو گئے ہیں۔ اب تک موکلوں کی طاقت بحال ہو جانی چاہیے۔''

انہوں نے عینک کے اوپر سے اسے دیکھا اور مسکرائیں۔

''وہ بہتر ہو رہے ہیں۔''

ان کی آواز سرد سرگوشی جیسی تھی۔ ایسی سرگوشی جو طوفانی ہوائیں کرتی ہیں۔ البتہ بنگالی ملازمہ کے چہرے پہ کوئی خوف تھا' نہ پریشانی۔ بس ایک عقیدت مندی تھی۔ اور بہت سا ادب۔

''تمہارے گھر میں سب خیریت ہے؟'' انہوں نے مسکراتے ہوئے بغور اسے دیکھا۔ وہ بھی مسکرائی۔ اس کے

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrahahmedofficial

ہونٹ موٹے اور آنکھیں گہری تھیں۔

''آپ کی دعا سے سب خیر ہے۔'' ان بڑی بڑی سیاہ آنکھوں میں معنی خیز تاثر تھا۔

تبھی موبائل بجنے لگا تو اس نے جلدی سے باقی دوائیں نگینہ بیگم کی ہتھیلی پہ رکھیں اور بھاگ کے اندر کمرے میں گئی۔ واپس آئی تو ایک سیاہ اسمارٹ فون ہاتھ میں تھا۔

''تم سنو۔'' انہوں نے اکتاہٹ سے ہاتھ جھلا دیا۔ ''اور کہو کہ آج کل سرکار کوئی عمل نہیں کر رہیں۔''

اس نے سر اثبات میں ہلایا اور فون کان سے لگایا۔ دوسری طرف کی بات سن کے اس نے فون نیچے کیا اور دھیرے سے بولی۔

''ائیر پورٹ والے اے ایس ایف کے افسر کا فون ہے۔''

نگینہ بیگم چونکیں۔ تیزی سے کپکپاتا ہاتھ بڑھایا اور فون اس سے کھینچنے والے انداز میں لیا۔

''کیا بات ہے قریشی؟'' ان کا لہجہ چوکنا تھا۔

''سرکار... آپ کو ڈسٹرب کرنے کی معذرت۔'' وہ بہت عقیدت سے بولا۔ ''آپ نے کہا تھا کہ آپ کو اطلاع کروں اگر وہ آدمی...'' رک کر نام پڑھا... ''ماہر فرید اس ملک میں داخل ہو۔''

وہ سانس روکے سن رہی تھیں۔

''وہ آج صبح پہنچنے والی فلائٹ میں اپنے بھائی کے ساتھ موجود تھا۔ میں نے پاسپورٹ کنٹرول ڈیسک کی لسٹ میں اس کا نام دیکھا تو...''

نگینہ بیگم کی رنگت سیاہ پڑنے لگی۔ ایسے جیسے بہت سا زہر پی لیا ہو۔ انہوں نے فون پرے ڈال دیا۔ ''وہ کیسے آ گیا؟ وہ چل نہیں سکتا تھا۔'' وہ بڑبڑائیں۔ چہرے پہ شدید بے بسی اور تکلیف ابھری۔

''موکلوں نے خبر نہیں دی؟'' ملازمہ نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔ انہوں نے برہمی سے اسے دیکھا۔

''موکلوں کے بس میں سب کچھ نہیں ہوتا۔ ان کی ہر خبر درست نہیں ہوتی۔ میں نے بھی کئی دن سے اس کی خبر نہیں لی تھی۔ سوچا تھا مسئلہ نہیں کرے گا۔''

''پریشان نہ ہوں بی بی۔ وہ کیا کر لے گا؟'' اس نے نرمی سے ایک اور گولی سامنے کی۔

''وہ سب خراب کر دے گا اندرانی۔'' انہوں نے دو انگلیوں کے پوروں سے گولی پکڑی۔ اور اسے بنا پانی کے پھانک لیا۔ آنکھوں میں پریشانی بھی تھی اور خوف بھی۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official
ZEMTime

''وہ سب خراب کر دے گا۔ وہ مجھے ڈھونڈ لے گا۔'' پھر ایک تاسف بھری نظر زیاد کے کمرے کے بند دروازے پہ ڈالی۔

''وہ میرے بیٹے کا گھر نہیں بسنے دے گا۔ اسے خوش نہیں ہونے دے گا۔ سب خراب کر دے گا۔''

''اب آپ کیا کریں گی؟'' اندرانی نامی ملازمہ فکرمندی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

''میں وہ کروں گی جو پہلے نہیں ہو سکا۔'' وہ سیدھی ہو کے بیٹھیں اور کپکپاتے ہاتھوں سے تکیے کے ساتھ رکھا دوسرا فون اٹھایا' جو ان کے عام استعمال میں تھا۔

''جب کینچوہ کنڈی میں ڈال کے پانی میں پھینکا جائے اور مچھلی اس کو نہ پکڑے تو کیا کرنا چاہیے؟''

''کیا؟''

''کنڈی دوبارہ سے پانی میں ڈالنی چاہیے۔ ایک کینچوہ میرے پاس ابھی ہے جسے اس دفعہ وہ ضرور پکڑے گی۔'' ان کے چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ در آئی۔ انہوں نے کانٹیکٹ لسٹ کھولی اور کشمالہ کے نمبر پہ انگلی رکھی۔

''ہیلو بیٹا... کیسی ہو؟'' ان کی آواز نرم اور میٹھی ہو گئی۔ جیسے شہد ہو۔ جیسے ملائی ہو۔ ''مجھے تم سے ایک کام تھا۔''

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ڈرائیور سفید ایس یو وی خاموشی سے چلا رہا تھا۔ کار میں ہیٹر کی گرمائش تھی۔ البتہ باہر آج زیادہ سردی نہ تھی۔ گدلی دھند نے سردی کا تاثر دے رکھا تھا۔

وہ پچھلی سیٹ پہ بیٹھا' باہر بھاگتے درختوں کے جھروکوں سے نظر آتی نہر کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے سفید شرٹ کے ساتھ سیاہ سوٹ پہن رکھا تھا۔ بال ماتھے سے پیچھے کو جمائے گئے تھے اور رخسار کا نشان ویسا ہی تھا۔

''ہم کہاں جا رہے ہیں؟'' ساتھ بیٹھا بیربل کھنکھارا۔

''اس سے ملنے جس کے لیے میں آیا ہوں....'' ماہر ہنوز باہر دیکھتا رہا۔

بیربل اپنے بھائی کے حلیے کے برعکس جینز شرٹ کے اوپر جیکٹ پہنے ہوئے تھا۔ گھنگریالے بال' ایک کان میں بالی۔ کلائی میں بہت سے بینڈز۔ اور لبوں پہ بکھری معنی خیز مسکراہٹ۔

''اس کے گھر یا ورک پلیس؟'' احتیاط سے پوچھا۔

''ورک پلیس۔'' جواب سپاٹ اور سنجیدہ تھے۔ بیربل نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔

''اکیلے چلے جاتے۔ میری کیا ضرورت تھی؟''

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrahahmed.official

''تم میرے نرس ہو۔'' وہ ابھی تک شیشے سے باہر دیکھ رہا تھا۔

''تم یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ تم مجھے مورل سپورٹ کے لیے ساتھ لے کر جا رہے ہو۔ لیکن نہیں۔'' بیربل بدمزہ ہوا اور سر جھٹک کے باہر دیکھنے لگا۔ اب منظر بدل چکا تھا۔ بائیں طرف بہت سی عمارتیں دکھائی دے رہی تھیں۔

''ویسے ماہر....'' وہ کچھ یاد کر کے کہنے لگا۔ ''تم اور میں کبھی ویکیشن پر نہیں گئے' جیسے دوسرے بہن بھائی جاتے ہیں۔ میں پاکستان ہمیشہ اکیلا آتا تھا یا پھر .... (منہ کڑوا ہوا) مالک کے ساتھ زبردستی آنا پڑتا تھا۔''

''تم مالک کے ساتھ ویکیشن پہ کب گئے؟'' وہ چونک کے اسے دیکھنے لگا۔

''جب میں اپنی بیکری شروع کرنے جا رہا تھا' اور مجھے پیسے چاہیے تھے لیکن تم ساری جائیداد پہ سانپ بن کے بیٹھے تھے۔ تب تم نے شرط رکھی تھی کہ اگر میں نے مالک کو اپنے بزنس پلان پہ راضی کر لیا تو تم مجھے سرمایہ دے دو گے۔'' کچھ یاد کر کے مسکرایا۔ ''مالک نہیں چاہتا تھا کہ میں استنبول میں بیکری بناؤں۔ اس لیے وہ مجھے کئی جگہوں پہ لے کر گیا۔ کہ شاید میں استنبول کو بھلا دوں۔''

''ہاں اور تم نے اسے بہت گھمانے کے بعد بھی اپنی ضد جاری رکھی۔ اس کی بات مان لیتے تو آج تمہاری بیکری کامیاب ہوتی۔'' وہ افسوس سے سر ہلا کے پھر سے باہر دیکھنے لگ گیا۔

چند لمحے خاموشی سے کٹے۔ پھر بیربل کی زبان پہ کھجلی ہوئی۔

''اس کا ردعمل کیا ہوگا تمہیں دیکھ کے؟''

''کیا فرق پڑتا ہے؟ میں ہلال کے لیے اس سے ملنے جا رہا ہوں۔'' بے نیازی سے شانے اچکائے۔ بیربل اسے دیکھ کے رہ گیا۔

''اس کی ورک پلیس تو کافی خوبصورت ہے۔''

چند منٹ بعد وہ دونوں کار سے باہر تھے۔ بیربل اس کی وہیل چیئر دھکیل رہا تھا۔ ساتھ ہی گردن موڑے ستائش سے اطراف میں دیکھ رہا تھا۔

وہ ایک مرمریں فرش والی عمارت میں داخل ہوئے۔ اس کی ہدایت کے مطابق وہ وہیل چیئر سیدھا لفٹ کی طرف لے آیا۔

''اس کا ٹیسٹ کافی اچھا ہے۔ آرٹسٹک۔''

''کیونکہ وہ آرٹسٹ ہے۔'' ماہر کا لہجہ سپاٹ تھا۔ کوئی تاثر نہیں۔ کوئی جذبہ نہیں۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrahahmed.official

لفٹ کے دروازے ایک مرمریں سٹنگ روم کے دہانے پہ کھلے۔ بیربل وہیل چیئر آگے لے آیا۔ سامنے انٹر کام پہ بیٹھی لڑکی نے ان کو دیکھ کے شناسائی سے سر ہلایا اور فون اٹھا کے کچھ کہنے لگی۔

بیربل ابھی تک ستائش سے اطراف میں دیکھ رہا تھا۔ خوبصورت ڈیکور۔ قیمتی پینٹنگز۔ تب ہی وہ چونکا۔ ایک دم دائیں بائیں دیکھا۔

''یہاں پودے نہیں ہیں۔'' بے اختیار ماہر کو دیکھا۔ وہ سامنے آفس کے بند دروازے کو دیکھ رہا تھا۔

بیربل کے ذہن میں الارم سا بجا۔

''ایک منٹ... ایک منٹ....'' وہ تیزی سے سیدھا ہوا۔

''ہم کس سے ملنے آئے ہیں؟''

ماہر فرید نے جواب نہیں دیا۔ سامنے دیکھتا رہا۔

تب ہی آفس کا دروازہ کھلا اور ہیل کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔ بیربل فرید کی نگاہیں اوپر اٹھیں۔

سامنے ایک سفید کافتان پہنے بوائے کٹ بالوں والی دراز قد عورت چلتی آ رہی تھی۔ اس کی چمکدار آنکھیں اسموکی میک اپ سے سجی تھیں۔

''K for Kabeerah'' بیربل فرید کے لب بے یقینی سے کھلے کے کھلے رہ گئے۔ ماہر نے چہرہ اس کی طرف جھکایا۔

''زارا نے مجھے احساس دلایا کہ میرے اور کبیرہ سادان کے درمیان ایک چیز مشترک ہے۔ میں اسی کا کھوج لگانے آیا ہوں۔''

''خوش آمدید مسٹر ماہر فرید۔ پلیز اندر آئیں۔'' ان کے استقبال کے لیے باہر آئی کبیرہ بیگم اب ان کے قریب آ چکی تھیں۔

بہت سی کڑواہٹ بیربل کے حلق میں گھل گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گدلی دھند میں ڈوبی شام سارے لاہور کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے تھی۔

مبین منزل کے پیچھے بنے کچن گارڈن میں بھی وہی دھند پھیلی تھی۔ وہاں زیادہ دور تک دیکھنا ممکن نہ تھا۔ لیکن اگر تم دیکھو تو وہ گھاس پہ بیٹھی تھی۔ ڈھیلا ڈھالا سا سوئیٹر پہنے، پیروں کی آلتی پالتی کیے۔ اس کی نظریں فاختہ کی قبر پہ جھکی

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

تھیں جہاں تازہ گھاس اگا تھا۔ گود میں رکھا موبائل آج خاموش تھا۔ زیادہ نے کالز اور میسیجز کرنا بند کر دیے تھے۔ اور اسے یہی خاموشی چاہیے تھی۔

وہ اپنی غلطیوں کی ذمہ داری لیا کرتی تھی۔ اور دوسروں کی غلطیاں جلدی معاف نہیں کرتی تھی۔ کیا اسے اپنا برسوں پرانا طرز زندگی بدلنے کی ضرورت تھی؟

وہ دھیرے دھیرے سر دتنکوں پہ ہاتھ پھیر رہی تھی۔ ذہن دور کہیں پیچھے جا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

۴ سال پہلے

یہ ان دنوں کی بات ہے جب اسے اوشن (Ocean) ریستوران کے لیے لاہور سے اسلام آباد آئے ایک سال ہو چکا تھا۔

اسے ریستوران کی رینویشن میں چند ماہ لگے تھے اور اب وہ مکمل طور پہ چالو ہو چکا تھا۔ البتہ ابھی تک وہ ایک کامیاب ریستوران نہیں بنا تھا۔ ظہیر کے لیے وہ ایک ایسا کنواں تھا جو پیسے کھا رہا تھا' لیکن پیسے واپس نہیں آ رہے تھے۔

وہ ان دنوں ماموں کے گھر کی بالائی منزل پہ بطور پے انگ گیسٹ رہتی تھی۔ ماموں پہلے اس سے کرایہ لینے پہ راضی نہیں تھے لیکن وہ بنا کرایے کے رہنا نہیں چاہتی تھی سو بہت بحث و تمحیص کے بعد بالآخر وہ راضی ہو گئے تھے۔ اس کی ان سے ملاقات کم ہی ہوتی۔ وہ صبح سے رات تک ریستوران میں ہوا کرتی تھی۔ اور گھر بس سونے کے لیے آتی۔

ایک ایسی ہی رات وہ اپنے کمرے میں سو رہی تھی جب اس کا موبائل بجنے لگا۔

وہ موبائل سائیلینٹ کر کے نہیں سوتی تھی۔ اس کا موبائل ایک دن میں کئی دفعہ بجتا تھا۔ کبھی کنسٹرکشن کا کوئی نیا مسئلہ۔ کبھی فوڈ اسپلائی میں گڑبڑ۔ جب وہ ریستوران سے باہر ہوتی' اس کے فون پہ موجود سی سی ٹی وی کیمروں کی ایپ اس کی توجہ اوشن سے بھٹکنے نہیں دیتی تھی۔

تیز گھنٹی نے اسے جگا دیا۔ ساڑھے گیارہ کا وقت ہوا تھا اور ریستوران کے ہیڈ شیف کی کال آ رہی تھی۔

''میم... آپ کہاں ہیں؟'' وہ جیسے چلا رہا تھا۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''کیا ہوا؟'' اس کا دل زور سے دھڑکا۔

''ریستوران کے کچن میں آگ لگ گئی ہے۔ ہم نے فائر بریگیڈ کو بلوالیا ہے۔ آپ جلدی پہنچیں۔''

کشمالہ مبین کو بات سمجھنے میں چند لمحے لگے اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے بستر سے نکلی۔

اوشن جس کو اس نے بہت محنت سے بنایا اور سجایا تھا' اس میں آگ لگی تھی۔ ایک سال کی محنت جل رہی تھی۔ اور تب ہی اسے کچھ یاد آیا۔

''اور میرا آفس؟ کیا وہ محفوظ ہے؟''

''ابھی وہاں آگ نہیں پہنچی۔ لیکن کچھ کہہ نہیں سکتا۔''

''اوہ نو۔'' تیزی سے جوتے پہنے' دوپٹہ اٹھایا اور پرس لیے باہر بھاگی۔

اس کے آفس میں اس کا لاکر تھا جو اس کے فنگر پرنٹ سے کھلتا تھا۔ وہ وہاں نصب کیا گیا تھا اور اسے اس وقت نکالا نہیں جا سکتا تھا۔ اس میں بہت کچھ تھا۔ اس کی سیونگز۔ اہم ڈاکومنٹس۔ بہت سا کیش۔ وہ سارا وقت ریستوران میں ہوتی تھی۔ اور ہر ریستوران اونر کی طرح وہ اپنے آفس کو محفوظ ترین جگہ تصور کرتی تھی۔

''لاکر فائر پروف نہیں تھا۔ اف اللہ...''

وہ تیزی سے ڈرائیو کرتی بار بار اپنے فون کو دیکھ رہی تھی۔ سانس پھولا ہوا تھا۔ چہرے پر اب بھی ایکنی تھی۔ البتہ پہلے سے کافی کم۔ بال کندھوں تک آتے تھے اور ماتھے پر بینگز کی صورت میں کٹے تھے۔ اسٹیئرنگ وہیل پہ رکھے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔ وہ بار بار ایکسلیٹر پہ پاؤں رکھتی۔ اسپیڈ تیز تھی۔

اسی لمحے اس کی کار کے سامنے کوئی تیزی سے آیا۔

بس ایک لمحہ اور اس نے زور سے بریک پہ پیر رکھا۔ ٹائر چرچرائے۔ کار جھٹکے سے رکی۔ اس کا اپنا سر زور سے اوپر جا لگا۔ ایئر بیگز کھل گئے۔

ایک لمحے کے لیے ساری دنیا گھوم گئی۔ اگلے ہی لمحے وہ ایئر بیگز اور سیٹ بیلٹ سے خود کو آزاد کرتی تیزی سے باہر بھاگی۔ جھٹکا کھانے سے قبل وہ دیکھ چکی تھی کہ اس کی کار نے کسی کو ٹکر ماری تھی۔

وہ ایک آدمی تھا۔ لباس سے مفلوک الحال لگتا تھا۔ وہ کار سے ٹکرا کے دور جا گرا تھا۔ خون کا فوارا اس کے سر سے بہہ رہا تھا۔ ایک عورت اس کے پیچھے بھاگتی ہوئی آ رہی تھی۔ وہ اونچی آواز میں چلاتے ہوئے اس کو روک رہی تھی۔ قریب آئی تو سارا منظر دکھائی دیا۔ خون میں لت پت آدمی۔ ایک رکی ہوئی کار جس کی ہیڈ لائٹس روشن تھیں

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrahahmed.official

اور ڈرائیونگ دور کھلا تھا۔ اور ایک پریشان سی لڑکی جو زخمی آدمی پہ جھکی ہوئی تھی۔

وہ چیخیں مارتی ہوئی اس کی طرف بھاگی۔

''یہ کیا کیا؟ میرے بندے کو مار دیا تم نے....'' اس نے کندھوں سے پکڑ کے کشمالہ کو پرے ہٹایا۔

''آئی... آئی ایم سوری....'' کشمالہ مبین کا سانس بری طرح پھول رہا تھا۔ ہاتھ پیروں میں جان نہیں تھی۔ آدمی سر پہ ہاتھ رکھے کراہ رہا تھا۔

''کمال... کمال....'' وہ عورت اس پہ جھکی چیخ رہی تھی۔

''سر پھٹا ہے اس کا۔ زیادہ گہری چوٹ نہیں ہے۔ اس جگہ اپنا دوپٹہ رکھو۔ جلدی رکھو۔'' چلا کے ہدایت دی۔ عورت جلدی جلدی دوپٹے کا گولہ بنا کے اس کے سر پہ رکھنے لگی۔

کشمالہ نے سر اٹھا کے سڑک کو دیکھا۔ قریب میں چند دکانیں تھیں۔ لوگ بھاگتے ہوئے اس طرف آ رہے تھے۔ اس کا حواس بحال ہونے لگے۔ یہاں تھوڑی دیر میں لوگ جمع ہو جائیں گے۔ رات کے وقت وہ ایک ہجوم کے گھیرے میں؟ ہرگز نہیں۔

''اس کو ہسپتال لے جاؤ۔ قریب میں ہسپتال ہے۔ اور وہاں جا کے مجھے کال کرو۔'' وہ تیزی سے اٹھ کے کار تک گئی۔

''تم... تم بھاگ رہی ہو؟'' عورت نے غصے سے پلٹ کے اسے دیکھا۔

''بھاگ نہیں رہی۔ میرا آفس میں آگ لگی ہے۔ مجھے جلدی پہنچنا ہے۔'' وہ بھاگتے ہوئے واپس آئی۔ پرس سے چند نوٹ اور اپنا کارڈز بردستی اس کے ہاتھ میں تھمایا۔

''اس کا زخم گہرا نہیں ہے۔ اسے کچھ نہیں ہوگا۔ لیکن میرا بہت نقصان ہو جائے گا۔'' نگاہ اٹھا کے دیکھا۔ چند لوگ اس طرف آ رہے تھے۔ وہ پنجوں کے بل سڑک پہ بیٹھی جلدی جلدی بولنے لگی۔ ''یہاں کوئی بھی اس کو ہسپتال لے جائے گا۔ پلیز میری بات سمجھو۔ وہاں جا کے مجھے کال کر دینا۔ اس پہ میرا نمبر لکھا ہے اور پتہ بھی۔ مری کار کا نمبر تم دیکھ چکی ہو۔ میں بھاگ نہیں رہی۔ میں ایک گھنٹے تک سیدھی ہسپتال پہنچ جاؤں گی۔''

اگلے لمحے وہ تیزی سے واپس آئی۔ ہجوم اکٹھا ہونے لگا تھا۔ لوگ اس کی طرف اشارہ کر کے اونچی آواز میں کچھ کہہ رہے تھے۔ اس نے دروازے بند کر لیے۔ کسی نے اس کا شیشہ کھٹکھٹایا۔ لیکن اس کا ایک ہاتھ گیئر پہ تھا اور پیر ایکسلیٹر پہ۔ تیزی سے کار کو یورس کیا اور زن سے آگے بھگا لے گئی۔

www.zemtime.com
ZEMTime
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

پھر بیک ویو مرر میں دیکھا۔کوئی اس کے پیچھے نہیں آ رہا تھا۔اس کی پیشانی پسینے سے تر تھی اور سانس بری طرح پھول رہا تھا۔

(تمہیں اس کو ہسپتال لے جانا چاہیے تھا۔) کسی نے اندر ہی اندر اسے ملامت کیا۔لیکن اس نے نفی میں سر ہلایا۔

اوشن زیادہ اہم ہے۔میرے ڈاکومنٹس۔پیسے۔قیمتی چیزیں۔اور پھر وہاں بہت لوگ جمع ہیں۔ساتھ ہی ہسپتال ہے۔اسے کوئی ہسپتال لے جائے گا۔اس کا سر پھٹا تھا۔وہ بچ جائے گا۔وہ بچ جائے گا۔وہ بچ جائے گا۔وہ خود سے بڑبڑا رہی تھی۔

مطلوبہ اسٹریٹ میں کار موڑتے ہی اس کی اوشن کی طرف بلند ہوئی۔وہ چار دیواری میں بنا ایک اطالوی بنگلے کی طرز کا ریستوران تھا جو کہ درختوں کے پیچھے چھپا تھا۔وہاں چند کارز کھڑی تھیں۔لیکن کوئی دھواں نہ تھا۔نہ آگ کے شعلے۔نہ فائر بریگیڈ۔اس کے چہرے پہ اچنبھا ابھرا۔

وہ کار کھڑی کر کے بھاگتی ہوئی اندر آئی۔اندر مین ہال اندھیر تھا۔

"ظہیر۔عباس۔لالک۔" اس نے ڈرتے ڈرتے پکارا۔

تب ہی فضا میں موسیقی سی بج اٹھی۔اندھیرے میں ایک دھن۔

ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔

اسی لمحے ساری بتیاں جل اٹھیں۔شور سا بلند ہوا۔وہ جہاں تھی وہیں کھڑی رہ گئی۔شاک سے آنکھیں اور لب پتھر ہو گئے۔

سامنے ایک بڑی ٹیبل پہ کیک رکھا تھا۔اور اس کے اردگرد ریستوران کے تمام ویٹرز اور اس کے چند دوست کھڑے دکھائی دے رہے تھے۔ان میں ظہیر اور اس کی بیوی بھی شامل تھے۔وہ سب ہنس رہے تھے۔میوزک بج رہا تھا۔تالیاں بجا کے اس کا استقبال کر رہے تھے۔

وہ وہیں چوکھٹ میں کھڑی تھی۔شاکڈ۔ششدر۔نگاہیں گھما کے اطراف میں دیکھا۔اوشن ٹھیک تھا۔اوپر بنا اس کا آفس بھی ٹھیک تھا۔سب کچھ ٹھیک تھا۔

"سرپرائز..." اس کی اسسٹنٹ صاعقہ ہنستے ہوئے کیک پر موم بتیاں جلا رہی تھیں۔اس کی نظریں گھڑی کی طرف اٹھیں۔بارہ بج چکے تھے۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''یہ پرینک تھا؟'' اس کو اپنی آواز کنویں سے آتی سنائی دی۔ جواب میں ایک قہقہہ سنائی دیا۔

''آپ سارا دن ہمارے اور اوشن کے لیے کام کرتی ہیں میم۔ ہم آپ کے لیے کچھ اسپیشل کرنا چاہتے تھے۔''

وہ سب مسکراتے ہوئے اس کو دیکھ رہے تھے۔

''تھینک... تھینک یو۔'' وہ بدقت مسکرائی۔ پھیکی' خوفزدہ سی مسکراہٹ۔

''آپ کے ہاتھ پر خون لگا ہے۔'' ایک دم صاعقہ نے کہا تو سب چونکے۔ اس نے بے اختیار اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔ دائیں ہاتھ پہ زخمی راہگیر کا خون واضح نظر آ رہا تھا۔ اس نے چہرہ اٹھایا۔ تمام نظریں اس پہ تھیں۔ سب کو سانپ سونگھ گیا تھا۔

''اوہ نہیں۔ یہ تو.... دراصل....'' اس کا دماغ تیزی سے کام کرنے لگا۔ ''راستے میں سڑک پہ ایک... ایک فاختہ مری پڑی تھی۔ اس کا... اس کا خون ہے۔'' وہ جلدی سے مسکرا کے کہتے ہوئے آگے آئی۔

''تھینک یو اس سب کے لیے۔ تھینک یو گائز۔ میں ہاتھ صاف کرلوں۔'' اس نے اپنا بزنس فیس آن کرلیا۔ سب کی سانس میں سانس آئی۔ میوزک پھر سے بجنے لگا۔

وہ تیزی سے ریسٹ روم کی طرف آئی اور اسے اندر سے بند کرلیا۔ پھر ہاتھ اوپر اٹھا کے دیکھا۔ تازہ خون۔ خوف' بے یقینی آنکھوں میں بھر گئی۔

''یہ کیا ہو گیا؟'' اس نے دہل کے سینے پہ ہاتھ رکھا۔ ''اگر وہ مر گیا تو؟''

پسِ منظر میں وہی میوزک سنائی دے رہا تھا۔ ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔ ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔

وہ تیزی سے نل تلے ہاتھ کیے خون کو رگڑ رہی تھی۔ گلابی پانی بہہ کے سنک کے سوراخ سے نیچے جاتا زمین میں جذب ہو رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ قاسم فرید کے آفس کا منظر تھا جو ایک برس قبل ان کی وفات کے وقت سے ماہر کے زیر استعمال تھا۔ اس شام وہ مینیجر ٹیبل کی بجائے کھڑکی کے قریب بچھی ورک ٹیبل پہ موجود نظر آ رہا تھا۔ سفید شرٹ کے آستین موڑے' سامنے رکھے ماڈل پہ چہرہ جھکائے وہ احتیاط سے ایک ٹکڑا جوڑ رہا تھا۔ یہ اپارٹمنٹ بلڈنگ کا ایک ماڈل تھا۔ ہر چند لمحے بعد وہ رکتا' نفی میں سر ہلاتا اور پھر سے کچھ تبدیل کرتا۔

آفس میں مسلسل کرسی کے ٹائرز کی چیں چیں سنائی دے رہی تھی۔ یہ مینیجر ٹیبل کے پیچھے رکھی اونچی کنٹرول چیئر

www.zemtime.com
ZEMTime
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

سے آ رہی تھی جس پہ بیٹھی ہلال اس مسلسل دائیں بائیں ہلا رہی تھی۔ نظریں ماہر کے چہرے پہ جمی تھیں جو متوجہ نہیں ہو رہا تھا۔ میز پہ اس کا گلابی بیک پیک رکھا تھا۔

جس روز وہ قطر سے اس کے لیے اسٹرابری والی کینڈل لیے اپنی ماں اور شمس کی دہلیز پہ گیا تھا' اس واقعے کو قریبا ایک سال گزر چکا تھا۔

''آپ بار بار قطر کیوں چلے جاتے ہو' ماہر بھائی؟'' اس نے پکارا۔ وہ کام کے دوران اسے بار بار پکارتی تھی۔ وہ بیربل کو اس کے نام سے پکارتی تھی لیکن اسے بھائی کہتی تھی۔

''کیونکہ میں وہاں کام کرتا ہوں۔ اور مجھے قطر اچھا لگتا ہے۔'' وہ سر جھکائے ایک کاغذ سے کچھ پڑھ رہا تھا۔

''آپ اس دفعہ قطر سے میرے لیے کچھ نہیں لائے؟'' اس نے پھر سے سوال پوچھا۔ وہ جیسے بور ہو رہی تھی۔

''لایا ہوں۔ دینا بھول گیا۔ دوسرے نمبر کا دراز کھولو۔'' وہ ماڈل پہ جھکا تھا۔

ہلال کی آنکھیں چمکیں۔ تیزی سے پیر نیچے کیے اور مطلوبہ دراز کھولا۔ اندر ایک سفید ڈبہ رکھا تھا۔ اس کے چہرے پہ مسکراہٹ امڈ آئی۔ جلدی سے ڈبے کا ربن اتارا۔ پھر احتیاط سے ڈھکن ہٹایا۔ اندر جھانکا۔ اگلے ہی لمحے اس کا چہرہ اتر گیا۔

''پھر وہی؟ سینٹڈ کینڈل؟'' اس نے کینڈل جارز زور سے میز پہ رکھا۔ شیشے کے لکڑی سے ٹکرانے کی آواز آئی تو ماہر نے چہرہ اٹھا کے اسے دیکھا۔ وہ بہت خفگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''اس میں چاکلیٹ اور کافی کی خوشبو ہے۔ تمہیں اچھی لگے گی۔'' اس کا چہرہ دیکھ کے وہ مسکرایا۔

''قطر میں کینڈلز کے علاوہ کچھ نہیں ملتا؟'' ہلال سست روی سے اسے واپس ڈالنے لگی۔ اس نے اسے سونگھا تک نہیں تھا۔ ''آپ نے مجھے اب تک آٹھ کینڈلز دی ہیں۔ میں اتنی ساری کینڈلز کا کیا کروں؟ آپ کے آفس یا گھر میں ایک بھی کینڈل نہیں ہے۔ خود نہیں استعمال کرتے۔ بس میرے لیے لاتے ہو۔''

وہ بڑبڑاتے ہوئے ربن واپس باندھ رہی تھی۔

ماہر دھیرے سے ہنس دیا۔ اور کاغذ ایک طرف رکھ کے پیچھے ٹیک لگا لی۔

''جب تک تم خوشبودار کینڈل جلاؤ گی نہیں' اس کی قدر نہیں کر سکو گی۔''

''بیربل میرے لیے چاکلیٹس لاتا ہے۔ ٹوائز لاتا ہے۔ اسٹوری بکس لاتا ہے۔ آپ صرف کینڈلز لاتے ہو۔''

''کہا نا' ایک دن تم ان کینڈلز کو پسند کرنے لگو گی۔''

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

ہلال نے چہرہ دونوں ہتھیلیوں پہ گرا دیا اور خفگی سے اسے دیکھنے لگی۔

''پاپا کہہ رہے تھے ہم شاید پاکستان شفٹ ہو جائیں۔'' تھوڑی دیر بعد وہ آہستہ سے بولی تو وہ چونکا۔ آنکھوں میں اچنبھا در آیا۔

''کیوں؟''

''پتہ نہیں۔ لیکن اگر ہم پاکستان چلے گئے تو میں آپ سے کیسے ملوں گی؟''

ماہر کے لب بھنچ گئے۔ ماتھے پہ تفکر کی لکیریں ابھریں۔ لیکن پھر وہ زبردستی مسکرایا۔

''ڈونٹ وری۔ میں ان سے بات کروں گا۔''

تبھی دروازے پہ دستک ہوئی۔ انگوٹھی سے دی جانے والی دستک۔ وہ اس کو پہچانتا تھا۔ ہلال بھی اسے پہچانتی تھی۔ اسی لیے فوراً سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنا گلابی بیک پیک اٹھا لیا۔

''میں ہلال کو پک کرنے آئی تھی۔'' چند لمحے بعد وہ ان کے سامنے کھڑی تھیں۔ ہلال بھاگتی ہوئی گئی اور ان کی ٹانگوں سے لگ گئی۔ انہوں نے نرمی سے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرا۔ پھر چہرہ اٹھا کے اسے دیکھا۔

''آپ ٹھیک ہیں؟'' وہ ماں کو دیکھ کے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

''میں ٹھیک ہوں۔'' چند لمحے وہ خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ وہ ان سے اس سے زیادہ بات نہیں کیا کرتا تھا۔ لیکن آج اسے کرنی تھی۔

''شمس پاکستان کیوں شفٹ ہونا چاہتا ہے؟'' یہ نام لیتے ہوئے بھی اس حلق تک کڑوا ہو جاتا تھا۔

رابیل نے گہری سانس لی۔

''اس کی جاب چلی گئی ہے۔ اس کو پاکستان میں ایک اچھی جاب کی آفر ہوئی ہے۔ اس کا بزنس مائنڈ سیٹ نہیں ہے۔ اس لیے وہ چاہتا ہے کہ وہ اس آفر کو قبول کر لے اور ہم پاکستان چلے جائیں۔''

''بس؟'' ماہر بغور ان کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ رابیل نے جیسے تھوک نگلا۔

''ہاں بس۔''

''نہیں۔ شمس نے کچھ اور بھی کہا ہوگا۔'' وہ بنا پلک جھپکے ان کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کر رہا ہوگا۔ ''کہ میں پاکستان والی آفر نہیں لوں گا اگر.... اگر...؟'' اس نے ابرو اٹھایا۔

رابیل کے چہرے پہ سایہ سا لہرایا۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''اگر اس کو... یہاں کوئی اچھی جاب مل جائے۔ یہیں مے فیئر میں کہیں۔'' انہوں نے نگاہیں جھکا دیں۔

ماہر نے کرب سے آنکھیں بند کیں اور کنپٹی مسلی۔ وہ اس کی ماں نہیں تھی۔ وہ شمس کی بیوی تھی۔ وہ اس کا مدعا لے کر سامنے آئی تھی۔ واللہ وہ لوگوں کے بارے میں کبھی غلط نہیں ہوتا تھا۔

''شمس چاہتا ہے کہ میں اسے اپنی کمپنی میں جگہ دوں ورنہ وہ ہلال اور آپ کو یہاں سے لے کر چلا جائے گا۔'' بہت سا غصہ اندر ابلنے لگا۔ وہ مزید کچھ کہتا لیکن...

''آپ پاپا کو یہاں جاب دے دو گے' تو ہم یہاں سے نہیں جائیں گے؟'' ہلال ایک دم چہکی۔ وہ چونکا۔ اسے بھول گیا تھا کہ وہ یہاں کھڑی تھی۔ ایک دم اسے احساس ہوا کہ اس کے پیروں میں نادیدہ زنجیریں پڑ چکی ہیں۔

وہ بدقت مسکرایا۔'' آف کورس۔ میں شمس کو اپنے قریب جاب دلوادوں گا۔ آپ لوگ پاکستان نہیں جائیں گے۔ شمس سے کہیے گا کہ مجھ سے ملے۔''

''تھینک یو' ماہر۔'' ان کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ انہوں نے دروازہ کھولا تو ہلال آگے بھاگ گئی۔ وہ بھی آگے بڑھنے لگیں لیکن ماہر ان کے قریب آیا اور پیچھے سے ان کے کان کے قریب جھکا۔

''آپ کے شوہر کی موت میرے ہاتھوں لکھی ہے۔ کب' کہاں' میں نہیں جانتا۔ لیکن واللہ وہ میرے ہاتھ سے ہی مرے گا۔'' سرگوشی میں کہا اور واپس پلٹ گیا۔ مٹھیاں غصے سے بھنچ رکھی تھیں اور چہرہ سرخ پڑ رہا تھا۔

رابیل چونک کے اسے دیکھنے لگیں لیکن اب اس کی ان کی طرف پشت تھی۔ کہنے کو کچھ نہیں بچا تھا۔ وہ ہلال کے پیچھے چل دیں۔

ماہر نے موبائل اٹھایا۔ پھر رکھ دیا۔ مالک یہاں تھا نہیں۔ وہ آج کل بیربل کو مختلف سائٹس وزٹ کروانے ملک سے باہر گیا ہوا تھا۔ بیربل کو بیکری کا بخار چڑھا تھا اور ماہر نے شرط رکھی تھی کہ اگر وہ مالک کو کنوینس کر لے' تو وہ اسے پیسے دے دے گا۔ مالک کی غیر موجودگی میں اس کے قریب کوئی ایسا قابل اعتماد انسان نہ تھا جس سے وہ مشورہ کر سکے۔

شمس کے ہاتھ بالآخر اس کی کمزوری آ گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نرم دھوپ اوشن کے برآمدے میں چھن چھن کے آ رہی تھی۔ برآمدے سے باہر نکلو اور دائیں طرف مڑ جاؤ تو ایک چھجا سا بنا تھا جس ساتھ بوگن ویلیا کا درخت کھڑا تھا۔ اس کے نیچے ایک کرسی میز بچھی تھی۔ یہاں بیٹھو تو سرما

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

کی دھوپ بہت اچھی لگتی۔ نہ بہت سیدھی۔ نہ بہت ٹھنڈی۔ سردیوں میں وہ اس جگہ پہ بیٹھا کرتی تھی۔ یہاں اسے دن کی روشنی کے باوجود قدرے پرائیویسی مل جاتی کیونکہ یہاں سے ریستوران کا اکثر حصہ دکھائی نہ دیتا۔ سو وہ سکون سے اپنا کام کرتی رہتی۔

البتہ آج وہ کام نہیں کر رہی تھی۔ وہ وہیں بیٹھی اضطراب سے انگلیوں مروڑ رہی تھی۔ گزشتہ دو راتوں سے وہ ٹھیک سے سوئی نہیں تھی۔ بار بار سے موبائل کی بجھی اسکرین کو دیکھتی۔ اس نے اس عورت کو اپنا کارڈ دیا تھا۔ پھر وہ کال کیوں نہیں کر رہی تھی؟ کال آئے' وہ علاج کا خرچہ مانگے' اور یہ معاملہ ختم ہو۔

اسی لمحے گھنٹی بجی۔ اس نے تیزی سے فون اٹھایا۔ اگلے ہی لمحے جوش ماند پڑا۔

ماں کی کال آ رہی تھی۔

''کیسی ہو بیٹے؟'' ان کی آواز سے لگ رہا تھا کہ فون گاؤ تکیے پہ اسپیکر پہ رکھے خود تخت پہ بیٹھی ساتھ ساتھ کوئی سبزی چھیل رہی تھیں۔ یہ ان کا سبزی کاٹنے کا وقت ہوتا تھا۔ اور اس وقت وہ ہر روز اسے کال کیا کرتی تھیں۔ وہ ماں کو کم ہی کال کرتی تھی۔ اسے بھول جاتا۔ یا وہ مصروف ہو جاتی۔ ویسے بھی ماں خود کال کر لیتی تھیں۔ اسے کم ہی ضرورت پڑتی۔

''ٹھیک ہوں' ماں۔'' وہ پھیکا سا مسکرائی۔ یہاں سے برآمدے کا جو حصہ اسے دکھائی دیتا تھا' وہ خالی تھا۔ دور باغیچے میں بھی اکا دکا لوگ تھے جو ناشتے کر رہے تھے۔

''آواز سے ٹھیک نہیں لگ رہیں۔ پریشان ہو لیکن ہمیشہ کی طرح بتاؤ گی نہیں۔'' ان کا انداز سادہ تھا۔ پرسکون۔

مالا کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔ کیسے پتہ چل جاتا تھا انہیں ہر دفعہ؟

''مجھ سے ایک غلطی ہو گئی ہے' ماں۔'' اس کا گلا رندھنے لگا۔

''جان بوجھ کے کی تھی؟'' ان کا انداز نرم تھا۔

''نہیں۔ ہرگز نہیں۔ جو بھی ہوا' غلطی سے ہوا تھا۔'' اس نے پلکیں جھپکائیں۔ ایک آنسو ٹوٹ کے گال پہ لڑھک گیا۔

''پھر اس کو سدھار لو۔''

''کیسے؟'' اس نے ہتھیلی کی پشت سے گال رگڑا۔ ایک ہچکی سی آئی۔ سانس بے ترتیب ہونے لگا۔

''اس دنیا میں غلطی کا نتیجہ بھگتنا پڑتا ہے۔ جب غلطی سامنے آئے تو اس پہ اصرار نہ کرنا۔ معافی مانگ کے اس کو

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

سدھار لینا۔''

''او کے۔'' اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ نظریں اپنے پیروں پہ جمی تھیں جو اس نے میز رکھے ہوئے تھے۔ ان پہ سیدھی دھوپ پڑ رہی تھی۔

حورِ جہاں بیگم اپنے تخت پہ براجمان تھیں۔ اسپیکر فون بند کیا تو گیلی انگلی سے پانی کا دھبہ فون اسکرین پہ لگ گیا۔ وہ پرواہ کیے بنا واپس آلوؤں کے تھال کی طرف متوجہ ہوئیں جن کو کاٹ کاٹ کے پانی کے برتن میں ڈال رہی تھیں۔

''دھیان سے۔ گر جاؤ گے۔'' بخت بی پریشانی سے کہہ رہی تھیں۔ حور جہاں نے چہرہ اٹھا کے دیکھا۔ وہ اپنے نواسے کے پیچھے بھاگ بھاگ کے ہلکان ہو رہی تھیں جو لاؤنج میں بھاگتا جا رہا تھا۔ کبھی کسی میز سے ٹکرانے لگتا تو کبھی اسے ٹھڈا آنے کے قریب ہوتا۔ ہر دفعہ بخت بی اسے گرنے سے بچا لیتیں۔

''اسے ایک دفعہ گرنے دو، بختو۔''

بخت بی نے پلٹ کے خفگی سے انہیں دیکھا۔

''اسے چوٹ لگ گئی تو؟''

''بچے جب بڑے ہونے لگیں تو انہیں ان کے حصے کی غلطیاں کرنے دینی چاہئیں۔ گرے گا نہیں تو اسے گرنے کی تکلیف کیسے معلوم ہوگی؟'' انہوں نے کہتے ہوئے ایک نظر گاؤ تکیے پہ رکھے موبائل کو دیکھا جس کی اسکرین پہ پانی کا قطرہ ابھی تک ٹھہرا تھا۔ اور واپس سبزی کاٹنے لگیں۔

وہ ابھی تک اپنے دھوپ سے سنہری ہوتے پیروں کو دیکھ رہی تھی۔ سانس ہنوز بے ترتیب تھا۔ تب ہی کانچ کے اسٹیل سے ٹکرانے کی آواز سنائی دی تو چونکی۔ گردن موڑ کے دیکھا۔

ستون کی اوٹ میں برآمدے کا جو حصہ دکھائی دے رہا تھا وہاں ایک ویٹر کھڑا جھک کے ایک میز پہ کافی رکھ رہا تھا۔ یہ میز اسے آدھی دکھائی دے رہی تھی۔ تب ہی اس نے سمجھا کہ خالی ہے۔ مگر... اس نے گردن کھینچی۔ نگاہ کا راستہ صاف ہوا۔ وہاں کوئی بیٹھا تھا۔

بجلی کی تیزی سے مالا نے پیر نیچے کیے۔ جوتے پہنے۔ اور ٹھیک سے بیٹھی۔ لباس کی نادیدہ شکنیں درست کیں۔ وہ یہاں بیٹھ کے ذاتی کالز اٹینڈ نہیں کرتی تھی۔ صرف اس صورت میں کرتی جب قریب میں کوئی نہ ہوتا۔ یونہی شرمندگی سی ہوئی۔ اس آدمی کو ساری آوازیں جاتی رہی ہوں گی۔

www.zemtime.com
ZEMTime
www.facebook.com/nemrahahmed.official

اور اس کی آواز بھی یہاں تک پہنچ رہی تھی۔ وہ چونکی۔ وہ آدمی ویٹر سے شکایتی لہجے میں کچھ کہہ رہا تھا۔

وہ تیزی سے اٹھی اور ستون کی اوٹ سے نکلی۔ پھر دو اسٹیپ چڑھ کے برآمدے میں آئی۔ یہاں چھاؤں تھی۔

اب اسے کونے والی میز پہ بیٹھا شخص صاف نظر آ رہا تھا۔ وہ ایک سوٹ میں ملبوس ادھیڑ عمر آدمی تھا جس کے بال براق سفید تھے۔

''یہ اوٹ ملک oat milk نہیں ہے۔'' وہ ٹانگ پہ ٹانگ جمائے کافی کا کپ واپس رکھتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

''سر یہ اوٹ ملک کی کافی ہی ہے۔'' ویٹر منمنایا۔

''سر میں مینیجر ہوں۔ کوئی ایشو ہے کیا؟'' وہ بہت شائستگی سے کہتے ہوئے ان کے سامنے آئی۔ ویٹر ادب سے دو قدم ایک طرف ہوا۔ سلور بالوں والے آدمی نے نگاہیں اٹھا کے اسے دیکھا۔ ان کا چہرہ ایسے تھا جیسے برف کا بنا ہو۔

''میں lactose intolerant ہوں۔ آپ کے ویٹر کو میں نے اپنی کیپچینو میں اوٹ ملک ڈالنے کی ہدایت کی تھی۔ لیکن اس نے میری کافی ڈیری ملک سے بنائی ہے۔''

(لیکٹوز انٹولرنٹ لوگ وہ ہوتے ہیں جو ڈیری ملک یا اس سے بنی چیزیں استعمال نہیں کر سکتے۔)

''لالک؟'' اس نے نگاہیں اٹھا کے لالک نامی ویٹر کو دیکھا۔ وہ خود باریستا بھی تھا اور بہت اچھی کافی بناتا تھا۔

''میں نے اوٹ ملک ہی ڈالا ہے۔'' اس نے بات دہرائی۔

''سر آپ مجھے دو منٹ دیں گے؟ میں آپ کی کافی دوبارہ بھجواتی ہوں۔'' رسماً مسکرا کے انہیں کہا۔ ساتھ ہی آنکھوں سے سے لالک کو اشارہ کیا۔ اس نے جلدی سے وہ کپ اٹھا لیا اور اس کے پیچھے چل دیا۔

''ایویں نخرے کر رہا ہے۔ یہ باہر سے آئے لوگ یہاں آ کے زیادہ نخرے شروع کر دیتے ہیں۔ میں نے اوٹ ملک سے ہی کافی بنائی تھی۔'' کچن میں آ کے لالک خفگی سے شروع ہو گیا۔ اس آدمی کے انگریزی لب و لہجے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ برطانیہ سے آیا ہے یا کافی عرصہ وہاں رہا ہے۔

مالا نے ایک نظر چھت کو دیکھا۔ پھر فریج کے دروازے کو۔ یہاں کیمرہ نہیں لگا تھا۔ یہ سی سی ٹی کا بلائنڈ سپاٹ تھا۔ کچھ دن پہلے فریج یہاں موو کیا گیا تھا۔ کسی نہ کسی وجہ سے کیمرہ لگنا رہ جاتا تھا۔

''تم نے اوٹ ملک ڈالا تھا؟'' اس کی آنکھوں میں دیکھ کے سختی سے پوچھا۔

''قسم لے لیں میں نے ڈالا تھا۔''

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrahahmed.official

''اس کا خالی ڈبا کہاں ہے؟''

''ڈبہ؟'' وہ اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔

''اس دن میری سالگرہ پہ سب پزا کھا رہے تھے سوائے تمہارے۔ تم نے کہا تمہیں پزا پسند نہیں ہے۔ لیکن میرا خیال ہے لالک، تم خود لیکٹوز انٹولرنٹ ہو۔ اور تم کسٹمرز کی کافی میں عام دودھ ڈالتے ہو اور اوٹ ملک اور کوکونٹ ملک کے کارٹن چھپا کے گھر لے جاتے ہو یا اپنی کافی میں استعمال کرتے ہو۔''

''نن نہیں میم....''

''ظہیر یہ دودھ بہت مہنگے امپورٹ کرواتا ہے، بہت کم لوگ ہیں جو ان کا تقاضا کرتے ہیں۔ یہ تمہارے اوپر یہ امانت ہوتے ہیں۔ اور تم نے مجھے ایک کسٹمر کے سامنے شرمندہ کروایا ہے۔ فی الحال میں اس معاملے کو فکس کر رہی ہوں۔ اس کے بعد تم میرے آفس میں آؤ گے۔ اور ہم اس بارے میں بات کریں گے۔''

تھوڑی دیر بعد وہ باہر آئی تو اس کے ساتھ لالک سر جھکائے کافی کا تازہ کپ پکڑے ہوئے تھا۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے آئے۔ اس نے کپ میز پہ رکھا تو مالا نے اسے جانے کا اشارہ کیا۔

سفید بالوں والے آدمی کا چہرہ سپاٹ تھا۔ جیسے برف ہو۔

''میں آپ سے معافی چاہتی ہوں۔ میرے باریستا کی غلطی تھی۔ اب آپ کو شکایت نہیں ہوگی، سر۔''

''آپ نے اپنے باریستا کو برطرف نہیں کیا؟'' انہوں نے بغور اس کا چہرہ دیکھا۔

''نہیں۔'' مالا کا لہجہ مطمئن تھا۔

عبدالمالک فرید نے کلائی پہ بندھی گھڑی دیکھی۔

''اس نے میرا بہت قیمتی وقت برباد کیا ہے۔ آپ کو اسے برطرف کر دینا چاہیے تھا۔''

''نہیں سر۔ ذرا سا لیکٹوز آپ کا کچھ خاص نہیں بگاڑ سکتا۔ لیکن اس کی برطرفی اس کی زندگی خراب کر سکتی ہے۔ نوکری کا چلے جانا کسی کی بھی زندگی خراب کر سکتا ہے۔ میں آپ کی shallow ego کی وجہ سے ایک غریب کو برطرف نہیں کر سکتی۔''

''shallow ego'' وہ مسکرائے۔ جیسے اس کی بات دلچسپ لگی ہو۔

''جی۔ لیکن غلطی ہماری ہے اور میں اس غلطی کا مداوا کرنا چاہتی ہوں۔''

''وہ کیسے؟'' وہ مسکرا رہے تھے البتہ آنکھیں برف تھیں۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

کشمالہ مبین نے ہلکے سے کندھے اچکائے۔

''کوئی دوسرا کسٹمر ہوتا تو میں اس کو ڈسکاؤنٹ واؤچر دے دیتی اور کافی کا بل نہ لیتی۔ لیکن آپ کو اس سب کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے شکایت ذرا سے پیسے بچانے کے لیے نہیں کی۔ نہ آپ کو لیکچوز سے اتنا فرق پڑتا ہوگا کیونکہ پاکستان میں بہت کم جگہوں پہ اوٹ ملک دستیاب ہوتا ہے۔ آپ کو اکثر جگہوں پہ ڈیری والی کافی پینی پڑتی ہوگی۔'' وہ مسکرائی۔ وہ اسی دلچسپی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

''پھر میں نے شکایت کیوں کی؟''

''کیونکہ آپ کی بات نہ مان کے آپ کی توہین کی گئی تھی۔ میں اس توہین کا مداوا کرنے کے لیے آپ کی کافی خود بنا کے لائی ہوں۔ اور میں کسی کے لیے کافی نہیں بنایا کرتی۔ ایک دفعہ پھر، میں آپ سے معذرت خواہ ہوں۔'' بولتے بولتے اس کا سانس پھول گیا تھا۔

ان کے برفیلے چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔ اور پھر معدوم ہوگئی۔ وہ اپنی میز کی طرف بڑھ گئی۔

''آپ ایک اچھی مینیجر ہیں۔ لیکن....'' انہوں نے دو انگلیوں سے کپ کا ہینڈل سے اٹھایا۔ پھر ایک گھونٹ بھرا۔

''لیکن؟'' وہ برآمدے کے اسٹیپ پہ تھی۔ پلٹ کے اچھنبے سے انہیں دیکھا۔

''لیکن آپ کو اپنے سانس پہ کنٹرول نہیں ہے۔''

''سوری، سر؟'' وہ بوگن ویلیا کے درخت کے ساتھ کھڑی تھی۔ اس کے سر کے اوپر گلابی ٹہنیاں لٹک رہی تھیں۔

''جانتی ہیں خوشی یا خوف میں سب سے پہلے کیا خراب ہوتا ہے؟'' ان کی نگاہیں اپنے کپ پہ جمی تھیں۔

''کیا؟''

''سانس۔''

اسی پل سورج کے سامنے سے بادل ہٹے۔ دھوپ نے بوگن ویلیا کی ٹہنیوں کے درمیان سے راستہ بنایا اور برآمدے کے فرش پہ اپنی چند شعائیں پھینکیں۔

''اگر انسان اپنے سانس کو قابو کرنا سیکھ لے تو وہ اپنا ذہن قابو کر سکتا ہے۔ ذہن قابو کر لے تو وہ ہر قسم کے حالات کو قابو کر سکتا ہے۔ سب کچھ سانس سے شروع اور سانس پہ ختم ہوتا ہے۔''

وہ اب سامنے دیکھتے ہوئے کافی کے گھونٹ بھر رہے تھے۔ جیسے خود سے بات کر رہے ہوں۔

مالا نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اور پلٹ کے نیچے اتر گئی۔ اب اس کا وجود دھوپ میں تھا۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

تھوڑی دیر بعد وہ اندر ہال میں عباس کے ساتھ کھڑی تھی۔شیشے کی دیوار کے پار برآمدہ دکھائی دے رہا تھا جہاں سفید بالوں والا شخص بیٹھا کافی پیتے ہوئے موبائل دیکھ رہا تھا۔

''یہ آدمی کون ہے؟''اس کی مشکوک نظریں ان پہ جمی تھیں۔

''بس اتنا معلوم ہے کہ لندن سے آیا ہے۔انویسٹمنٹ مینیجر ہیں۔مختلف ریستورانوں کا دورہ کر رہا ہے۔اسے غالباً اپنے لیے ایک ریستوران خریدنا ہے۔''

''سوال یہ ہے کہ اگر اسے ریستوران خریدنا ہے تو یہ اوشن میں کیا کر رہا ہے؟''

پہلو میں گری اس کی مٹھی بھنچ گئی۔نظریں اٹھا کے سیڑھیوں کی طرف دیکھا جہاں اوپر کہیں ظہیر کا آفس تھا۔سانس پھر سے چڑھنے لگا تھا۔

اسی پل فون بجنے لگا۔غیر شناسا نمبر۔بالآخر۔اس نے فون کان سے لگایا۔

''جی جی.....میں کشمالہ ہوں۔آپ نے کال ہی نہیں کیا۔''چھوٹتے ہی بے چینی سے پوچھا۔''آپ کے شوہر کی طبیعت کیسی ہے؟''

''طبیعت؟''وہ عورت روتے ہوئے چلائی۔''وہ مر گیا ہے۔تم نے میرا بندہ مار دیا ہے۔''

لمحے بھر کے لیے سارے دنیا تھم گئی۔اس کو لگا اس کا سانس جیسے بند ہو گیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قاسم فرید کے آفس میں اس وقت تناؤ کی سی کیفیت تھی۔ایک سرد سا تناؤ جو وہاں بیٹھے دونوں فریقین کے درمیان حائل تھا۔جو نظر نہیں آتا تھا لیکن گھٹن پیدا کر رہا تھا۔

کھڑکی میں رکھے اس کے باپ کے پودے عدم توجہی کے باعث سوکھ چکے تھے۔کمرے میں عود کی خوشبو پھیلی تھی جس میں سگار کی مہک بھی شامل تھی۔

''مجھے بلانے کے لیے شکریہ ماہر۔''

کوٹ ٹائی میں ملبوس شمس اس وقت ماہر کے سامنے بیٹھا تھا۔اس کے چہرے پہ مسکراہٹ تھی۔وہ البتہ نہیں مسکرا رہا تھا۔بس پتلیاں سکوڑے اس کو دیکھ رہا تھا۔جیسے اس کو اندر تک پڑھ رہا ہو۔

''ماں نے بتایا کہ تم ہلال اور ماں کے ساتھ پاکستان شفٹ ہونا چاہتے ہو۔''

شمس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

www.zemtime.com
ZEMTime
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''تم جانتے ہو میری جاب چلی گئی ہے۔ پاکستان میں میرے کزن نے ایک جاب آفر کی ہے۔ وہاں میری فیملی ہے۔ ان کے پاس چلا جاؤں گا۔ ہلال اور رابیل بھی وہیں رہیں گی جہاں میں رہوں گا۔'' اس کی چھوٹی چھوٹی چمک دار آنکھیں ماہر پہ جمی تھیں۔

اس نے بہت کچھ حلق سے نیچے اتارا۔ اسے ضبط کرنا تھا۔ ہلال کے لیے۔ ماں کے لیے۔

''ہاں اگر مجھے یہاں کوئی اچھی جاب مل جاتی تو شاید میں نہ جاتا۔'' اس نے شیو کھجائی۔ ماہر نے ایک نظر دیوار گیر بک شیلف کو دیکھا جہاں بہت سی کتابیں' فریم اور شیلڈز رکھی تھیں۔ ان میں ایک تصویر اس کے پاس کی بھی تھی۔ وہ ان کے پیچھے کھڑا' ان کے کندھے پہ ہاتھ رکھے ہوئے تھا۔ وہ دونوں کیمرے میں دیکھ کے مسکرا رہے تھے۔ اس نے واپس شمس کو دیکھا۔ اس کے باپ کے باڈی گارڈ کی نوکری سے شروع ہونے والا شمس الدین آج انہی کے آفس میں اس کے سامنے بیٹھا تھا۔

''اگر تمہیں یہیں کہیں جاب مل جائے تو نہیں جاؤ گے؟'' اس نے دراز کھولا اور ایک باکس نکالا۔

''ہاں۔ اگر تمہارے آس پاس کوئی جاب ہو تو میں یہیں رہ جاؤں گا۔''

''جاب بنائی جا سکتی ہے۔'' ماہر نے باکس سے ایک سگار نکالا۔ پھر میز پہ رکھا چاقو اٹھایا۔

''تمہارا شکریہ۔ میرے لیے اتنا سوچنے کا۔''

''سوال یہ ہے کہ...'' وہ چاقو سے سگار کاٹنے لگا۔ ''کیا تم میری بتائی گئی جاب قبول کر لو گے؟'' شمس کی نظریں اس کے ہاتھوں پہ جمی تھیں جو مہارت سے سگار کو چھیل رہے تھے۔

''شیور۔ کس قسم کی جاب ہے؟''

''فنانس ڈیپارٹمنٹ میں۔ ایک بہت اچھی سیلری اور انشورنسز کے ساتھ۔'' اس سگار انگلیوں میں دبایا اور لائٹر اٹھایا۔

''بہترین۔'' شمس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ آنکھیں چمکیں۔ بالآخر وہ قاسم فرید کی کمپنی میں داخل ہونے جا رہا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ کل صبح اس آدمی سے مل لو۔ یہ تمہیں ہائر کر لے گا۔''

اس نے ایک کارڈ شمس کی طرف بڑھایا۔ شمس نے مسکرا کے کارڈ اٹھایا۔ اگلے ہی لمحے اس کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ چونک کے ماہر کو دیکھا۔ وہ ٹیک لگائے بیٹھا' سگار سلگا رہا تھا۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''لیکن ماہر.... یہ تمہاری کمپنی تو نہیں ہے۔''

''میری کمپنی درمیان میں کہاں سے آ گئی؟ تمہیں مے فئیر میں جاب چاہیے تھی نا۔ میرے آس پاس۔'' اس کی آنکھوں میں دیکھ کے وہ پہلی دفعہ مسکرایا۔ ''ان کا آفس ہمارے قریب ہی ہے۔ پانچ منٹ کی واک پہ۔''

شمس کی مسکراہٹ اب غائب ہو چکی تھی۔ چند لمحے کے لیے اسے سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کیا کرے۔

''مجھے لگا...''

''تمہیں لگا کہ میں تمہیں اس کمپنی میں کام کرنے دوں گا جہاں ایک زمانے میں تم میرے باپ کی کار کا دروازہ کھولتے تھے۔ چچ چچ۔ تم مجھے ٹھیک سے سمجھے نہیں ہو شمس۔'' افسوس سے سر دائیں بائیں ہلایا۔ پھر سگار کا کش بھرا' بہت سادھواں لبوں سے نکلا۔ اس نے سگار جھٹکا اور آگے کو جھک کے شمس کی آنکھوں میں جھانکا۔ اس کی رنگت پھیکی پڑ چکی تھی۔

''ماہر فرید کو کوئی ایموشنلی بلیک میل نہیں کر سکتا۔ میں نے ہلال سے وعدہ کیا تھا تمہیں اپنے قریب جاب دلوانے کا۔ اپنا وعدہ پورا کر رہا ہوں۔ چاہو تو میری آفر قبول کرو۔ چاہو تو ماں اور ہلال کو لے کر پاکستان شفٹ ہو جاؤ۔ تمہاری مرضی۔'' اس نے واپس ٹیک لگا لی۔

شمس پھیکا سا مسکرایا۔

''مجھے منظور ہے۔ کم از کم میں تمہارے قریب رہوں گا۔'' پھر کرسی پہ رکھا ایک باکس اٹھایا جو وہ ساتھ لایا تھا۔

''تم مجھے پسند نہیں کرتے لیکن بہر حال میں تمہارے آفس کے لیے ایک تحفہ لایا تھا۔ اس کو اپنے آفس میں جگہ دو گے تو مجھے خوشی ہو گی۔''

اس نے باکس کا ڈھکن اٹھایا تو ماہر نے عدم دلچسپی سے دیکھا۔ وہ ایک شطرنج کے گھوڑے کی شکل کا بک ہولڈر تھا۔

''ہوں۔ شکریہ۔'' بے دلی سے کہا اور سگار ہونٹوں سے لگایا۔

''ہلال نے اسے پسند کیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ یہ تمہارے بک شیلف میں اچھا رہے گا۔ کیا میں اسے یہاں رکھ دوں۔''

اس گھوڑے کا رنگ سیاہ تھا۔ ماہر نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔

''شیور۔'' وہ ہلال کی پسند تھا۔ اور اگر نہ ہوتا.... تب بھی ایک گھوڑا اس کا کیا بگاڑ سکتا تھا؟

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اپنے آفس میں کھڑی تھی۔ میز پہ اپنے سامنے اس نے چند چیزیں اکٹھی کر رکھی تھیں۔ فائلز۔ ڈاکومنٹس۔ ایک پودا۔ چند فریمز۔

''مجھے ایک ایسا باکس لا کر دو جس میں یہ سب پورا آ جائے۔'' حیران سی کھڑی اپنی اسسٹنٹ صاعقہ کو حکم دیا۔ وہ سر ہلا کے باکس ڈھونڈنے چلی گئی۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ مالا میڈم صبح ہی صبح اپنا سامان کیوں اکٹھا کرنے لگ گئی ہیں۔

موبائل بجنے لگا تو مالا نے گہری سانس لینی چاہی لیکن تنفس پھر سے بے ترتیب ہونے لگا۔ وہ عورت باہر آ چکی تھی۔ اسے ایک مشکل ملاقات کرنی تھی۔ اس نے دیوار پہ لگے آئینے میں ایک دفعہ خود کو دیکھا۔ ماتھے پہ کٹے بال۔ اونچی کس کے بنائی پونی۔ کان' گردن اور ہاتھ کسی قسم کے زیور سے بے نیاز تھے۔ چہرے کی سرخ گلابی ایکنی چمک رہی تھی۔ پیروں میں ہائی ہیلز تھیں۔

وہ باہر آئی تو مین ہال میں بجتا میوزک ایک دم بدلا۔ ہیپی برتھ ڈے ٹو یو کی دھن سنائی دینے لگی۔ وہ چونکی۔ کونے میں کمپیوٹر پہ بیٹھا آپریٹر کی بورڈ پہ جھکا تھا۔ مالا کے ماتھے پہ بل پڑے۔ تیزی سے اس کی طرف لپکی۔

''مجھے یہ میوزک اب نہ سنائی دے۔'' اس کے سر پہ پہنچ کے وہ ایک دم غرائی۔ وہ گڑبڑا گیا۔

''سوری میم۔ میں پلے لسٹ چیک کر رہا تھا۔ اس دن آپ کی سالگرہ پہ یہ لگایا تھا تو خود ہی پلے ہو گیا۔''

''کہا نا۔ یہ میوزک مجھے اس ریستوران میں نہ سنائی دے۔ کچھ اور لگا لو۔'' بے اختیار اپنے ہاتھ دیکھے۔ آج وہ سرخ نہیں تھے۔ اس نے گہری سانس خارج کی۔

آج بھی برآمدے کے کونے والی میز پہ وہی صاحب بیٹھے تھے۔ لیپ ٹاپ سامنے رکھے' وہ اس پہ کچھ دیکھ رہے تھے۔ وہ ان سے نگاہ ملائے بغیر آگے آئی۔ برآمدے کے اسٹیپ اتر کے نیچے آئی تو دیکھا۔ اس کی میز سیاہ چادر میں وہی عورت بیٹھی تھی۔ مالا کو دیکھ کے وہ کھڑی نہیں ہوئی۔ بس اسے گھورے گئی۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

''عاصمہ بی۔ ہم اندر میرے آفس میں چل کے بات کرتے ہیں۔'' وہ نرمی سے کہتی ان کے قریب آئی۔

''مجھے اندر نہیں جانا۔ یہیں سب کے سامنے بات کرنی ہے۔'' وہ ایک دم پھنکاری۔

مالا نے گردن موڑ کے دیکھا۔ سوائے سفید بالوں والے آدمی کے' قریب میں کوئی نہ تھا۔ اس نے کرسی کھینچی۔

''ٹھیک ہے لیکن آرام سے بات کریں۔'' نرمی سے تنبیہہ کر کے وہ ان کے سامنے بیٹھی اور ٹانگ پہ ٹانگ

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

جمالی۔

''میں اس واقعے کے لیے بہت شرمندہ ہوں۔''

عورت نے اس کی معذرت کو نظر انداز کر کے نگاہیں گھما کے اطراف میں دیکھا۔

''تم تو کہہ رہی تھی تمہارے آفس میں آگ لگ گئی تھی۔ کدھر ہے آگ؟''

کشمالہ نے ناک کے ذریعے سانس اندر کھینچا۔ پھر دھیرے سے خارج کیا۔ تنفس قدرے بہتر ہوا۔

''میں بہت شرمندہ ہوں۔ آئی ایم سوسوری۔ میں ہر قسم کا مداوا کرنے پہ تیار ہوں۔''

''اب کیسا مداوا' بی بی؟ تم نے میرا بندہ مار دیا ہے۔'' وہ روتے ہوئے غصے سے بولی۔

بوگن ویلیا کے پھولوں میں ہوا سے سرسراہٹ ہوئی۔ پھر ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ عبدالمالک فرید نے لیپ ٹاپ سے نگاہیں اٹھا کے اس طرف دیکھا جہاں درخت کی چھاؤں میں وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھی تھیں۔ پھر انہوں نے واپس نگاہیں جھکا دیں۔

''عاصمہ بی...''

''اس کا خون بہت بہہ گیا تھا۔ کوئی اسے ہسپتال لے جانے کے لیے تیار نہ تھا۔ بڑی مشکل سے ہم ہسپتال پہنچے۔ وہاں جاتے ہی اس نے دم توڑ دیا۔ تم بڑے لوگ گاڑی چلاتے دائیں بائیں کیوں نہیں دیکھتے؟'' اس کے آنسو بہہ رہے تھے اور آواز کپکپا رہی تھی۔

کشمالہ مبین نے ایک گہری سانس اندر کھینچی۔ پھر اسے دھیرے سے خارج کیا۔ اب اس کو سانس نہیں چڑھ رہا تھا۔

''وہ کراسنگ نہیں تھی۔ وہ اچانک سے میرے سامنے آیا تھا۔ غالباً وہ خودکشی کرنے جا رہا تھا کیونکہ آپ اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے اسے روک رہی تھیں۔ ٹیکنکلی یہ میری غلطی نہیں تھی۔''

''یہ بات پولیس کے سامنے کہنا یا عدالت میں۔'' وہ دبا دبا سا غرائیں۔

''اگر آپ نے پولیس کے پاس جانے ہوتا تو آپ وہاں جاتیں۔ یہاں نہ آتیں۔ چاہیں تو مجھے لے جائیں پولیس کے سامنے۔ میں ڈرتی نہیں ہوں۔'' وہ ٹیک لگائے' ٹانگ پہ ٹانگ جمائے پرسکون سی بیٹھی تھی۔ ''لیکن میں پھر بھی آپ سے معافی مانگتی ہوں۔ مجھے اس کو خود ہسپتال لے جانا چاہیے تھا۔ انسانی جان ہر قسم کے کام سے اوپر ہوتی ہے۔'' چہرہ اٹھا کے ریستوران کی عمارت کو ایک نظر دیکھا۔

www.zemtime.com
ZEMTime
www.facebook.com/nemrahahmedofficial

''اب میں کیا کروں گی۔ وہ میرے بچوں کا واحد سہارا تھا۔ اس کی تنخواہ کے بغیر ہمارا گزارا کیسے ہوگا؟''

''میں کہہ رہی ہوں نا' میں آپ لوگوں کا خیال رکھوں گی۔ یہ کچھ رقم ہے۔'' اس نے پرس سے ایک چیک نکالا اور ان کے سامنے رکھا۔

''یہ رکھ لیں۔ دوبارہ بھی چاہیے ہوں تو میرا پتہ آپ کو معلوم ہے۔ میں آپ کو کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹاؤں گی۔'' وہ اسی نرمی سے کہہ رہی تھی۔ دھوپ سے اس کی آنکھیں سنہری لگ رہی تھیں۔

وہ عورت چیک چادر میں دبائے وہاں سے اٹھ کے چلی گئی۔ تو اس نے آنکھیں بند کیں۔ ایک سانس ناک سے کھینچی۔ اندر تک اس کو روک دیا۔ پھر ایک دو تین چار پانچ گنا۔ پھر اس کو لبوں سے خارج کر دیا۔ بہت سا بوجھ سینے سے ہٹ گیا۔

''وہ جھوٹ بول رہی تھی۔ اس کا شوہر نہیں مرا۔''

وہ لیپ ٹاپ پہ نظریں جمائے بولے تو مالا نے چونک کے انہیں دیکھا۔ پھر اداسی سے مسکرائی اور اٹھ کے برآمدے تک آئی۔

''آپ کو کیسے معلوم؟''

''اس کی آواز' آنکھیں' سب بتا رہی تھیں کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے۔ اداکاری کر رہی ہے۔'' انہوں نے نگاہیں اٹھا کے اسے دیکھا۔ ان کا چہرہ آج بھی برف جیسا تھا۔

''جانتی ہوں۔'' اس نے ہلکے سے شانے اچکائے۔ ''جب اس نے مجھے کال کی تو میں نے اس کے نمبر سے اس کے گھر کا ایڈریس نکلوا لیا۔ میری اسسٹنٹ اس کے محلے میں جا کے چیک بھی کر آئی تھی۔ اس کے شوہر کا زخم گہرا نہیں تھا۔ وہ ٹھیک ہے۔ اگر اسے کچھ ہوا ہوتا تو وہ مجھے اپنے گھر بلاتی۔ یہاں نہ آتی۔''

''پھر آپ نے اسے پیسے کیوں دیے؟''

''کیونکہ غلطی میری ہی تھی اور میں اپنی غلطیوں کی ذمہ داری لیا کرتی ہوں۔'' اس کا انداز سادہ تھا۔ ''مجھے اس کو خود ہسپتال لے جانا چاہیے تھا لیکن میں نہیں لے کر گئی۔ مجھے یہ ریستوران زیادہ عزیز تھا۔ اور سنا ہے آپ اس کو خریدنے کی بات کر رہے ہیں۔'' وہ ان کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

''کیا اس ریستوران کو بک نہیں جانا چاہیے؟ یہاں رش نہیں ہوتا۔''

''پھر آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟''

www.zemtime.com
ZEMTime
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''کیونکہ یہاں رش نہیں ہوتا۔''انہوں نے لیپ ٹاپ کی طرف اشارہ کیا۔''یہاں میں سکون سے اپنا کام کر سکتا ہوں۔''

''یہ ریستوران فار سیل نہیں ہے۔آپ کہیں اور جا کے ونڈو شاپنگ کریں سر۔''مسکرا کے سرد لہجے میں کہا اور واپس اپنی میز کی طرف چلی گئی۔اپنا لیپ ٹاپ کھولا تو دھوپ سے چمکتی اسکرین میں اپنا چہرہ دکھائی دیا جس پہ زمانے بھر کی خفگی تھی۔اور اضطراب بھی۔

(اگر اس آدمی نے اوشن خرید لیا تو؟) وہ عدم توجہی سے کام کر رہی تھی۔ذہن بہت سے مسئلوں میں الجھا تھا جب سلور بالوں والے آدمی کی میز سے آتی آوازوں نے اسے چونکایا۔

''اس ریستوران میں کیا برائی ہے؟''وہ اسی سپاٹ انداز میں پوچھ رہے تھے۔ان کی میز پہ کوئی اور بھی آ کے بیٹھ چکا تھا۔

''مجھے یہاں کام نہیں کرنا۔''جھنجھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔''اور مجھے تم لوگوں کے مشورے بھی نہیں چاہئیں۔مجھے معلوم ہے مجھے کیا کرنا ہے اور کہاں کرنا ہے۔''کہاں پہ زور دے کر بولا۔

''اس ریستوران میں کیا برائی ہے؟''انہوں نے تحمل سے سوال دہرایا۔کشمالہ مبین کے ماتھے پہ بل پڑے۔کان کھڑے ہو گئے۔اس کے ریستوران میں کیا برائی تھی؟ذرا وہ بھی تو سنے۔

''تم دونوں روبوٹس جان بوجھ کے میرے ساتھ یہ کر رہے ہو۔تم لوگ میرے اوپر بھروسہ ہی نہیں کرتے۔تمہیں لگتا ہے کہ میں پیسے ڈبو دوں گا۔''

''مجھے لگتا نہیں ہے۔یقین ہے۔''

مالا نے گردن ترچھی کر کے دیکھا۔

اس کے سامنے ایک نوجوان بیٹھا تھا جس کے گھنگھریالے بال پونی میں بندھے تھے۔کان میں بالی۔کلائیوں میں بہت سے بینڈز'انگلیوں میں سلور انگوٹھیاں۔گھٹنوں سے پھٹی جینز اور اوپر جیکٹ۔یہاں سے اس کا نیم رخ دکھائی دیتا تھا۔

(ہوں۔درست لگتا ہے۔)اس نے گردن واپس موڑی اور لیپ ٹاپ پہ جھکی۔

''یار پلیز میری بات سمجھو۔مجھے تمہارے ساتھ ہر روز ایک نئے ریستوران کا دورہ نہیں کرنا۔مجھے کچھ اور بنانا ہے۔''

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''کیا؟''

''بیکری۔ ایک بوتیک بیکری۔''

''بیکری کا کیا فائدہ؟'' انہوں نے ناک سے مکھی اڑائی۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ان کی گفتگو سنتے ہوئے ٹائپ کر رہی تھی۔

''کیونکہ بیکری میں کیکس بنتے ہیں اور کیک کے گرد ساری دنیا گھومتی ہے۔ کیکس خاندان کو جوڑتے ہیں۔ یہ اپنے آگے پیچھے ہر ایک کو اکٹھا کر لیتے ہیں۔ یہ ہر تہوار، ہر موقعے کی ضرورت ہیں۔ مجھے کیکس بنانے ہیں، یار۔ مجھے کیکس بنانے دو۔''

''بیکری۔'' اس نے چونک کے سر اٹھایا۔ ایک خیال ذہن کے پردے پہ لہرایا۔ پھر اس نے جلدی سے لیپ ٹاپ اٹھایا اور پچھلی گلی کی طرف بڑھ گئی جہاں سے ایک بیرونی زینہ اوپر آفس تک جاتا تھا۔

آفس ٹیبل پہ ایک سرمئی رنگ کا باکس رکھا تھا جس میں اس کی تمام چیزیں پوری آ چکی تھیں۔ ننھا سا پودا سب سے اوپر رکھا تھا۔

اس نے ایک لفافے میں بند استعفیٰ پودے کے ساتھ رکھا اور مسکرا کے گہرا سانس لیا۔ اسے معلوم تھا کہ اسے کیا کرنا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شمس ائیر فونز کانوں میں لگائے، سڑک کنارے چلتا جا رہا تھا۔ چہرے پہ جھنجلاہٹ تھی اور سردی سے ناک سرخ پڑ رہی تھی۔ دونوں ہاتھ کوٹ کی جیبوں کے اندر تھے۔

''ایک سال سے انتظار کر رہا ہوں، سرکار۔ اور کتنا انتظار کروں؟''

دوسری طرف نگینہ بیگم کی ہنسی گونجی۔

''تمہارا لالچ اور بے صبری۔ چچ۔''

اس نے مجھے کمپنی میں گھسنے تک نہیں دیا۔ اس کی آفر نہ مانتا تو بیوی کے سامنے برا بنتا۔'' وہ بری طرح سے پیچ و تاب کھا رہا تھا۔

''تم اس کمپنی میں ضرور گھسو گے اور ایک دن اس کے مالک بنو گے۔ طاقت ور عمل شروع ہونے میں وقت لیتا ہے۔''

www.zemtime.com
ZEMTime
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''ایک سال سے آپ وقت ہی لے رہی ہیں۔ عمل کب شروع ہو گا؟''

''عمل تو شروع ہو چکا۔ کیا تم نے وہ پتھر کا گھوڑا اس کے آفس میں رکھ دیا تھا۔''

''جی۔ ایسی جگہ پہ رکھا ہے کہ دن میں کئی دفعہ اس کی نگاہ پڑے۔'' وہ قدرے ٹھنڈا ہوا۔ ''لیکن اس سے کیا ہو گا؟ میری بھیجی گئی کھانے کی چیزیں وہ کبھی نہیں کھاتا کہ میں نے زہر نہ ملا دیا ہو۔''

''سارے جادو کھانے کی چیزوں میں نہیں ہوتے۔ اصل جادو آنکھ سے جسم میں داخل ہوتے ہیں۔''

وہ کہہ رہی تھیں اور وہ ٹھہر کے پوری عقیدت سے سن رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(اصل جادو آنکھ سے جسم میں داخل ہوتے ہیں۔)

کانفرنس روم کی دیوار پہ لگی بڑی اسکرین اس وقت روشن تھی۔ اس پہ کچھ اسکیچ ابھر رہے تھے۔ طویل میز کے گرد قطاروں میں لگی کرسیوں پہ بیٹھا افراد انہماک سے ان کو دیکھ رہے تھے۔ کچھ نوٹس لے رہے تھے۔ کچھ محض سر ہلاتے ہوئے ماہر کو سن رہے تھے۔

وہ سربراہی کرسی پہ بیٹھا' جھک کے ایک پین سے اسکرین پہ لکیریں کھینچ رہا تھا۔ اس کی اسکرین کا عکس دیوار پہ لگی ایل ای ڈی میں بڑا ہو کے دکھائی دے رہا تھا۔

اور یہ اسی وقت تھا جب اس کو اپنی گردن پہ کسی شے کی موجودگی کا احساس ہوا۔

جیسے کچھ رینگ رہا ہو۔

(نظر میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔ آنکھ روح کا دروازہ ہوتی ہے۔ یہ جو دیکھتی ہے اس کو روح میں اتار لیتی ہے۔)

ماہر کا ہاتھ تیزی سے گردن کے پیچھے گیا۔ کوئی کیڑا تھا شاید۔ وہ بات روک کے ایک دم اسے جھاڑنے لگا۔ وہ ہاتھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اس نے گردن دائیں جانب موڑی۔ ایک بچھو سفید شرٹ کے کالر پہ چلتا ہوا کندھے تک رینگ رہا تھا۔ وہ تیزی سے کھڑا ہوا اور زور سے کندھا جھاڑنے لگا۔ وہ اتر کے ہی نہیں دے رہا تھا۔ دفعتاً وہ کہنی تک

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrahahmed.official

گیا اور پھر غائب ہو گیا۔

''سر' آپ ٹھیک ہیں؟'' آواز پہ وہ چونکا۔ کانفرنس روم میں بیٹھے افراد تحیر سے اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ ایک دم سنبھلا۔

''کوئی چیز چبھ رہی تھی۔ اینی ویز...'' اس نے سلسلہ وہیں سے جوڑتے ہوئے گرافک ٹیبلیٹ پہ نظریں جھکائیں۔

شاید اس کا وہم تھا۔

(وہ ہر روز دن میں کئی دفعہ اس سحر زدہ مجسمے پہ نظر ڈالے گا۔ ہر نظر جادو کو اس کے جسم میں اتارتی جائے گی۔)

وہ کافی شاپ کی قطار میں کھڑا تھا۔ ایک ہاتھ میں رول ہوا اخبار تھامے' کوٹ میں ملبوس' آفس کے لیے تیار۔ بار بار کلائی کی گھڑی دیکھتا۔ وہ ذہن میں وہ ان تمام پوائنٹس کو دہرا رہا تھا جو ابھی آفس پہنچتے ہی اس نے پہلی میٹنگ میں اپنی ٹیم کے سامنے رکھنے تھے۔

دفعتاً کسی نے اسے پکارا۔

''ماہر...''

وہ چونک کے مڑا۔ دائیں بائیں دیکھا۔

وہاں کوئی اس کی طرف متوجہ نہ تھا۔ اس نے سر جھٹکا۔

آواز پھر سے سنائی دی۔

''ماہر...''

(جادو اس کے جسم میں اس حد تک داخل ہو جائے گا کہ اسے وہ نظر آنے لگے گا جو موجود نہ ہو۔ وہ سنائی دے گا جو کسی نے کہا نہ ہو۔)

''ماہر...'' یہ ایک بھاری مردانہ آواز تھی۔ وہ تیزی سے پلٹا۔ حیران نگاہیں اطراف میں دوڑائیں۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

کافی شاپ میں لوگ آ جا رہے تھے۔ گلاس ڈور کے باہر اسٹریٹ دکھائی دے رہی تھی۔ وہاں کوئی کھڑا دروازے سے چہرہ ٹکائے اندر جھانک رہا تھا۔ ایک چھوٹے قد کا بچہ جس کا سر گنجا اور چہرہ سیاہ تھا۔ اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں اور وہ مسکرا رہا تھا۔

''آپ کی باری آ گئی ہے۔'' کسی نے اس کے کندھے پہ دستک دی تو وہ چونکا۔ اس سے اگلا کسٹمر اپنی کافی لیے جا چکا تھا اور باریستا منتظر سی اس کو دیکھ رہی تھی۔ ماہر نے بے اختیار پلٹ کے دیکھا۔

گلاس ڈور کے پار اب کوئی نہیں تھا۔

(''اور اس سب سے کیا ہوگا؟''

''اس کو بہت ناز ہے نا کہ سب اس کا اعتبار کرتے ہیں۔ اب حالات بدل جائیں گے۔ کیونکہ سب سے پہلے اس کا خود اپنے اوپر سے اعتبار ختم ہوگا۔)

وہ اپنے بیڈروم میں سنگھار میز کے سامنے کھڑا ٹائی باندھ رہا تھا۔ دفعتاً تھوڑی اونچی کر کے دیکھا۔ شیو کے دوران گردن پہ کٹ لگ گیا تھا۔ ننھا سا کٹ۔ اس نے اس پہ انگلی رکھی۔ خون کا ایک قطرہ انگلی کے پورے کو چھو گیا۔ ماہر نے افسوس سے سر جھٹکا۔ اور سیدھا باتھ روم تک آیا۔ سنک کے نیچے ہاتھ کیے۔ پانی کی دھار انگلی پہ پڑی اور ایک دم وہ دھار شفاف پانی کی بجائے خون میں بدلتی گئی۔ سارا سنک سرخ خون سے بھر گیا۔

(پہلے وہ اس سب کو نظر انداز کرے گا۔ لیکن اس کے بعد وہ خوف میں مبتلا ہونے لگے گا۔ اور خوف ہمارا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔)

وہ جھٹکے سے پیچھے ہوا۔ خوف سے سامنے لگے آئینے میں دیکھا۔ اس کی گردن اور کالر پہ بے تحاشا خون لگا تھا۔ ساتھ ہی گردن میں زور کی تکلیف اٹھی۔ جیسے کوئی گہرا گھاؤ ہو۔ وہ تیزی سے آگے آیا اور نل کھول کے جلدی جلدی پانی چہرے پہ ڈالنے لگا۔ پھر نگاہ اٹھائی۔

آئینے میں اس کا عکس صاف تھا۔ کوئی خون' کوئی نشان نہ تھا۔ بس پانی سے اس کا چہرہ اور گریبان بھیگا ہوا تھا۔

www.zemtime.com
ZEMTime
www.facebook.com/memnraz.ahmed.official

اس کی رنگت سفید پڑنے لگی۔ دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ گردن کا درد اب ختم ہو چکا تھا۔

(خوف سحر کو پختہ کرتا ہے۔ جو جتنا ڈرتا ہے' اس پہ اتنی جلدی جادو اثر کرتا ہے۔)

یہ چھٹی کے دن کی ایک خوبصورت صبح تھی۔ وہ کلب کے لاؤنج میں صوفوں پہ بیٹھا تھا۔ گھٹنے پہ ایک کتاب رکھی تھی اور دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں سگار دبا تھا۔ وہ اسموکنگ زون تھی اور آس پاس بہت سے لوگ اسموکنگ کر رہے تھے۔ وہ انہماک سے مطالعے میں مصروف تھا جب ورق کے کونے پہ ننھی سیاہ ٹانگیں دکھائی دیں۔ پھر ایک بچھو رینگتا ہوا اوپر آیا۔ وہ ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا۔ کتاب جھاڑی۔ اپنے کپڑے جھاڑے۔

اب بچھو کہیں نہیں تھا۔ اس کا سانس پھولنے لگا۔ انگلیاں کپکپانے لگیں۔ اس نے دائیں بائیں دیکھا۔ لوگ اس کی طرف متوجہ تھے۔ اس نے کتاب رکھ دی۔ کسی سے نگاہ ملائے بغیر وہ وہاں سے آگے بڑھ گیا۔

(تم اس کمپنی میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے' شمس' جب تک وہ اس کا مالک ہے۔ ہمیں اسے وہاں سے نکالنا ہوگا۔)

عمارت کا اکثر حصہ تاریکی میں ڈوبا تھا۔ وہ اپنے آفس میں بیٹھا تھا۔ ورک ٹیبل پہ اپنے سامنے ایک ماڈل سجائے' وہ بہت دھیان سے اس کے ٹکڑے جوڑ رہا تھا جب دروازے کے چرچرانے کی آواز آئی۔ اس نے چونک کے رخ موڑا۔

آفس کا دروازہ دھیرے سے کھلا تھا اور کھلتا چلا گیا۔

''کون ہے؟'' اس نے پکارا۔ آواز میں چوکنا پن بھی تھا اور خوف بھی۔

دروازہ دھیرے سے واپس بند ہو گیا۔ وہ تیزی سے اٹھا اور جا کے دروازہ کھولا۔ انگلیوں میں ہلکی سی کپکپاہٹ تھی۔

باہر مین ہال میں اکا دکا بتیاں جل رہی تھیں۔ سب جا چکے تھے۔

وہ واپس اپنی میز تک آیا اور اسکرین روشن کی۔ پھر سی سی ٹی وی کیمروں کی ونڈو کھولی۔ وہاں اس کے آفس کا

www.facebook.com/nemrah.ahmed.official
ZEMTime
www.zemtime.com

منظر دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے چند منٹ پہلے کی فوٹیج ریوائنڈ کی۔

اس کا رواں رواں آنکھ بن کے اسکرین کی طرف متوجہ تھا۔ وہ بالآخر دیکھ لے گا کہ کون اسے یوں ڈرا رہا تھا۔ یقیناً یہ کوئی انسان ہے جو اس کو تنگ کر رہا ہے۔

فوٹیج میں ماہر فرید کام کرتا دکھائی دے رہا تھا۔ دروازہ بند تھا۔ یکدم اس نے دیکھا کہ وہ اٹھا ہے' جا کے دروازہ کھول کے باہر جھانکا ہے اور واپس میز تک آیا ہے۔

وہ سن رہ گیا۔ ششدر۔ ساکت۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اس نے خود دیکھا تھا۔ دروازہ کسی نے کھولا تھا۔ آواز آئی تھی۔ لیکن کیمرے جھوٹ نہیں بولتے۔ کیمرے کہہ رہے تھے کہ دروازہ بند ہی تھا۔ اسے وہم ہوا تھا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کیا ہو رہا تھا اس کے ساتھ؟'' اس نے اپنا سر ہاتھوں میں گرا لیا۔

بک شیلف پہ رکھا سیاہ گھوڑے کی شکل کا بک ہولڈر خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

(اور جو انسان خود پہ بھروسہ کرنا چھوڑ دے' اس پہ کوئی دوسرا بھروسہ نہیں کرتا۔''

نگینہ بیگم نے مسکرا کے وقفہ دیا۔

''ہلال کیسی ہے؟''

سڑک کنارے چلتے شمس کا سانس رک سا گیا۔ اس نے تھوک نگلا

''مجھ سے ہلال کے بارے نہ پوچھا کریں سرکار۔'' اس نے تلخی سے بات کاٹی۔ جواب میں ہلکی سی ہنسی گونجی۔ اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔ شمس کا چہرہ اب کے سفید پڑ رہا تھا۔)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ظہیر اپنے آفس میں بیٹھا' بہت سے کاموں میں الجھا ہوا تھا جب اس نے دھپ سے کچھ میز پہ رکھا۔ آواز سے وہ ایک دم چونکا۔ پرنٹ آؤٹس ہاتھ سے گر گئے۔ سر اٹھایا تو وہ سامنے کھڑی اس کو شکایتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

ظہیر نے پہلے تعجب سے اس کے تاثرات دیکھے اور پھر میز پہ رکھے باکس کو۔ چند فائلز' فریمز' ایک پودا اور سب سے اوپر ایک لفافہ جس پر جلی حروف میں استعفیٰ لکھا تھا۔

''یہ سب کیا ہے' مالا؟''

''میں استعفیٰ دینا چاہتی ہوں۔''

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''کیا؟'' وہ حیران ہوا۔ پرنٹ آؤٹ سمیٹ کے پرے رکھے اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''تم اوشن کو بیچ رہے ہو؟'' وہ مشکوک نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''تمہیں کس نے کہا؟''

''یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔ کیا تم اوشن کو بیچ رہے ہو؟'' اس نے دبی دبی آواز میں سوال تلخی سے غصے سے دہرایا۔ اس کی کٹے ہوئے بالوں میں چھپی پیشانی پہ بل وہ دیکھ سکتا تھا۔

''میں اوشن کو کیوں بیچوں گا؟''

''یہ بھی میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔''

ظہیر نے گہری سانس لی۔ پیچھے ہو کے بیٹھا اور کندھے اچکائے۔

''نہیں۔ ایک آدمی خریدنا چاہتا تھا لیکن پیچھے ہٹ گیا۔''

''یعنی تم اس کو بیچنے کے لیے تیار تھے؟''

''مجھے ڈیڈی کو پیسے لوٹانے ہیں اور اوشن اب تک نقصان میں جا رہا ہے۔ ہمیں کچھ ریٹرن نہیں آ رہا۔'' اس نے شیو کھجائی اور بات شروع کی۔ ''لیکن میں اس کو نہیں بیچ رہا۔''

''کیونکہ تمہارے پاس کوئی آفر نہیں ہے۔ آفر ہوتی تو بیچ دیتے۔ مگر یہ سوچا ہے کہ میں کہاں جاؤں گی؟ میں نے اس ریستوران کو ایک سال دیا ہے۔''

''اور وہ سال ضائع گیا ہے۔ ہم چاہیں تو ابھی بھی اس میس سے نکل سکتے ہیں۔ میں کچھ بونس دے کر سب کو فارغ کر سکتا ہوں۔'' وہ جیسے اب تھک چکا تھا۔ ''مزید وقت ضائع کرنے سے بہتر نہیں ہے کہ ہم اس سے نکل جائیں؟''

''اگر تم نے اوشن کو بیچنا ہے تو ابھی فیصلہ کرو۔ میں استعفیٰ دے دیتی ہوں۔'' اس نے لفافہ باکس سے نکال کے سامنے رکھا۔

''ابھی فوراً تو نہیں...'' وہ گڑبڑا گیا۔ پھر لہجہ بدلا۔ ''دیکھو ہم کچھ عرصہ اس کو چلا کے دیکھ لیتے ہیں۔ اگر...''

''نہیں ظہیر۔ میں اپنا کیریئر مفروضوں پہ نہیں بنا سکتی۔ میرا ایک سال پہلے ہی ضائع ہو چکا ہے۔ تم میرا استعفیٰ قبول کر کے میرا مزید وقت ضائع نہ کرواؤ۔ یا پھر تم اوشن کو بیچنے کا خیال ذہن سے نکال دو اور مجھے اس کو چلانے دو۔''

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrahahmed.official

ظہیر نے ایک نظر اس کے باکس کو دیکھا۔

''کیا تمہیں واقعی لگتا ہے کہ اوشن کامیاب ہوگا؟''

''اوشن ضرور کامیاب ہوگا اگر تم اس کو وقت دو۔ ہر بزنس کو سیٹ ہونے میں وقت لگتا ہے۔'' اس کا لہجہ نرم ہوگیا۔ ''اگر اس وقت تم اس کو بیچ دیتے ہو تو سمجھو ہمارا ایک سال ضائع گیا۔ میں اپنا سال ضائع نہیں ہونے دوں گی۔ میں اس کو کامیاب بناؤں گی۔ لیکن تم مجھ سے پوچھے بغیر اس کو نہیں بیچو گے۔''

''نہیں بیچوں گا یار۔ تمہیں مجھ پہ اعتبار نہیں ہے۔'' ظہیر نے آواز نرم کر کے بہت اپنائیت سے اسے دیکھا۔ ''ہم لوگ اب تک ایک فیملی کی طرح کام کرتے آئے ہیں۔ میں کیوں تمہیں بتائے بغیر ریستوران بیچوں گا؟ ہرگز نہیں۔ کانٹرکٹ سائن کروالو بے شک۔ لیکن کاغذ کی وہ حیثیت نہیں ہے جو میرے الفاظ کی ہے۔''

''کانٹرکٹ کرنا ہوتا تو کر چکے ہوتے۔'' اس کا لہجہ شکایتی تھا البتہ پیشانی کے بل نرم پڑ چکے تھے۔ ''فی الحال مجھ پہ بھروسہ کر کے دیکھو۔ مجھے ایک سال دو۔ میں نہ صرف اس ریستوران کو کامیاب کر کے دکھاؤں گی بلکہ ہم ایک سال بعد expansion کر رہے ہوں گے۔''

''expansion?'' ظہیر نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔ ''کیسے؟''

''بیکری سے۔ ہم ریستوران میں ایک بوتیک بیکری کا اضافہ کریں گے۔ کیونکہ کیکس خاندانوں کو جوڑتے ہیں۔ لوگوں کو اپنے گرد اکٹھا کر لیتے ہیں۔''

''بہت دلچسپ۔'' وہ مسکرایا۔

''میں اپنا استعفیٰ واپس لے رہی ہوں لیکن اس وعدے پہ کہ تم اوشن کو نہیں بیچو گے اور مجھے ایک نئے بزنس پلان پہ کام کرنے دو گے۔ اگلے سال ہم بیکری بنائیں گے۔''

''میم یہ باکس پھینک دوں؟'' صاعقہ اس کی چیزیں واپس میز پہ سیٹ کر چکی تو خالی باکس کو دیکھ کے سوال پوچھا۔ وہ اپنی کرسی پہ بیٹھی کسی سوچ میں گم دکھائی دیتی تھی۔

''نہیں۔ اس کو میری کیبنٹ میں رکھ دو۔''

''اب تو آپ استعفیٰ نہیں دے رہیں۔ اب اس کی کیا ضرورت؟'' وہ حیران ہوئی۔

مالا نے ایک خاموش نظر اس پہ ڈالی۔ سرمئی باکس بھی اس کو خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔

''ہونا چاہیے۔ باکس ہمیشہ ساتھ ہونا چاہیے۔'' وہ زیر لب بڑبڑائی۔ یہ وہ لمحہ تھا جب کشمالہ مبین کو احساس ہو چکا

www.zemtime.com
ZEMTime
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

تھا کہ ایک دن ظہیر اس کو بتائے بغیر اوشن بیچ دے گا اور اسے اپنا سامان اسی باکس میں ڈال کے یہ جاب چھوڑنی پڑے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لونگ روم کے وسط میں رکھی سینٹر ٹیبل پہ وہی کینڈل رکھی تھی جو اس روز ماہر نے اسے دی تھی۔ ہلال کہنیاں میز پہ بچھائے خفگی سے اس کینڈل کو دیکھ رہی تھی۔ شمس پیچھے صوفے پہ براجمان مسکراتے ہوئے موبائل پہ لگا تھا۔ دفعتاً اس نے سر اٹھایا اور محظوظ سے انداز میں رابیل کو مخاطب کیا جو اسی وقت کچن سے کافی کا مگ اٹھائے آتی دکھائی دے رہی تھیں۔

''ماہر آج کل کچھ اپ سیٹ لگ رہا ہے۔''

''تمہیں کیسے معلوم؟''

''ہلال کو آج اس کے آفس سے لینے گیا تو دیکھا۔ چڑچڑا سا۔ جیسے خوفزدہ ہو۔'' اس نے مسکراہٹ دبا کے بظاہر چہرے پہ حیرت طاری کر لی۔

''کام کا اسٹریس ہو گا شاید۔'' رابیل کے چہرے پہ ابھرنے والی حیرت اصلی تھی۔ اور پھر وہ فکرمندی میں بدل گئی۔

''میں اس سے ملنے جاؤں گی۔''

''تمہیں بتائے گا وہ؟ ہونہہ۔'' شمس ہلکے سے ہنسا اور اٹھ گیا۔ اس کے انداز میں استہزاء تھا۔ رابیل چپ ہو گئیں۔ سر جھکا لیا۔ پھر ایک دم چونکیں۔ ہلال مڑ کے انہیں دیکھ رہی تھی۔ اس کے گھنگھریالے بال کمر پہ پھیلے تھے۔ اور آنکھوں میں اچنبھا تھا۔

''ماہر بھائی کو کیا ہوا؟''

''کچھ نہیں۔ دکھاؤ یہ کیا ہے؟'' انہوں نے جلدی سے مسکرا کے تاثرات تبدیل کیے۔ ہلال کا چہرہ قدرے بجھ گیا۔

''ماہر بھائی ہمیشہ مجھے کینڈل گفٹ کرتا ہے۔ مجھے نہیں چاہیے ہیں اتنی ساری کینڈلز۔'' وہ خفا خفا سی تھی۔ رابیل مسکرا دیں۔

''پھر تمہیں کیا چاہیے؟''

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

ہلال کی آنکھوں میں ایک چمک سی عود آئی۔

''نیل پالشز۔ڈولز۔چاکلیٹس۔یونی کورن۔لاکٹ۔رنگز۔بینگلز۔''وہ ایک ہی سانس میں انگلیوں پہ گنتی جا رہی تھی اور وہ مسکراہٹ دبائے اسے دیکھے گئیں۔

''لیکن ماہر بھائی مجھے صرف کینڈلز دیتا ہے۔میں کیا کروں ان کا؟''

''مجھے دکھاؤ۔''انہوں نے ہاتھ بڑھایا اور مگ پرے رکھ دیا۔ہلال نے بجھے دل کے ساتھ کینڈل ان کی طرف بڑھائی۔

انہوں نے ڈھکن کھولا تو موم کی خوشبو بنا چاپ کے باہر نکلی اور پھیلتی چلی گئی۔

رابیل نے ایک نظر اسے دیکھا اور دوسری نظر جار میں جمی موم کو جس کے اندر تین سیاہ دھاگے فاصلے فاصلے پہ لگے تھے۔

''کیا تم اب تک نہیں سمجھی ہو کہ وہ تمہیں صرف کینڈلز کیوں دیتا ہے؟''

ہلال کی آنکھیں ایک دم چمکیں۔اس نے چونک کے ان کو دیکھا۔

''اوہ...''اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلنے لگے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حالیہ دن۔

زیاد کے والدین کا لاہور میں واقع گھر قدرے پرانے طرز بنا بنگلہ تھا جس کو مرمت وغیرہ کروا کے کافی حد تک مین ٹین رکھا گیا تھا۔وہ کار سے باہر نکلی اور ایک نظر اس بنگلے پہ ڈالی تو ایک عجیب پراسراریت کا احساس ہوا۔کچھ تھا وہاں جو عام گھروں سے مختلف تھا۔

نگینہ بیگم نے اسے بہت محبت سے گھر بلایا تھا۔زیاد اسلام آباد گیا ہوا تھا اور وہ چاہتی تھیں کہ مالا ان کے ساتھ تھوڑی ہیلپ کروا دے۔نگینہ آنٹی ویسے بھی اتنی شفیق اور محبت کرنے والی تھیں کہ وہ ان کو ناں نہیں کہہ سکتی تھی' گو کہ زیاد سے اسکی بول چال بند تھی۔

اس گھر میں عجیب سی خاموشی تھی۔پرندوں کی آوازیں تک نہ تھیں۔وہ پہلے ایک ہی دفعہ یہاں آئی تھی وہ بھی باہر باہر سے چلی گئی تھی۔پہلی بار اندر آ رہی تھی۔کچھ عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

لان خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہاں درخت نہیں تھے نہ پودے۔ اس نے غور کیا تو احساس ہوا کہ گھاس بھی مصنوعی تھا۔ کوئی گملہ تک نہ تھا۔ صرف ایک درخت تھا جو سوکھ گیا تھا۔ جیسے کچھ تھا فضا میں جو اسے پھلنے پھولنے نہیں دیتا تھا۔

ظاہر ہے۔ وہ لوگ دبئی چلے جاتے ہیں۔ نگینہ بیگم مہینے میں ایک چکر لگاتی ہیں۔ ایسے میں پودوں کا خیال کون رکھے گا۔ بات سمجھ میں آنے والی تھی۔

اس نے لکڑی کے مین ڈور پہ ہاتھ رکھا ہی تھا کہ وہ ایک دم کھل گیا۔ وہ ڈر کے دو قدم پیچھے ہٹی۔

سامنے سیاہ فام سی بنگالی ملازمہ کھڑی تھی۔ اس کی گھورتی ہوئی نظریں اس کے وجود کے آر پار ہوئیں۔

''بی بی آپ کی منتظر ہیں۔'' وہ اس کو عجیب سی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ کچھ تھا اس کی نظروں میں جو کشمالہ مبین کو غیر آرام دہ کرنے لگا۔ البتہ وہ عادتاً مسکرا دی۔

اندر آئی تو دیکھا لاؤنج میں تاریکی سی تھی۔ بتیاں بہت مدھم تھیں۔ اور کھڑکیوں کے آگے بھاری پردے تھے جنہوں نے روشنی کا ہر راستہ روک رکھا تھا۔ نگینہ آنٹی لاؤنج کے تخت پہ بیٹھی تھیں۔ بیمار نحیف۔ ہمیشہ کی طرح باوقار سا سفید لباس پہنے۔ سر پہ سفید شال اوڑھے۔ ان کے قریب ہیٹر جل رہا تھا۔ شاید انورٹر بھی آن تھا کیونکہ وہ گھر اندر سے بہت گرم تھا۔ جیسے دہک رہا ہو۔

''مجھے بہت خوشی ہوئی کہ میری بیٹی میرے گھر آئی ہے۔'' وہ بدقت اٹھ کے اس سے ملیں۔ وہ مسکرا دی اور ان کے پاس وہیں تخت پہ بیٹھ گئی۔ پھر دائیں بائیں دیکھا۔

''آپ نے لائٹس نہیں جلا رکھیں'' آج باہر دھند نہیں تھی۔ میٹھی سی دھوپ نکلی تھی۔ لیکن اس گھر کے اندر نیم تاریک سا ماحول تھا۔ اندھیرا اور گرمائش۔

''جلا رکھی ہیں۔ مجھے ایسے ہی پسند ہے۔'' وہ گاؤ تکیے کے سہارے بیٹھے بیٹھے مسکرائیں۔ وہ بھی مسکرا دی۔ البتہ کچھ تھا جو اسے غیر آرام دہ کر گیا تھا۔ شاید اسے ماں کی طرح روشنی کی عادت تھی۔ گھروں کو روشن اور ہوادار رکھنا۔ کھڑکیاں کھولنا۔ اور پودے۔ وہ چونکی۔ یہاں اندر بھی پودے نہیں تھے۔ اچھا خیر۔ اسے کیا۔

''زیاد سے بات ہوئی۔ اسے بتایا کہ آج کشمالہ آ رہی ہے تو اندازہ ہوا کہ اسے معلوم نہیں۔'' انہوں نے نرمی سے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ ''کیا کوئی لڑائی ہوئی ہے تم دونوں کی؟''

''نہیں تو۔'' وہ سنبھل کے مسکرائی۔ ہر نئے کپل کی طرح یہ اس کا ڈیفنس میکنزم تھا۔ کوئی دوسرا نہ جان پائے کہ

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

دونوں کے درمیان کیا چل رہا ہے۔

''اس نے بھی یہی کہا۔'' وہ دھیرے سے مسکرائیں۔ پھر اس کے دونوں ہاتھ اپنے بوڑھے ہاتھوں میں تھامے۔ کشمالہ نے ان کے ہاتھوں کو دیکھا۔ انہوں نے چاندی کی انگوٹھی پہن رکھی تھی جو پلین تھی۔ سادہ۔ بالکل سادہ۔

''زیاد کو سبرینہ.. اس کی پہلی منگیتر... کی موت نے بہت ڈپریسڈ کر دیا تھا۔ اس کا تو جیسے دل ہی ٹوٹ گیا۔ بہت عرصے بعد وہ سنبھلا ہے اور زندگی کی طرف واپس آیا ہے۔ وہ بھی تمہاری وجہ سے' کشمالہ۔'' وہ اسے دیکھتے ہوئے بہت اپنائیت سے کہہ رہی تھیں۔ مالا نے سنتے ہوئے سر ہلایا۔ اسے احساس ہوا کہ اندرانی نامی ملازمہ تخت کے کنارے پہ آ کھڑی ہوئی ہے اور اسے گھور رہی ہے۔

''صرف تمہاری وجہ سے اس کی زندگی کی رونق واپس آئی ہے۔ محبت یہ ہوتی ہے۔ جو ٹوٹے دل کو جوڑ دے۔ ایک اچھی عورت اپنی محبت سے اپنے شوہر کے دل کو جوڑ سکتی ہے۔ اس کو اس کے سب مسئلوں سے نکال سکتی ہے۔ اپنی محبت سے اس کی ذات کی ہر کمی کو پورا کر سکتی ہے۔''

اس نے پھر سر اثبات میں ہلا دیا۔ اس کا ہاتھ ابھی تک ان کے ہاتھوں میں تھا۔

''زیاد کی بھی کچھ بری عادات ہیں۔ غصے کا تیز ہے۔ کبھی کبھی تلخ ہو جاتا ہے لیکن دل کا بہت اچھا ہے۔ لیکن تم دیکھنا۔ شادی ہوتے ہی وہ اپنی اس کمی پہ بھی قابو پا لے گا۔ سمجھدار عورت بہت صبر سے اپنے شوہر کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لیتی ہے۔''

کچھ غیر آرام دہ سا اندر سر اٹھانے لگا۔ اس نے لب کھولے۔ الفاظ ذہن میں جمع ہوئے۔ کیا عورت یہ سب کر سکتی ہے؟ کیا وہ کوئی بری عادات کے چھڑوانے کا اسکول ہے؟ لیکن وہ کہے جا رہی تھیں۔

''شروع شروع میں لڑکیوں کو ذرا صبر کرنا پڑتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے مسئلوں کو اگنور کرنا پڑتا ہے اور پھر آگے بڑے بڑے سکھ مقدر کا حصہ بنتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ تم بھی اپنی سمجھداری سے زیاد کو ہینڈل کر لو گی۔''

اس کے سارے اعتراض دم توڑ گئے۔ وہ درست کہہ رہی تھیں۔ عورت کو ہی گھر بنانا ہوتا ہے۔ عورت کو ہی گھر کو سنبھالنا ہوتا ہے۔ اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور نرمی سے مسکرائی۔

''میں سمجھ گئی ہوں۔'' ذہن نے ایک ریمائنڈر اپنے اندر محفوظ کیا۔ آج وہ زیاد کے میسج کا جواب دے گی۔ اسے اب ناراضی ختم کر دینی چاہیے۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

اندرانی ابھی تک وہیں کھڑی اسے دیکھے جا رہی تھی۔

''میرے ساتھ اس کے کچھ ڈاکومنٹس سنبھال دو۔ اندرانی کی سمجھ میں نہیں آتے۔ میرے اندر اتنی ہمت نہیں ہے۔ جو چیز فالتو ہے اسے ہم پھینک دیں گے۔ اور کام کی چیز رکھ لیں گے۔''

بنگالی ملازمہ نے سہارا دے کر انہیں وہیل چیئر پہ بٹھایا اور وہ دونوں اب ایک لائبریری نما کمرے میں آ گئے۔ یہ زیاد سلطان کا اسٹڈی روم تھا۔ کتابوں کے دیوار گیر شیلف۔ فائلز کے ڈھیر۔

''زیاد دبئی میں اکیلا رہتا ہے۔ لیکن شادی کے بعد تم دونوں ہمارے ساتھ رہو گے۔ تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں؟'' بنگالی عورت خاموشی سے اس کو کاغذات پکڑا رہی تھی جنہیں وہ الگ الگ کیے جا رہی تھی جب نگینہ بیگم نے ایک دم سوال کیا۔

''ہرگز نہیں۔ بلکہ ہمیں تو آپ کے ساتھ ہی رہنا چاہیے۔ ورنہ آپ کا خیال کون رکھے گا۔'' اس نے مسکراتے ہوئے ایک فائل کو کھول کے سرسری سا دیکھا۔ ''یہ کام کی ہے۔ پلاٹ کے کاغذات ہیں۔ اس کو اس طرف رکھ دیں بوا۔''

بنگالی عورت نے ایک خاموش گھورتی نظر اس پہ ڈالی اور فائل ایک ڈھیر میں رکھ دی۔ پھر اس نے ایک دوسری فائل اسے تھمائی۔ اور ایک نگینہ بیگم کو۔

''زیاد کو اکثر ڈاکومنٹس کا مسئلہ ہوتا رہتا ہے۔ میں چاہتی ہوں وہ تمام اہم ڈاکومنٹس اپنے ساتھ دبئی لے جائے۔ اب میری صحت ایسی نہیں رہی کہ بار بار پاکستان آ سکوں۔'' وہ کپکپاتے ہاتھوں سے ایک فائل کھولے اب عینک سے پڑھ رہی تھیں۔

وہ جواب میں کچھ کہنے لگی۔ تب ہی ایک دم رکی۔ جس فائل کو اس نے اب کھولا تھا اس کے اندر چند کاغذات لگے تھے۔ سب سے اوپر ایک تصویر تھی۔ کسی لڑکی کی جس نے بالوں کی اونچی پونی باندھ رکھی تھی۔ اور اس کی آنکھ کے نیچے تل کا نشان تھا۔

اس نے دو انگلیوں سے تصویر نکال کے پلٹائی۔ سبرینہ۔

اس کے اعصاب تن گئے۔ ایک ناپسندیدہ سا احساس اپنی لپیٹ میں لینے لگا۔

''یہ فائل کہاں سے آ گئی؟'' نگینہ بیگم نے بہت حیرت سے اسے دیکھا۔ ''میں تو سمجھی تھی کہ اسے عرصہ پہلے پھینک چکی ہوں۔'' انہوں نے ماتھے کو چھوا۔ پھر کھانسیں۔ بنگالی عورت خاموشی سے مالا کو دیکھ رہی تھی جس کی نظریں

www.zemtime.com
ZEMTime
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

فائل پہ جھکی تھیں۔

''یہ کس چیز کے کاغذات ہیں؟''

''یہ سبرینہ کی موت کے بعد اس کی فیملی نے ہمیں دیے تھے۔ دیکھ لو کوئی عدالتی کاغذ ہیں شاید۔'' انہوں نے لاعلمی ظاہر کر دی۔

مالا کی نظریں کاغذ پہ دوڑ گئیں۔

وہ ایک injunction آرڈر (دور رہنے کا عدالتی حکم نامہ) تھا جو سبرینہ کی بہن اور ماں باپ نے عدالت سے حاصل کیا تھا۔

ایک ماہر علی فرید کے خلاف۔

ساری دنیا تھم گئی۔ اس کی پلکیں ساکت تھیں۔

ان الفاظ کی سیاہی ان مٹ تھی۔

ساتھ ہی ایک N16A فارم کی کاپی بھی لگی تھی جسے پُر کر کے انہوں نے عدالت میں جمع کروا کے یہ حکم نامہ حاصل کیا تھا۔

''ماہر علی فرید۔'' لب بڑبڑائے۔ اس نے چونک کے انہیں دیکھا۔

''سبرینہ کے والدین نے اس آدمی کے خلاف انجنکشن لی تھی؟''

''ارے میں نے تمہیں بتایا تھا نا پہلے بھی۔ جب سبرینہ کی موت ہوئی تو...'' انہوں نے عینک اتاری اور اسے فولڈ کرنے لگیں۔ ''اس ایکسیڈنٹ میں ایک امیر بوڑھا بھی مارا گیا تھا۔ اس کا ایک نفسیاتی سا بیٹا تھا۔ کچھ عرصہ کسی نفسیاتی امراض کے ہسپتال میں بھی رہا تھا۔ اندرانی میری چائے لے آؤ۔'' ساتھ ہی ملازمہ کو عام سے انداز میں اشارہ کیا۔

''صبح سے چائے نہیں پی۔ سر میں درد ہو رہا ہے۔'' پھر اس کا چہرہ دیکھ کے ماتھے کو چھوا۔

''میں بھی دیکھو بات درمیان میں بھول جاتی ہوں۔ کیا کہہ رہی تھی میں؟''

وہ سانس روکے انہیں دیکھ رہی تھی۔

''وہ جو نفسیاتی آدمی تھا نا ... پتہ نہیں کیا نام تھا۔ خیر... فائل میں درج ہوگا....''

(ماہر علی فرید) اس کے لبوں نے بنا آواز کے حرکت کی۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''وہ آدمی سبرینہ کے پیچھے پڑا تھا۔ کہتے ہیں ایکسیڈنٹ بھی اسی نے کروایا تھا اپنے سوتیلے باپ کو مارنے کے لیے۔ وہ کئی برس سے اپنے باپ کو قتل کرنے کی دھمکیاں بھی دیتا آیا تھا۔ سبرینہ کی موت کے بعد وہ اس کی فیملی کے پیچھے پڑ گیا۔ ان کا تعاقب کرنا۔ ان کو ہراس کرنا۔ وہ لوگ اس سے سخت خوفزدہ تھے۔ اس لیے عدالت چلے گئے۔ اور یوں عدالت نے اس کے خلاف نوٹس دیا۔ تب بھی اس نے ان کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ بالآخر انہوں نے ملک ہی چھوڑ دیا۔''

''زیاد... زیاد کو معلوم ہے یہ؟'' اس کی آواز ہلکی تھی اور نظریں اس آرڈر پہ جمی تھیں۔

''ہاں۔ لیکن میں نے زیاد کو خود ہی روک دیا ان لوگوں کے مسئلوں میں پڑنے سے۔ ہمیں سبرینہ عزیز تھی۔ لیکن اس کی موت کے بعد میں تو ڈر گئی۔ میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ اور ایسے نفسیاتی انسان کا بھروسہ نہیں ہوتا۔ مجھے ڈر تھا کہ وہ میرے بیٹے کے پیچھے نہ پڑ جائے یا اس کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے۔''

''کس نے مارا تھا اس کے باپ کو؟ کیا کبھی معلوم ہو سکا؟''

''نہیں بیٹا۔ ہم نے اس کیس کے بارے میں خبر رکھنا چھوڑ دی تھی۔ اس فائل کو بھی پھینک دو' کشمالہ۔ زیاد دیکھے گا تو اس کا دل برا ہو گا۔''

لیکن اس نے فائل نہیں پھینکی۔ آہستہ سے اسے گھٹنے کے قریب رکھ لیا۔ اس کا چہرہ بالکل سفید تھا۔ اور آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں۔

(وہ سبرینہ کے پیچھے پڑا تھا۔ مجھے ڈر تھا کہ وہ میرے بیٹے کے پیچھے نہ پڑ جائے۔)

ایک فقرہ بار بار ذہن پہ دستک دے رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کبیرہ سادان کے آفس میں اس وقت بیربل فرید منہ پھلائے بیٹھا تھا۔ گاہے بگاہے وہ اپنے بھائی کو بھی گھور لیتا جو اپنا اور اپنے کام کا تعارف کروا رہا تھا۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ بیٹھے تھے اور میز کی دوسری طرف کبیرہ بیگم بیٹھی تھیں۔

''ان کا تعارف نہیں کروایا۔'' انہوں نے مسکرا کے بیربل کو دیکھا۔

''میں...'' بیربل نے لب کھولے جب...

''یہ میرا نرس ہے۔ کیئر ٹیکر نرس۔''

بیربل کا منہ کھل گیا۔ بے یقینی سے اسے دیکھا جو اس کی طرف متوجہ نہ تھا۔ پھر خفگی سے لب بھینچے اور پیچھے ہو کے

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

سینے پہ بازو لپیٹ لیے۔

''اچھا لگا آپ سے مل کے ماہر۔ بتائیے میں آپ کے لیے کیا کر سکتی ہوں؟'' انہوں نے کھنکھار کے بالآخر اس کی آمد کا مدعا پوچھا۔ ساتھ ہی وہ مسلسل گردن میں جھولتی سنہری زنجیر کو انگلی پہ لپیٹ رہی تھیں۔

''میں آپ کے پاس بزنس کے لیے نہیں آیا۔ کچھ پوچھنے آیا ہوں۔ آپ کی ذاتی زندگی کے بارے میں۔''

''مثلاً؟'' کبیرہ کے چہرے پہ تحیر ابھرا۔ قدرے پیچھے ہو کے بیٹھیں۔ پانی کا گلاس اٹھا کے لبوں سے لگایا۔

''پیٹر مسیح یاد ہے آپ کو؟''

کبیرہ نے آہستہ سے گلاس نیچے رکھا۔ ٹشو پیپر ڈبے سے نکالا اور گلاس سے ہاتھوں پہ لگنے والی نمی صاف کی۔

''کون پیٹر مسیح؟''

ماہر فرید دھیرے سے مسکرایا۔ ''میں آپ کو جج نہیں کروں گا۔ میں جانتا ہوں کہ آپ پیٹر مسیح کی کلائنٹ رہی ہیں۔ میں یہ بات کئی ماہ سے جانتا ہوں لیکن میں نے آپ کو نظر انداز کر دیا تھا کیونکہ مجھے لگا کہ آپ میں اور مجھ میں کچھ مشترک نہیں ہے۔''

وہ بالکل خاموشی سے اسے سن رہی تھیں۔ چہرے پہ کوئی تاثر نہ تھا۔ بیربل کو پہلی دفعہ گفتگو میں دلچسپی محسوس ہوئی۔

''کون ہو تم؟'' وہ آنکھیں چھوٹی کر کے اس کو گھور رہی تھیں۔

''میں ماہر فرید ہوں۔ ہلال کا بھائی۔'' اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک تصویر نکال کے میز پہ رکھی۔ کبیرہ نے دو انگلیوں سے تصویر اٹھا کے دیکھی۔ پھر ماہر کا چہرہ۔

''یہ میری بہن ہے اور یہ دو سال پہلے کھو گئی تھی۔''

''پھر.... میں کیا کروں؟'' انہوں نے تصویر میز پہ ڈال دی۔ اور ایک نیا ٹشو نکالا۔

''اس روز مجھے کسی نے احساس دلایا کہ ہم دونوں ایک جیسے ہیں۔ میں سمجھا تا ہوں کیسے۔'' اس کی مسکراہٹ برقرار تھی۔

''آپ کا ایک بیٹا تھا۔ وہ مر گیا تھا۔ سارا خاندان جانتا ہے کہ وہ مر گیا تھا۔ لیکن آپ کہتی ہیں کہ وہ زندہ ہے۔'' اس کی آواز دھیمی ہوئی۔ ''جیسے میں کہتا ہوں کہ میری بہن زندہ ہے۔''

بیربل فرید نے بری طرح چونک کے اسے دیکھا۔ اس کا سانس تک رک گیا۔

www.zemtime.com
ZEMTime
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''میں سمجھتا تھا کہ آپ denial میں ہیں۔ یا لوگوں کے سامنے اپنا مان رکھنے کے لیے اپنے بیٹے کو زندہ بتاتی ہیں۔ آپ نہیں چاہتیں کہ کوئی آپ پہ ترس کھائے۔ آپ سے ہمدردی کرے۔ لیکن اس روز مجھے احساس ہوا کہ....''

وہ ان کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

''کیا معلوم آپ برسوں سے سچ کہہ رہی ہوں؟'' وہ ہر لفظ توڑ توڑ کے کہہ رہا تھا اور وہ ہل نہیں پا رہی تھیں۔

''کیا معلوم آپ کا بیٹا بھی ویسے ہی کھویا ہو جیسے ہلال کھوئی تھی؟ اور جیسے کوئی میرا اعتبار نہیں کرتا' ویسے ہی آپ پہ اعتبار بھی نہیں کیا جاتا۔''

''تمہیں مجھ سے کیا چاہیے؟'' ان کی آنکھوں میں تپش سی تھی۔ غصہ۔ بے بسی۔

''مجھے آپ کی طرف کی کہانی سننی ہے۔ کچھ ایسا جو ہلال کو ڈھونڈنے میں میری مدد کر سکے۔''

''اور میں تمہاری مدد کیوں کروں گی؟ میرا بیٹا مرا ہے یا نہیں' یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔''

ان کا انداز بے لچک تھا۔

ماہر نے جیب سے ایک کارڈ نکالا اور میز پہ رکھا۔

''میں اس ہوٹل کے روم نمبر ۵۵۵ میں ٹھہرا ہوا ہوں۔ اگلے تین دن میں یہی ہوں گا۔ آپ جب بھی جواب دینے کے لیے تیار ہوں' وہاں آ جایئے گا۔'' اس نے بیربل کو اشارہ کیا جو فوراً سے اٹھا اور اس کی وہیل چیئر تھام لی۔ وہ جس طرح کی کھا جانے والی نظروں ان کو دیکھ رہی تھی' قوی امکان تھا کہ وہ جلد ہی کہہ دے' دروازہ اس طرف ہے۔

''یہ ٹشو پیپر سے ہاتھ کیوں صاف کر رہی تھی؟ کیا اس کو اوسی ڈی ہے؟'' لفٹ کی طرف جاتے ہوئے بیربل نے سوال کیا۔

''نہیں۔ یہ اوسی ڈی نہیں ہے۔ وہ ظاہر کرتی ہے کہ اسے اوسی ڈی ہے۔ درحقیقت انسان جب بہت سے لوگوں پہ جادو کروا چکا ہو تو اس کو خود پہ جادو ہونے سے خوف آنے لگتا ہے۔ وہ کسی کا دیا تحفہ قبول نہیں کرتا۔ کسی سے لے کر کچھ نہیں کھاتا۔ ہر چیز بار بار صاف کرتا ہے کہ کہیں کسی نے پھونک نہ مار دی ہو۔ ایک بال بھی گر جائے تو اس کو خوف آتا ہے کہ کوئی اس پہ جادو کر دے گا۔ جادو کروانے والے ساری عمر اپنے اسی خوف میں رہتے ہیں۔''

''کیا وہ اپنی کہانی سنانے آئے گی؟'' بیربل کو اچنبھا ہوا۔ اسے ماہر سے اتنی جلدی وہاں سے چلے آنے کی توقع

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

نہیں تھی۔

''وہ ضرور آئے گی۔''

''تمہیں کیسے معلوم؟''

''کیونکہ آج تک ہر کوئی سمجھتا آیا ہے کہ کبیرہ اپنے بیٹے کے زندہ ہونے کے بارے میں جھوٹ بولتی ہے۔ میں وہ واحد انسان ہوں جس نے اس کی بات پہ اعتبار کیا ہے۔ وہ مجھ سے ملنے ضرور آئے گی۔''

''اور تم بس اسی کے لیے اس شہر میں ٹھہرے ہوئے ہو؟ اور کوئی کام نہیں ہے تمہیں؟'' وہ اس کی وہیل چیئر دھکیلتے ہوئے ناراضی سے بولا تھا۔ ماہر نے جواب نہیں دیا۔

''کبیرہ بیگم سے ملنے میں سارے کام چھوڑ کے آیا تھا؟ ہونہہ۔'' وہ زیر لب بڑبڑایا۔

''تم کام بھی کرتے ہو؟'' وہاں سدا کی بے نیازی چھائی تھی۔ اور اس لمحے بیربل فرید نے تہیہ کیا کہ وہ اپنے بھائی سے مزید کلام نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ برابر کا بدلہ لے گا۔

اور اس وقت وہ اس سے صرف ایک طریقے سے بدلہ لے سکتا تھا۔ کچھ سوچ کے اس کے لبوں پہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

واپسی پہ سارا راستہ ماہر خاموش تھا۔ البتہ بیربل مسکراہٹ دبائے موبائل پہ جھکا تھا۔ اس نے انسٹاگرام کھول رکھا تھا۔ سامنے کشمالہ مبین کی آئی ڈی کھلی تھی۔ مسکراتے ہوئے اس نے میسج کا بٹن دبایا۔

''میرا بھائی اس وقت لاہور کے اس ہوٹل میں رہائش پذیر ہے۔'' ہوٹل کا نام لکھ کے وہ ٹائپ کر رہا تھا۔ ''وہ آپ کو کچھ بتانا چاہتا ہے۔ اگر آپ کے پاس وقت ہو تو کچھ دیر کے لیے اس کی بات سن لیں۔''

میسج بھیج کے اس نے اسکرین شاٹ لیا اور اپنے پاس محفوظ کر لیا۔ وہ جانتا تھا کشمالہ اس کا میسج نہیں دیکھے گی۔ نہ اسے جواب دے گی۔ نہ وہ ماہر سے ملنے آئے گی۔ لیکن اس اسکرین شاٹ کو دیکھ کے ماہر کے تاثرات کیا ہوں گے۔ اسے سوچ کے مزہ آنے لگا۔ لیکن ابھی نہیں۔ وہ استنبول جا کے ہی اس کو یہ دکھائے گا تاکہ فوراً سے گھر سے غائب ہو سکے اور....

میسج ٹون نے اسے چونکایا۔ اسکرین کو دیکھا تو لب بے یقینی سے کھل گئے۔ وہاں کشمالہ مبین لکھا نظر آ رہا تھا۔ بیربل کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ اس کو اندازہ نہ تھا کہ وہ اس کی میسج ریکوئیسٹ اتنی جلدی دیکھ لے گی۔

''کیا تمہارا بھائی شام سات بجے کے بعد وہیں ہوگا؟''

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

اس نے گڑبڑا کے ماہر کو دیکھا جو بے خبر سا باہر دیکھ رہا تھا۔ پھر اسکرین کو۔

''یس۔'' اب وہ مسکرا نہیں رہا تھا۔ بے اختیار ناخنوں سے دانت کترنے لگا۔

یہ اس نے کیا کیا؟ ماہر اسے کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اوہ نو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

''آئی ایم سوری۔'' زیاد کی آواز سماعتوں میں سنائی دی اور اس کا سارا غصہ دھیرے دھیرے غائب ہونے لگا۔ وہ نگینہ آنٹی کے گھر سے واپسی پہ ابھی ٹریفک کے رش میں تھی جب زیاد کا میسج آیا۔ بہت دنوں بعد وہ کھل کے مسکرائی۔ تبھی اس کی کال بھی آنے لگی۔ اس نے کار فون کا اسپیکر آن کر دیا۔

''مجھے تم پہ غصہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ تم چاکلیٹس نہیں کھاتیں۔ یہ کوئی ایسی بڑی بات نہیں تھی۔''

''مجھے بھی آپ کا تحفہ اتنی لاپرواہی سے کسی اور کو نہیں دینا چاہیے تھا۔ آئی ایم سوری ٹو۔'' وہ نرمی سے کہہ رہی تھی۔

موڈ ایک دم بہتر ہو گیا تھا۔ اتنے دن سے جو وا ہے دل کو ستانے لگے تھے' وہ ایک دم سے غائب ہو گئے تھے۔

''ہم چند دن بعد ایک ساتھ ایک نئی زندگی شروع کرنے جا رہے ہیں۔ ہمیں ان چھوٹی چھوٹی باتوں پہ موڈ نہیں خراب کرنے چاہیے۔''

''آپ کو بھی چاہیے کہ آپ ہمیشہ مجھ سے عزت سے بات کریں۔ عزت محبت سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔''

''محبت میں نا کوئی انا' کوئی سیلف رسپیکٹ' کوئی باؤنڈری نہیں ہوتی' کشمالہ۔ میاں بیوی کے درمیان بہت سی لڑائیاں ہوتی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ اہم یہ ہے کہ ہم ہر دفعہ ایک دوسرے کو منا لیا کریں۔''

اس نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے' پھر فون وائبریٹ ہوا تو اس کی توجہ بھٹکی۔ موبائل اٹھا کے دیکھا تو بیربل فرید لکھا آ رہا تھا۔

''میں آپ کو گھر پہنچ کے کال کرتی ہوں۔'' اس نے کال بند کی۔ چہرے کے تاثرات بدل گئے تھے۔ وہ لب بھینچے' شکن آلود پیشانی کے ساتھ تیز تیز ٹائپ کرنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہوٹل کی لابی سیاہ سفید ٹائلز سے مزین تھی۔ فاصلے فاصلے پہ مخملیں صوفے رکھ کے چھوٹے چھوٹے سٹنگ ایریاز بنائے گئے تھے۔ اس شام وہاں اتنا رش نہ تھا۔ کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ کچھ اٹھ کے جا رہے تھے۔

ماہر بھی ایسے ہی ایک صوفے پہ براجمان تھا۔ سفید ڈریس شرٹ پہنے' کف موڑے' وہ پیر لمبے کر کے

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

مخملیں اوتو من پہ رکھے ہوئے تھا۔ ہاتھ میں کتاب تھی جسے وہ اونچا اٹھائے پڑھنے میں مصروف تھا۔ دفعتاً اسے محسوس ہوا کہ بیربل دائیں بائیں ٹہل رہا ہے۔ کبھی بیٹھ جاتا۔ کبھی اٹھ کے چلنے لگتا۔

''اتنے بے چین کیوں ہو؟'' ماہر نے کتاب کا کونا موڑا اور ایک گہری نظر اس پہ ڈالی۔

''نہیں تو۔'' وہ فوراً سے قریب میں بیٹھ گیا۔

''پیسے چاہیے ہیں؟'' غور سے اسے دیکھا۔

''دنیا پیسے سے شروع ہو کے پیسے پہ ختم نہیں ہو جاتی' ماہر بے۔'' وہ چڑ گیا۔

''تمہاری ہو جاتی ہے۔'' بے نیازی سے واپس کتاب پڑھنے لگا۔

اور یہ وہی لمحہ تھا جب ایک احساس نے دستک دی۔ کوئی اسے دیکھ رہا تھا۔ دور سے۔ ماہر فرید نے کتاب نیچے کی۔

سیاہ سفید شطرنج کی بساط جیسے فرش پہ دور سے وہ چلی آ رہی تھی۔

وہ جسے وہ لاکھوں میں پہچان سکتا تھا۔

کتاب خود بخود نیچے ہوتی ہوئی صوفے پہ جا ٹھہری۔ اس نے تیزی سے پیر نیچے کیے۔ بیساکھیاں قدموں میں رکھی تھیں۔ نامحسوس انداز میں ماہر نے پیر سے انہیں صوفے کے نیچے دھکیلا۔ اور بدقت اپنے قدموں پہ کھڑا ہوا۔ نگاہیں اس پہ جمی تھیں۔

وہ میرون لمبی قمیض پہ بھوری لیدر جیکٹ پہنے ہوئے تھی۔ دوپٹہ گردن میں ڈال کے دونوں پلو سامنے گرائے ہوئے تھی۔ بال آدھے دائیں کندھے پر اور باقی آدھے پیچھے گر رہے تھے۔

وہ اسی کو دیکھتی اس طرف آ رہی تھی۔ کسی غلطی سے نہیں۔ اتفاق سے نہیں۔ اس کی آنکھوں سے لگتا تھا کہ وہ اسی سے ملنے آئی ہے۔

مگر کیوں؟ کیسے؟

ماہر نے چونک کے بیربل کو دیکھا۔ ذہن نے دو جمع دو کیے۔

''کیا کیا ہے تم نے؟'' وہ دبی آواز میں غرایا۔ بیربل مزید فاصلے پہ سرک گیا اور چہرہ ایسے موڑ لیا جیسے اسے پہچانتا تک نہ ہو۔

وہ اب تک قریب آ چکی تھی۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''کشمالہ... ''اس نے تھوک نگلا۔

''کیف... ''وہ سپاٹ سی لگ رہی تھی۔اس کے عین مقابل آ کے رکی۔

''بیٹھو۔''اس نے سامنے رکھے سنگل صوفے کی طرف اشارہ کیا۔ٹانگ پہ زور ڈالے ہوئے تکلیف شروع ہونے لگی تھی۔

''میں زیادہ دیر بیٹھنے نہیں.... ''

''بیٹھو۔''وہ قدرے زور سے بولا۔ضبط سے مٹھی بھینچ لی۔چہرے پہ تکلیف تھی۔وہ زیادہ دیر کھڑا نہیں رہ سکتا تھا اور اس کے بیٹھنے سے پہلے بیٹھ نہیں سکتا تھا۔

''تم مجھ سے ملنا چاہتے تھے؟''وہ سنجیدگی سے کہتی سامنے بیٹھی۔ماہر نے واپس بیٹھتے ہوئے فرصت سے بیربل کو دیکھا۔

''یقیناً میرے بھائی نے.... ''

''اوہ میں اس کا بھائی نہیں ہوں۔میں ایک کیئر ٹیکر نرس ہوں۔صرف نرس۔''وہ طنز سے کہتا ایک دم اٹھا اور ہونہہ میں سر جھٹکتا آگے بڑھ گیا۔ماہر نے بہت ضبط سے اسے دور جاتے دیکھا۔اس کی خبر وہ بعد میں لے گا۔اب وہ اس کی طرف متوجہ ہوا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

کہاں سے بات شروع کرے؟

بات ختم کہاں ہوئی تھی؟

''تمہاری امی کے لیے... ''الفاظ ادھورے چھوڑ دیے۔''آئی ایم سوری۔''

''شکریہ۔تین ماہ ہو گئے اس بات کو۔''اس کے انداز میں کچھ جتاتا ہوا سا تھا۔

''میں آنا چاہتا تھا لیکن.... ''اس کی نظریں اپنے قدموں پہ جھکی۔نامحسوس انداز میں بیساکھی مزید پیچھے دھکیلی۔''لیکن کچھ کام میں پھنس گیا تھا۔''

''آنا چاہیے تھا۔ماں سے اتنا تعلق تو تھا تمہارا۔''اس کی آواز میں گلہ تھا۔غصہ بھی۔

ماہر نے استعجابیہ ابرو اٹھائے۔

''اوہ۔یعنی تم نے میرا انتظار کیا۔''

''میں کیوں انتظار کروں گی؟ مجھے فرق نہیں پڑتا۔لیکن معید اور ماہی سے تو تمہارے اچھے تعلقات ہیں۔''اچھے

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

پہ زور دیا۔

ماہر نے کندھے اچکائے۔

''کیونکہ وہ دونوں سینس ایبل ہیں۔ دل سے نہیں دماغ سے سوچتے ہیں۔ جلد معاف کر دیتے ہیں۔''

وہ چند لمحے اسے گھورتی رہی۔ آنکھیں چھوٹی کر کے جیسے اس کی روح کے اندر اترنا چاہ رہی ہو۔ کچھ تھا جو اس کے انداز میں نیا تھا۔ جیسے کسی بات کا نیا غصہ ہو۔

''میں نے بھی کوشش کی۔ تمہیں معاف کرنے کی۔ تمہارا یقین کرنے کی لیکن ہر دفعہ تمہارا ایک اور فریب سامنے آجاتا ہے۔ ماہر فرید کی ذات کا ایک اور خفیہ پہلو۔ اور بس۔ سب ختم ہو جاتا ہے۔''

''ویری انٹرسٹنگ۔ یعنی تم میرا یقین کرنے کی کوشش کرتی ہو؟'' اس نے گزرتے ہوئے ویٹر کو اشارہ کیا۔

''مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ میں صرف بات کرنے آئی ہوں۔'' وہ فوراً سے بولی۔

''جانتا ہوں۔ اپنے لیے منگوا رہا ہوں۔'' بے نیازی سے قریب آئے ویٹر کو دیکھا۔

''میری ریگولر کافی۔'' اس کا انداز اب سپاٹ ہو چکا تھا۔ وہ بھانپ چکا تھا کہ وہ ایک دفعہ پھر کوئی نئی فرد جرم لے کر آئی ہے۔

''اس دفعہ کیا کیا ہے میں نے' کشمالہ بی بی؟''

پیچھے کو ٹیک لگا لی اور ایک بازو صوفے کی ٹیک پہ پھیلا لیا۔ ایک ٹانگ دوسری پہ جما لی۔ یہ کم تکلیف دہ پوسچر تھا۔

''تم نے کہا تم اپنی بہن کو ڈھونڈنے کے لیے میری زندگی میں آئے تھے۔ اور میں اس بات پہ یقین کرنے لگی تھی کہ...'' اس نے ایک کاغذ جیکٹ کی جیب سے نکال کے اس کے سامنے کیا۔

ماہر نے ہاتھ بڑھا کے کاغذ لیا اور اس کی تہیں کھول کے دیکھا۔

''یاد ہے یہ کیا ہے؟''

''injunction'' وہ ایک دم ہنس پڑا اور کندھے اچکائے۔ ''ایک طرح کا restraining آرڈر۔ یہ جس زمانے کا ہے' تب بہت سے لوگوں نے میرے خلاف ایسے کورٹ آرڈرز لیے تھے۔''

مگر وہ نہیں ہنسی۔ وہ اسی طرح اسے دیکھ رہی تھی۔

''یہ سبرینہ کی فیملی نے لیا ہے۔ وہ لڑکی جو تمہارے سوتیلے باپ کے ساتھ ایکسیڈنٹ میں ماری گئی تھی۔''

''ہاں۔ ان دنوں بہت سے لوگوں کو مجھ سے خطرہ تھا۔'' وہ پھر سے ہنس دیا۔ ''کیا تم نہیں جانتیں؟ میں ایک

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

سائیکو پیتھ مشہور ہوں۔ استنبول' دوہا' لندن.... جہاں جہاں میں رہا ہوں' وہاں سب جانتے ہیں۔۔'' اس کے انداز میں ڈھٹائی تھی۔

''تم اس لڑکی کے گھر والوں کو ہراس کر رہے تھے؟''

''ویل... '' اس نے کندھے اچکائے۔ ''میں اس کو ہراس منٹ نہیں کہوں گا۔ میں صرف.. '' کھنکھارا۔ '' کچھ سوالات پوچھنا چاہتا تھا۔ وہ برا مان گئے۔ کسی کے خلاف injunction لینا لندن میں عام سی بات ہے۔'' مسکرا کے کاغذ میز پہ رکھا۔

''اس میں فریب کیا ہے؟''

''سبرینہ زیاد کی منگیتر تھی۔ اور تم اس کا تعاقب کر رہے تھے جیسے میرا تعاقب کرتے تھے۔''

چند لمحے کے لیے وہ کچھ بول نہیں سکا۔ پھر ایک دم بازو نیچے کیا اور ٹانگ ٹانگ سے ہٹا کے سیدھا ہو بیٹھا۔ کاغذ دوبارہ کھول کے دیکھا۔ اس کی رنگت بدلنے لگی۔

''تم کچھ بھی اپنی بہن کے لیے نہیں کر رہے تھے۔ تم یہ سب زیاد کی وجہ سے کر رہے تھے۔ تم ہمیشہ مجھے زیاد کے خلاف کرتے تھے۔ تمہیں اس سے شاید کوئی ذاتی مسئلہ ہے' کیف۔ میں سمجھ ہی نہیں سکی۔ تم میری زندگی میں تب آئے جب زیاد میری زندگی میں آیا۔ تم زیاد سے جڑی ہر لڑکی کا پیچھا کرتے ہو۔ یہ ہے تمہارا اور میرا کنیکشن جسے میں پہلے سمجھ نہیں سکی۔''

وہ ابھی تک اس کاغذ کو پڑھ رہا تھا۔ پھر اس نے چونک جانے والے انداز میں چہرہ اٹھایا۔

''نہیں۔''

''کیا تم...''

''نہیں۔ سبرینہ زیاد کی منگیتر نہیں تھی۔'' وہ تیزی سے بولا۔

مالا نے گہری سانس لی اور پیچھے کو ہو کے بیٹھی۔ بازو سینے پہ لپیٹ لیے۔ آنکھوں میں بس افسوس تھا۔

''ہر دفعہ یہی ہوتا ہے۔ تمہارا ایک نیا فریب کھلتا ہے اور میں اسے تمہارے سامنے رکھتی ہوں تو تم نہ جاننے کی اداکاری کرتے ہو۔ جیسے تم نے میرا ریستوران نہیں خریدا۔ جیسے تم نے کیف کو دھمکایا نہیں۔ جیسے تم جانتے ہی نہیں کہ سبرینہ زیاد کی منگیتر ہے۔''

''سبرینہ کی کسی سے منگنی نہیں ہوئی تھی۔ اگر زیاد اس کو اپنی منگیتر کہتا ہے تو وہ جھوٹ بول رہا ہے۔'' اس کا انداز

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

قطعی تھا۔

''تم ہمیشہ مجھے زیاد کے خلاف کرنے کی کوشش کرتے ہو۔تم میری ماں کی موت پہ نہیں آئے لیکن تم زیاد اور میری شادی سے چند دن پہلے یہاں آ گئے ہو۔تم زیاد سے کسی چیز کا انتقام لے رہے ہو شاید۔کیا مسئلہ ہے تم دونوں کا؟''

''اوہ.... ''اس کے لب اوہ میں سکڑ۔ایک افسوس بھری سانس خارج ہوئی۔

''اسی لیے تم یہاں آئی ہو۔تمہیں ڈر ہے کہ میں تمہاری شادی نہیں ہونے دوں گا۔یا کوئی مسئلہ پیدا کروں گا۔''اب کے وہ مسکرایا۔اس کی مسکراہٹ میں اذیت تھی۔اداسی تھی۔

''تم واقعی مجھے نہیں جانتیں۔چچ۔''افسوس سے سر نفی میں ہلایا۔

''میں صرف اتنا جانتی ہوں کہ... ''

''اب تک میں تمہاری سنتا آیا ہوں۔اب میری سنو۔''وہ آگے کو جھکا اور غور سے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

''میں نے تمہیں یہاں نہیں بلایا۔تم خود آئی ہو۔کیونکہ تم مجھ سے خوفزدہ ہو۔حالانکہ تمہیں اس شخص سے خوفزدہ ہونا چاہیے جس سے تم شادی کرنے جا رہی ہو۔وہ ایک نارسیسٹ'فریب کار اور جھوٹا انسان ہے۔وہ تمہیں ہرٹ کرے گا'کشمالہ۔اور وہ تمہیں بہت ہرٹ کرے گا...''

وہ آہستہ آہستہ بول رہا تھا اور وہ بنا پلک جھپکے اسے دیکھ رہی تھی۔

''لیکن میں تمہیں اس سے شادی سے منع نہیں کروں گا۔یہ تمہاری غلطی ہے نا تو میں تمہیں تمہارے حصے کی غلطی کرنے دوں گا۔کیونکہ یہ میرا مقام نہیں ہے کہ میں کسی کے فیصلے کو کنٹرول کرنے کی کوشش کروں۔تم جس سے بھی شادی کرو'مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔اور میں تمہیں سمجھاؤں گا بھی نہیں۔کیونکہ ابھی تم کچھ نہیں سمجھو گی۔تمہارے اوپر زیاد سلطان کا spell (جادو) چڑھا ہوا ہے۔''وہ تلخی سے مسکرایا۔

''محبت جادو نہیں ہوتی۔''اس کا چہرہ سرخ ہوا۔

'' curse کہہ لو۔اور یہ curse تمہیں کچھ سننے نہیں دے گی۔اس لیے میں تمہیں نہیں روکوں گا۔لیکن.... ''اس نے مٹھی بند کی اور انگوٹھا نکال کے اوپر کیا۔

''پہلی بات... سبرینہ زیاد کی منگیتر نہیں تھی۔زیاد نے تم سے جھوٹ بولا ہے۔''

''وہ مجھ سے جھوٹ نہیں بولتا۔سارا خاندان جانتا ہے وہ اس کی منگیتر تھی۔''

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''دوسری بات... ''اس نے زور دے کر کہا جیسے اس کی بات سنی نہ ہو۔اور ایک انگلی مزید بند مٹھی سے نکالی۔

''میں تمہاری زندگی میں اپنی بہن کے لیے آیا تھا۔ غلط کیا۔ بہت غلط کیا اور یہی میری سزا ہے۔لیکن میں اپنی بہن کے لیے ہی آیا تھا۔اور گو کہ میں جانتا ہوں کہ تم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتیں۔ بلکہ ماہ بینہ کچھ جانتی ہے جو میری مدد کرے گا۔اسے خود بھی نہیں معلوم کہ کیا ... لیکن وہ کچھ جانتی ہے۔اور یہ الگ ہے۔ وہ میری مدد شاید کر سکے۔شاید نہ کر سکے۔لیکن...''

اس کی آواز مدھم ہوئی۔ایک سرگوشی کے جیسی۔

''ایک بات میں جانتا ہوں۔ پہلے دن سے ... جب میں نے تمہاری نوکری کی تھی۔اور میں نے آج تک کسی انسان کی نوکری نہیں کی' کشمالہ۔صرف تمہاری کی۔ میں نے کسی کی گاڑی کے دروازے نہیں کھولے۔سوائے اپنے باپ کے۔لیکن تمہارے لیے میں نے سب کچھ کیا۔''

''Mighty Mahir Farid'' وہ بڑبڑائی۔

'' کیونکہ میں پہلے دن سے جانتا تھا کہ تم میری بہن کو ڈھونڈ سکتی ہو۔صرف تم۔ میں کبھی انسانوں کے بارے میں غلط نہیں ہوتا۔اس کو وائب کہو یا وجدان۔ میں تب بھی جانتا تھا اور اب بھی۔تم میری بہن کو بچا سکتی ہو۔''

وہ جہاں تھی' وہیں ٹھہر گئی۔آنکھیں حیرت سے چھوٹی ہوئیں۔اسے اس بات کی توقع نہیں تھی۔

''تم ہلال کو نہیں جانتیں۔لیکن پھر بھی تم اس کو ڈھونڈ سکتی ہو۔صرف تم۔''

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔پہلی دفعہ اسے لگا ماہر کی بھوری آنکھوں میں کچھ گلابی سا ابھرا تھا۔

گلابی نمی۔

وہ پلک نہیں جھپکا سکی۔ویٹر نے کب کافی لا کے سامنے رکھی' ان دونوں کو علم نہ ہو سکا۔

''ہلال اس اکتوبر گیارہ سال کی ہوئی ہوگی۔وہ بہت... بہت پیاری ہے۔ بہت اسمارٹ۔''

وہ ابھی تک اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ ہاں وہ نمی تھی۔اس کی آواز میں بھی وہی نمی تھی۔گیلا سا کچھ۔

''تم مجھ سے نفرت کرتی ہو۔جانتا ہوں۔کرتی رہو۔ساری عمر کرتی رہو۔لیکن تم ہلال کو نہیں جانتیں۔وہ بہت پیاری ہے۔وہ میری زندگی میں آنے والی سب سے بڑی خوشی ہے۔اور وہ مجھ سے کھو گئی ہے۔کیونکہ میں اپنے آپ کو سنبھال نہیں سکا تھا۔میں نے خوف کے آگے ہتھیار ڈال دیے تھے۔تم نہیں جانتیں کشمالہ مبین' کہ وہ وقت کیسا ہوتا ہے جب انسان کو وہ آوازیں سنائی دیں جو ہوتی نہیں ہیں۔وہ چہرے دکھائی دیں جو وجود نہیں رکھتے۔''

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

مالا لمحے بھر کے لیے پلک جھپکنا بھول گئی۔

''وہ میری وجہ سے کھوئی تھی۔ لیکن وہ مری نہیں ہے۔ وہ زندہ ہے۔ اور وہ کہیں چھپی ہوئی ہے۔ وہ اکیلی ہے۔ میں یہاں محسوس کر سکتا ہوں۔'' اس نے سینے پہ انگلی رکھی۔ پانی ابھی تک اس کی آنکھوں میں تھا۔

وہ پلک تک نہیں جھپک پا رہی تھی۔

''اس کو مدد چاہیے۔ میری مدد۔ تمہاری مدد۔ وہ اکیلی ہے۔ لیکن وہ خوفزدہ نہیں ہے۔ وہ بہت بہادر ہے۔ میں اتنا جانتا ہوں کہ ہلال اور میں ایک دوسرے کو ڈھونڈ لیں گے۔ لیکن...'' اس نے ناک سے گیلی سانس اندر کھینچی۔ ''لیکن میں تم سے صرف ایک بات چاہتا ہوں۔'' اس کے لہجے میں منت تھی۔ وہ واقعی پلک تک نہیں جھپک پا رہی تھی۔

''صرف ایک بات۔ تمہیں جب بھی موقع ملے، جب بھی...'' اس نے زور دیا۔ پھر سے ناک سے گیلی سانس اندر کھینچی۔ ''تو تم ہلال کی مدد ضرور کرو گی۔ ہلال وہ فاختہ ہے جس میں میری جان ہے اور تم اس کو اس جادوگر کی قید سے ضرور نکالو گی۔ میرے کیے کی سزا تم ہلال کو نہیں دو گی۔ کیا تم میرے لیے صرف اتنا کر سکتی ہو؟''

وہ خاموش ہوا۔ پھر گہرے سانس لیتا دائیں طرف دیکھنے لگا۔ آنکھیں جھپکائیں جیسے نمی کو گرنے سے پہلے واپس اندر کھینچنا چاہتا ہو۔

''میں نے تمہارے کیے کی سزا تمہیں نہیں دی تو اس کو کیا دوں گی؟'' اس نے خود کو کہتے سنا۔ وہ ابھی تک اس کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے کیف کی آنکھوں کو ایسے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

''اگر تم مجھے ہلال سے ملا سکو تو میں بدلے میں تمہارے لیے وہ کروں گا جو تم چاہتی ہو۔''

مالا کے ابرو اچھنبے سے بھنچے۔ کوئی فسوں سا ٹوٹا۔

''مجھے تم سے کچھ نہیں چاہیے۔''

''ناں ناں کشمالہ بی بی۔ ناں۔'' اس نے ایک دم ہاتھ اٹھا کے اسے روکا۔ ''ہم انسان ہیں۔ ہم سب کو ایک دوسرے سے کوئی کام پڑ سکتا ہے۔ کبھی نہ کبھی۔ زندگی میں تمہیں مجھ سے کچھ چاہیے ہو گا۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم جو کہو گی، میں وہ کروں گا۔ کوئی بھی ایسا کام جو ممکن یا ناممکن ہو، پیسے سے ہو یا ہاتھوں کی کوشش سے، میں اسے کروں گا چاہے اس کے لیے مجھے کوئی بھی قیمت کیوں نہ ادا کرنی ہو۔''

''مجھے کبھی تمہاری ضرورت نہیں پڑے گی۔'' وہ دھیرے سے کہتے ہوئے اٹھی۔ بیگ اٹھا کے کہنی پہ رکھ لیا۔ ایک

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

آخری نظر اس پہ ڈالی۔

''میں زیاد کے ساتھ خوش ہوں۔ اور صرف اتنا چاہتی ہوں کہ تم مجھے سکون سے میری نئی زندگی شروع کرنے دوں۔''

ماہر نے سر کو اثبات میں خم دیا۔ ملاقات ختم ہو چکی تھی۔ وہ پلٹی اور آگے بڑھ گئی۔ تبھی وہ پیچھے سے بولا۔

''سبرینہ زیاد کی منگیتر نہیں تھی۔ چاہو تو سبرینہ کی فیملی سے پوچھ لو۔'' اس نے عقب سے پکارا اور کتاب اٹھا لی۔ مالا کے قدم لمحے بھر کے لیے زنجیر ہوئے لیکن پھر وہ آگے بڑھ گئی۔ اسے پیچھے مڑ کے نہیں دیکھنا تھا۔ وہ نمک کا مجسمہ بننے کا خطرہ نہیں مول لے سکتی تھی۔

لفٹ کے دروازے کھلے اور وہ اندر داخل ہی ہوئی تھی کہ کوئی اس کے ساتھ سوار ہوا۔ اس نے مال کے فلور کا بٹن دبایا اور گردن موڑی۔ بیربل فرید ساتھ کھڑا تھا۔ اسے دیکھ کے مسکرایا۔

''ہیلو۔''

اس نے سر کو اثبات میں خم دیا اور سینے پہ بازو لپیٹے سامنے دیکھنے لگی۔ دھاتی دروازوں میں ان دونوں کا عکس دکھائی دے رہا تھا۔

''ماہر نے آپ کو یہاں نہیں بلایا تھا۔ میں نے بلایا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ آپ لوگ مل کے بات کر لیں۔''

''جانتی ہوں۔'' اس نے کنکھیوں سے اس کا عکس دیکھا۔ اس نے اس نوجوان کو کہیں دیکھ رکھا تھا۔ پچھلی دفعہ بھی یہی لگا تھا۔ شاید گزرے برسوں میں کہیں دیکھا ہو۔ اسے یاد نہ تھا۔

''آپ کو شادی کی مبارک ہو۔ اور ہماری پرواہ مت کریں۔ ہم دونوں بس اپنی بہن کو ڈھونڈ رہے ہیں۔''

اس نے کچھ نہیں کہا۔ لفٹ اوپر جا رہی تھی۔ چند لمحے خاموشی سے کٹے۔

''کیا وہ بیمار ہے؟''

بیربل چونکا۔ وہ سامنے دیکھ رہی تھی۔

''بیمار؟''

''وہ تکلیف میں لگ رہا تھا۔ اس کے چہرے پہ زخم کا نشان بھی تھا۔ کچھ ہوا ہے کیا؟''

اس کی آواز دھیمی تھی۔

''اس کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ آپ کی امی کی ڈیتھ کے دنوں میں۔ وہ پاکستان آنا چاہتا تھا لیکن آ نہیں سکا۔ اس کی

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

ٹانگ بہت بری طرح ٹوٹ گئی ہے۔اب بھی وہ ہلال کی وجہ سے یہاں آیا ہے۔کسی... کسی سے ملنا تھا ہمیں۔''

مالا نے بس سر ہلا دیا۔کہا کچھ نہیں۔لفٹ کے دروازے کھلے۔

''لیکن وہ تکلیف میں نہیں ہے۔''وہ باہر نکل رہی تھی جب بیربل پیچھے سے بولا۔

اس نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

''کیونکہ تکلیف میں ہونے کے لیے انسان کے سینے میں دل کا ہونا ضروری ہے۔اور ماہر بے ایک روبوٹ ہے۔دل وغیرہ نہیں ہے اس کا۔''بیربل نے مسکرا کے کندھے اچکائے۔

اور وہ ایک دم ہنس دی۔پھر کچھ کہے بنا آگے بڑھ گئی۔

وہ اسے دور جاتے دیکھتا رہا۔

اگلے چند گھنٹے کے لیے اسے غائب ہو جانا چاہیے تھا۔فی الحال وہ ماہر کا سامنا کرنے کی تاب نہیں رکھتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ گھر آئی تو خاموش خاموش سی تھی۔طبیعت پہ عجیب سا بوجھل پن تھا۔

(وہ ایک نارسیسٹ ہے۔فریب کار اور جھوٹا شخص۔وہ آپ کو ہرٹ کرے گا اور وہ آپ کو بہت ہرٹ کرے گا۔)

(وہ ایک نفسیاتی مریض تھا جو سبرینہ کے پیچھے پڑا تھا۔)

(محبت میں کوئی سیلف رسپیکٹ کوئی باؤنڈری نہیں ہوتی۔)

(ہلال وہ فاختہ ہے جس میں میری جان ہے۔اور تم اسے اس جادوگر کی قید سے ضرور نکالو گی۔)

اس کے ذہن میں بہت سا شور تھا۔وہ چپ چاپ کمرے میں آئی اور اپنے کھلے ہوئے بیگز کے ساتھ بیٹھ گئی۔

''دو دن رہ گئے ہیں نکاح میں۔اور ابھی تک اتنا کچھ رہتا ہے سمیٹنے والا۔''ماہی بہت سے شاپنگ بیگز لیے کمرے میں داخل ہوئی تو اسے یونہی بیٹھے دیکھ کے ٹھٹھک گئی۔

''تمہیں کیا ہوا؟''

''ماہی میں ٹھیک کر رہی ہوں؟زیادہ سے شادی کر کے؟''اس نے عجیب الجھن سے سوال کیا۔

''یار... یہ نکاح یہ پہلے کا ڈپریشن نا سب لڑکیوں کو ہوتا ہے۔رونا بھی آتا ہے۔اور خوف بھی۔تم بالکل ٹھیک کر رہی ہو۔خالہ کی باتوں کو بھول جاؤ۔وہ امریکہ رہتی ہیں۔ان کو کیا پتہ۔''وہ بیڈ کے کنارے پہ بیٹھی اور سمجھانے

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

والے انداز میں بولی۔ ''زیاد میں کوئی برائی نہیں ہے۔ ویسے بھی جب بھی کسی کا کسی سے رشتہ ہو' آدھا خاندان خلاف ہی ہوتا ہے۔''

مالا نے ایک نظر اپنے خالی بیڈ کو دیکھا۔

''ماں ہوتیں تو بتاتیں کہ کیا کرنا ہے۔''

ایک ہوک سی دل سے نکلی۔

''ماں نگینہ آنٹی کو پسند کرتی ہوں یا نہ کرتی ہوں' وہ زیاد اور تمہارے رشتے پہ خوش تھیں۔ یاد ہے نا؟''

اس کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ سر اثبات میں ہلا دیا۔

''ہاں۔ وہ خوش تھیں۔''

''پھر ماں پہ بھروسہ کر کے شادی کر لو۔''

وہ نم آنکھوں سے مسکرا دی۔

''چلو پیکنگ کرتے ہیں۔'' اس کا دل ہلکا پھلکا سا ہو گیا۔ ساری کلفت' بوجھل پن' سب ہوا ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں بہت سلیقے سے تمام اشیاء بیگز اور کارٹنز میں رکھتی نظر آ رہی تھیں۔ تبھی وہ ایک خیال کے تحت اٹھی اور الماری سے ایک باکس نکال کے لائی۔ ماہی نے حیرت سے اس سرمئی خالی باکس کو دیکھا۔

''خالی باکس کیوں رکھ رہی ہو؟''

کشمالہ مبین نے آنکھیں اٹھا کے اپنی بہن کو دیکھا۔ پھر جب وہ بولی تو اس کی آواز میں بہت سے قصے دفن تھے۔

''ہونا چاہیے۔ خالی باکس ہمیشہ ساتھ ہونا چاہیے۔''

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہوٹل کے ڈائننگ ایریا میں ناشتے کی خوشبو پھیلی تھی۔ سن روف سے آتی روشنی نے سارے کو منور کر رکھا تھا۔ فاصلے فاصلے پہ رکھی میز کرسیوں پہ بیٹھے مہمان ناشتے میں مصروف تھے۔ وہ دونوں بھی ایک میز پہ آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ رات جب ڈھیر ساری آوارہ گردی کے بعد بیربل واپس آیا' تو خلاف توقع ماہر نے اس سے کچھ نہیں کہا۔ نہ کوئی سوال۔ نہ کوئی حساب۔

''کل اس کی شادی ہے۔'' بیربل اپنی پلیٹ پہ جھکا دھیرے سے بولا۔ ''میں تمہاری جگہ ہوتا تو...''

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

ماہر نے چہرہ اٹھا کے اسے دیکھا۔

''کیا کرتے؟''

''جس لڑکی سے محبت کرتا' اس کی شادی روکنے کے لیے جنگ برپا کر دیتا۔''

''یعنی تمہیں ہر تیسرے مہینے ایک جنگ برپا کرنی پڑتی۔''

بیربل نے خفگی سے نظریں اٹھائیں۔

''ابھی تک مجھے کسی سے ٹھیک سے محبت نہیں ہوئی۔ جب ہوگی تو سارے زمانے کو پتہ چل جائے گا۔''

''جو محبتیں تمہیں ابھی تک ہوئی ہیں' ان کا پتہ میرے بینک بیلنس کو لگ چکا ہے'' ایک برہم نظر اس پہ ڈال کے وہ اپنی کافی میں دودھ انڈیلنے لگا۔ سفید دھار سیاہ مائع میں انڈیلی جا رہی تھی۔ دھواں سا نکل کے اوپر اٹھ رہا تھا۔

''حیرت ہے تم مجھ سے خفا نہیں ہوئے۔'' بالآخر وہ کہہ اٹھا۔ ماہر کل شام کے بارے میں کوئی بات نہیں کر رہا تھا۔ اسے اب بے چینی ہونے لگی تھی۔

''تم آزاد انسان ہو۔ اپنے فیصلے خود لے سکتے ہو۔ تم نے اسے بلایا۔ تمہاری مرضی۔'' اس نے بے نیازی سے کافی کا کپ لبوں سے لگایا۔ بیربل نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔ وہ اسی انداز میں کہہ رہا تھا۔

''اسی طرح میں بھی ایک آزاد انسان ہوں' بیربل۔ میں اپنے فیصلے خود لے سکتا ہوں۔ اس لیے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہارے ماہانہ الاؤنس (جیب خرچ) کا نصف حصہ چیریٹی میں جانا چاہیے۔'' نگاہیں اٹھا کے اسے گھورا۔

''Effective immediately'' اور ٹھک سے چینی دان میز پہ رکھا۔

بیربل فرید کے ہاتھوں کے طوطے ایک ہی جست میں اڑ گئے۔

''نہیں نہیں۔ پلیز۔'' اس کی رنگت فق ہوئی۔ ''میں معافی مانگتا ہوں۔ میں نے جان بوجھ کے نہیں کیا۔ میں نے اسے بھی بتا دیا تھا۔ سوری ماہر۔ پلیز۔'' اسے ناشتہ' کافی سب بھول گیا تھا۔

تب ہی موبائل بجنے لگا۔ اس نے بے زاری سے دیکھا۔

''تم نے اپنا موبائل آف کر رکھا ہے اور مالک صبح سے مجھے کالز کیے جا رہا ہے۔ کن روبوٹس میں پھنس گیا ہوں میں؟''

''میں اس سے بات نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے اسے زیاد سلطان کے بارے میں معلومات لینے کے لیے کہا تھا۔ اگر وہ واقعی سبرینہ کا منگیتر تھا تو مالک کو معلوم ہونا چاہیے تھا۔ اس نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔'' وہ تلخی سے کہتے

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

ہوئے گھونٹ بھرنے لگا۔

''کیا ہے' مالک؟'' بیربل نے برا سا منہ بنا کے کال اٹھائی۔

اگلے ہی لمحے اس کے تاثرات بدلے۔ کانٹا ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

''کیا ہوا؟'' ماہر نے چونک کے اسے دیکھا۔ کچھ تھا جو فضا میں ساکن ہو گیا تھا۔

بیربل نے دھیرے سے فون نیچے کیا۔

''ہمیں اسلام آباد جانا ہوگا۔'' اس کی رنگت سفید پڑ رہی تھی۔

''کیوں؟''

''تمہیں یاد ہے.... اسلام آباد پولیس کے پاس ہلال کا کیس تھا پچھلے دو سال سے۔ انہیں کچھ ملا ہے۔''

''کیا؟'' اس کا سانس رک گیا۔

''ہلال کی لاش۔''

ماہر فرید تیزی سے اٹھا۔ کافی کا کپ نیچے گرا۔ کانچ کے ٹکڑے اور گرم مائع دور تک بکھرتے گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(ہر سانس کے ساتھ کھو جاتا ہے گزرا ہوا لمحہ)

سبز گھاس پہ ہر طرف سفید پھولوں کے ستون بنے تھے۔ ان کے درمیان چھوٹا سا اسٹیج تھا اور آس پاس کرسیوں کے پھول بچھے تھے۔ اسٹیج ابھی خالی تھا۔ ہر طرف مہمان نظر آ رہے تھے۔ دوپہر کا وقت تھا اور سرما کی میٹھی دھوپ سارے میں پھیلی تھی۔ کامدار لباس میں مسکرا مسکرا کے چلتی ہوئی ماہی ہر ایک سے مل رہی تھی۔ مہمان آنا شروع ہو چکے تھے۔

(اور شروع ہوتا ہے ایک نیا لمحہ۔)

کاریڈور میں بیساکھی کی ٹک ٹک سنائی دے رہی تھی۔ وہ سفید چہرے کے ساتھ لنگڑا کے چلتا آگے بڑھ رہا تھا۔ بیربل بھی شل سا اس کے ساتھ تھا۔ ساتھ موجود چلتا ہوا آفیسر ہاتھ ہلاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''یہ ایک جلی ہوئی لاش تھی جو دو برس پہلے ملی تھی۔ انہی تاریخوں میں جب ہلال کھوئی تھی۔ ہم نے پہلے اس پہ نظر نہیں کی لیکن ایک آفیسر اس دن آرکائیوز میں کچھ تلاش کر رہا تھا جب اسے لاش کے ساتھ ملنے والی چیزیں دکھائی دیں۔ ہم ان کی تصاویر مالک صاحب کو بھیجیں تو انہوں نے ان کو پہچان لیا۔ بچی کی عمر نو سال کے لگ بھگ تھی۔''

''آج وہ گیارہ سال کی ہوتی۔'' وہ بڑبڑایا۔

(ہم سانس اندر کھینچتے ہیں۔
اور اسے باہر خارج کر کے
ماضی کے لمحے کو چھوڑ دیتے ہیں)

اب وہ دونوں اسٹیج پہ بیٹھے تھے۔ اس نے سفید پشواز کے اوپر سفید کامدار دوپٹہ لے رکھا تھا۔ چوڑی دار بازوؤں کے آگے ہاتھوں پہ مہندی لگی تھی۔ اس کے کانوں اور گردن میں نازک ہیرے پروئے تھے۔ وہ مسکراتے ہوئے ہیرے کی انگوٹھیوں سے سجے ہاتھ سے ایک کاغذ پہ دستخط کر رہی تھی۔ چہرے پہ اطمینان تھا۔ زیاد نے دستخط کیے۔ اور ہر طرف مبارک بادیں گونجیں۔ دعاؤں کے لیے ہاتھ اٹھے۔

(اب وہ گزرا لمحہ ہمارے لیے فنا ہو چکا ہے۔)

''میں نہیں مانتا۔'' بیربل دبا دبا سا چلایا تھا۔ وہ تینوں اس وقت ایک آفس میں بیٹھے تھے۔

''جلی ہوئی لاش کا مطلب ہے کسی نے ہلال کے اغوا کو کوراپ کیا ہے۔ ہم قبر کی کھدوائی کروائیں گے۔ ڈی این کروائیں گے۔ وہ ہلال نہیں ہوگی۔'' اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

''ہے نا ماہر؟'' اس نے گردن موڑ کے اسے دیکھا جو سر جھکائے کہنیاں گھٹنوں پہ رکھے بیٹھا تھا۔ اس کی نظریں زپ لاک بیگ پہ جمی تھیں جس میں مختلف اشیاء تھیں۔

''ہے نا ماہر؟''

''its her'' وہ زیر لب بڑبڑایا۔ بیربل کا سانس رکنے لگا۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemra.ahmed.official

(اور یہ کرتے ہوئے
ہم فنا کر دیتے ہیں
اس انسان کو
جو ہم ایک لمحہ پہلے تھے۔)

وہ دونوں ساتھ ساتھ کھڑے تھے۔ زیاد سلطان سیاہ لباس میں تھا اور وہ سفید میں۔ وہ دونوں کیمرا ز کو دیکھ کے مسکرا رہے تھے۔ سامنے کھڑی ماہی ان کی تصاویر کھینچ رہی تھی۔ ایک طرف وہیل چیئر پہ بیٹھی نگینہ بیگم بھی مسکرا کے ان کو دیکھ رہی تھیں۔ زیر لب وہ کچھ پڑھ بھی رہی تھیں۔ ہاتھ میں تسبیح تھی۔

(ہم سانس اندر کھینچ کے
نئے لمحے میں سانس لے کر
اس شخص کا استقبال کرتے ہیں
جو ہم بننے جا رہے ہیں۔)

ماہر نے بے جان ہاتھوں سے زپ لاک بیگ اٹھایا۔ اس کے اندر کچھ چیزیں تھیں۔ دو سال پہلے ایوی ڈنس ملنے کی تاریخیں بھی لکھی تھیں۔ ان پہ گرد بھی تھی جیسے وہ پرانے باکس سے نکالی گئی ہوں۔ ایک بریسلیٹ۔ لباس کے جلے ہوئے ٹکڑے۔ ننھا سا پرس۔

اور ایک سینٹڈ کینڈل۔

اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے کینڈل کا جار نکالا۔ اسٹرابری۔

اس نے ڈھکن کھولا۔ ایک اداس سی خوشبو سفید موم سے نکل کے سارے میں پھیلنے لگی۔

''یہ ہلال ہے۔'' اس کی آواز شکست خوردہ سی تھی۔

(اور یوں ہم تمام عمر

www.zemtime.com
ZEMTime
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

اسی عمل کو دہراتے رہتے ہیں۔)

زیاد اس کا ہاتھ تھامے اسے لاؤنج سے کمرے تک لا رہا تھا۔ لاؤنج میں آج پھر بہت ہلکی روشنی تھی۔ گھر میں کوئی بتیاں بھی نہیں جلائی گئی تھیں۔ اس نے مسکرا کے سر جھٹکا۔ اسے اس سب کی پرواہ کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

کمرہ اندر پھولوں سے سجا تھا۔

سفید اور سرخ پھول۔

ہر طرف خوبصورتی تھی۔ اور ایک نئے مستقبل کا آغاز۔

(یہی مراقبہ ہے۔)

''آپ چاہیں تو ہم قبر کھدوا سکتے ہیں۔ لاش کے دانتوں سے ہم....''

''ضرورت نہیں ہے۔ یہ ہلال ہے۔'' اس نے کینڈل کا ڈھکن بند کیا۔

''یہ اسی کی چیزیں ہیں۔'' اس نے چہرہ اٹھایا تو وہ برسوں کا بیمار لگتا تھا۔

''ماہر ہمیں ڈی این اے تو کروانا چاہیے۔'' بیربل نے بے بسی سے اس کی کہنی جھنجھوڑی۔ اس نے نگاہیں اٹھا کے اسے دیکھا۔ وہ روم ۵۵۵ میں بھی ایسا بیمار نہیں لگا تھا جیسے آج لگ رہا تھا۔

ایسے جیسے شاک میں ہو۔

''ضرورت نہیں ہے۔ میں اس کی قبر کے ساتھ یہ بے حرمتی نہیں کرنا چاہتا۔ اٹھو۔ ہم استنبول واپس جا رہے ہیں۔'' اس نے زپ لاک میں چیزیں واپس ڈالیں اور اسے اتنی سختی سے پکڑا کہ ہاتھ کی رگیں ابھر آئیں۔

''میری تلاش ختم ہوئی۔''

(یہی تجدید ہے۔)

وہ اس کے سامنے بیڈ کے کنارے پہ بیٹھا تھا۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

مالا نے مسکرا کے ہاتھ آگے کیا۔ اور اس نے مخملیں ڈبیا سے ایک انگوٹھی نکالی۔ چوکور چمکتا ہوا نگینہ چمکا۔

''یہ وہی ڈائمنڈ رنگ ہے۔ میں نے اسے آپ کے لیے خرید لیا تھا۔ کیونکہ یہ بہترین تھی۔''

اس نے انگوٹھی مالا کی انگلی میں پہنائی۔ مالا نے مسکرا کے ہاتھ اونچا کر کے روشنی میں انگوٹھی کو دیکھا۔

اگلے ہی لمحے کشمالہ مبین کی مسکراہٹ مدھم ہوئی۔ اس نے چونک کے زیاد کو دیکھا۔ پھر انگوٹھی کو۔ زیاد مسکرا کے کچھ اور بھی کہہ رہا تھا۔ ایک نئی زندگی کے خواب۔ مستقبل کی باتیں۔ لیکن وہ صرف انگوٹھی کو دیکھ رہی تھی۔

کمرے کی مدھم روشنیوں میں بھی وہ بتا سکتی تھی کہ....

یہ ہو بہو اس چوکور ہیرے جیسا نگینہ زرقون تھا۔ ہیرا نہیں۔

یہ انگوٹھی نقلی تھی۔

(یہی زندگی ہے۔)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بیڈروم میں لگے پھولوں کی پتیاں مرجھا گئی تھیں اور خوشبو باسی ہو گئی تھی۔ دروازہ نیم وا تھا اور لاؤنج سے خوش گپیوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ماہی کا قہقہہ سب سے اونچا تھا۔

عباد اور ماہی ان کا ناشتہ لائے تھے۔ معید کی حسب توقع کال تھی اور وہ شادی کے لیے اتنی چھٹی لے چکا تھا کہ اب اسے وارڈ میں واپس پہنچنے کی جلدی تھی۔ سو فی الحال وہی دونوں اس کے میکے کی نمائندگی کر رہے تھے۔ نگینہ بیگم بھی باہر ہی بیٹھی خوشگوار محفل کا حصہ بنی ہوئی تھیں۔ زیاد کی بھی ہنس کے کوئی قصہ سناتی آواز یہاں تک آ رہی تھی۔

صرف وہی تھی جو اندر تھی۔

سنگھار میز کے سامنے بیٹھی، وہ آئینے میں جھلکتے اپنے عکس کو دیکھ رہی تھی۔ وہ کمرے میں کچھ لینے آئی تھی۔ پھر یہیں بیٹھ گئی۔ اس نے جھیل کے رنگ کی سبز کامدار لمبی قمیض پہن رکھی تھی۔ کندھے پہ دوپٹہ تھا۔ کانوں میں سونے کے ننھے سے ٹاپس تھے۔ اور چہرے پہ ایسی سوچ تھی جس نے لباس کی چمک کو گہنا دیا تھا۔

''کیا اسے زیاد سے پوچھنا چاہیے؟'' اس نے ہاتھ اٹھا کے اونچا کیا۔ تیز روشنیوں میں انگوٹھی کا نگینہ چمکا۔ ہیرے جیسا۔ لیکن وہ ہیرا نہیں تھا۔ وہ زرقون تھا۔ اس کی چمک ہوا لگتے ہی ماند پڑنے لگی تھی۔

www.zemtime.com
ZEMTime
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''شاید زیاد کے ساتھ کوئی دھوکہ ہو گیا؟ شاید کسی دوسرے جیولر نے اس سے ڈائمنڈ کی قیمت لے کر زرقون بیچ دیا ہو؟ اونہوں''۔ اس نے سر جھٹکا۔ اس کے جیولر سے زیاد نے جتنے سوالات پوچھے تھے' یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس نے بنا سرٹیفکیٹ کے ڈائمنڈ خرید لیا ہو۔ وہ بھی اتنا مہنگا؟

''کہاں رہ گئی ہو؟'' ماہی مسکراتی ہوئی چوکھٹ میں آئی تو وہ چونکی۔ پھر جلدی سے مسکراہٹ چہرے پہ طاری کی اور برش اٹھا لیا۔

''بس آ رہی ہوں۔'' آئینے میں دیکھتے ہوئے وہ برش جلدی جلدی پھیرنے لگی۔ حالانکہ بال پہلے ہی بلو ڈرائی سے سیٹ تھے۔

''ارے واہ۔ یہ زیاد نے دی ہے انگوٹھی؟'' نگینے کا سائز دور سے ہی ماہی کی آنکھوں میں چمکا۔ وہ چہک کے قریب آئی۔ مالا نے بجلی کی تیزی سے ہاتھ نیچے کیا لیکن ماہی لپک کے آئی اور اسکا ہاتھ تھام لیا۔

پھر مسکراہٹ غائب ہوئی۔ چونک کے مالا کو دیکھا۔

''یہ تو زرقون ہے۔'' وہ الجھ گئی۔ ''ڈائمنڈ رنگ نہیں دی؟ تم لوگوں نے تو کوئی ون کیرٹ پسند کیا تھا۔ نہیں؟''

مالا نے تیزی سے ہاتھ چھڑایا۔

''ہاں لیکن میں اتنی مہنگی انگوٹھی کے حق میں نہیں تھی۔ میں نے خود زیاد سے کہا کہ زرقون لے لیں۔ ڈائمنڈ پہ اتنے پیسے کون خرچ کرے۔''

''مگر ویڈنگ رنگ روز روز تو نہیں بنتی۔ اور نگینہ آنٹی نے خالہ کو بھی سیٹ دیا ہے سونے کا۔ اور مجھے ٹاپس۔ وہاں پیسے خرچ نہ کرتے۔ انگوٹھی تو ڈائمنڈ کی لے لیتے۔'' ماہی خود سے بول رہی تھی جیسے اسے کچھ اچھا نہ لگا ہو۔ پھر ایک دم اسے دیکھا۔ جیسے چونکی ہو۔

''زیاد نے تمہیں بتا کے ہی زرقون رنگ دی ہے نا؟ کہیں ڈائمنڈ کہہ کے زرقون تو نہیں تھما دیا؟''

برش کرتا اس کا ہاتھ سست ہوا۔

(زیاد سلطان مجھ سے جھوٹ نہیں بولتا۔) ایک آواز کانوں میں گونجی۔

''آف کورس۔ ہم نے خود پسند کی تھی نا۔'' اس نے جی کڑا کے کہا۔ اسے اپنے شوہر کا دفاع کرنا تھا۔ ہر قیمت پر۔

''اچھا میرا گفٹ کھول کے دیکھا؟'' ماہی نے بغور اسے دیکھتے ہوئے بات بدل دی۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''اتنے گفٹس دیے ہیں تم نے۔کون کون سا کھولوں؟''

''آخری والا سب سے بیسٹ تھا۔وائٹ اور بلیک باکس میں۔آرام سے کھول لینا۔آجاؤ سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔''

اس کے جانے کے بعد مالا نے چہرے پہ مسکراہٹ سجائی اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ شادی کے بعد اسے بہت سی مسکراہٹیں چہرے پہ زبردستی سجانی پڑیں گی۔

گھڑیال بارہ بجانے کے قریب تھا۔اور کوئی سحر تھا جو ٹوٹنے والا تھا۔اسے اپنے کانچ کے جوتے سنبھالنے تھے۔

(شاید زیاد کے پاس پیسے نہ ہوں۔میں اس سے پوچھ گچھ کروں تو اس کو برا لگے۔اس کا دل دکھے۔اونہوں۔)

''انکل کہاں ہیں؟''

جب وہ لوگ ماہی اور عباد کو چھوڑنے دروازے تک آئے تو ماہی نے پھر سے پوچھا۔وہ یہ سوال کئی دفعہ پوچھ چکی تھی۔

''ابو کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔وہ لیٹے ہوئے ہیں۔''

''وہ فنکشن میں بھی تھوڑی دیر کے لیے آئے پھر چلے گئے۔''اس نے اب کے غور سے ان دونوں کو دیکھا۔

زیاد اور مالا ڈرائیو وے میں ساتھ ساتھ کھڑے تھے۔دھوپ ان کے اوپر سیدھی پڑ رہی تھی۔مالا مسکرا رہی تھی لیکن اس کی مسکراہٹ میں کچھ تھا۔کچھ غیر آرام دہ سا۔وہ البتہ مطمئن اور اچھے موڈ میں نظر آ رہا تھا۔

''ان کی نیچر ہی ایسی ہے۔زیادہ گھلتے ملتے نہیں ہیں۔''زیاد سلطان نے اسی مسکراہٹ سے جواب دیا۔اس کے سکون میں ذرا فرق نہیں آیا۔

بنگالی ملازمہ خاموشی سے ان کی کار میں سوئیٹس اور چاکلیٹس رکھوا رہی تھی۔ماہی بظاہر مسکراتے ہوئے کار میں بیٹھی۔عباد نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور کار ریورس کرنے لگا۔مالا اور زیاد ان کے جانے تک وہیں کھڑے رہے۔

جیسے ہی کار سڑک پہ نکلی ماہی کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔اس کے چہرے پہ ایک پرسوچ جنم لینے لگی۔

''ایک چاکلیٹ پکڑانا۔لمبی ڈرائیو ہے گھر تک۔''عباد نے ایک ہاتھ سے اسٹیئرنگ تھامے دوسرا ہاتھ پیچھے رکھے سوئیٹس کے تھال کی طرف بڑھایا ہی تھا کہ ماہی نے زور سے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ مارا۔وہ چونک کے اسے دیکھنے لگا۔

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemra.ahmed.official

''ایک چاکلیٹ ہی مانگی ہے یار۔''

''رہنے دو۔نری کیلوریز ہیں۔''اس نے ہاتھ بڑھا کے ڈبہ بیک سیٹ پہ مزید پرے دھکیل دیا۔اب وہ عباد کی پہنچ سے باہر تھا۔

''عجیب جیلس عورت ہو تم۔''عباد بڑبڑا کے رہ گیا جیسے حیرت ہوئی ہو۔

ماہی نے جواب نہیں دیا۔وہ کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔اس کی پیشانی پہ بل تھے۔

وہ دونوں واپس لاؤنج میں آئے تو بنگالی ملازمہ نے بتیاں ایک دفعہ پھر سے ہلکی کر دیں۔مالا نے سب کے آنے پہ بتیاں تیز کی تھیں۔پردے کھولے تھے۔لیکن پل بھر میں ملازمہ نے سب واپس پہلے جیسا کر دیا تھا۔اندھیر اور خاموش۔اسے الجھن ہونے لگی۔بیٹھنے سے پہلے سوئچ پہ ہاتھ مارا اور بتیاں روشن کر دیں۔

نگینہ بیگم اپنے تخت پہ نیم دراز تھیں۔کمبل اوڑھے۔گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے۔تیز روشنی پہ چونک کے اسے دیکھا۔

وہ بس مسکرا کے اپنی کرسی تک آئی۔زیاد اور وہ ابھی بیٹھے ہی تھے کہ بتی ایک دم ہلکی ہو گئی۔

مالا نے بے یقینی سے گردن موڑی۔بنگالی ملازمہ سوئچ کے ساتھ کھڑی جتاتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔اس نے فوراً سے ان دونوں کو دیکھا لیکن وہ اس طرف دانستہ طور پہ متوجہ نہیں تھے۔شاید انہیں بھی اندھیروں میں رہنے کی عادت تھی۔اور وہ روشنیوں سے آئی لڑکی تھی۔

اس نے پہلو بدلا۔کہا کچھ نہیں۔

''بس اب تو میں منتظر ہوں کہ کب ہم سب واپس دبئی جائیں اور ایک گھر میں ایک ساتھ رہیں۔''

نگینہ بیگم محبت سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔مالا بھی مسکرا دی۔کلفت دور ہونے لگی۔

''ہم آپ کے ساتھ نہیں رہیں گے۔''

زیاد ٹانگ پہ ٹانگ جمائے بیٹھا بہت سنجیدگی سے بولا۔

جہاں نگینہ بیگم چونکیں وہاں مالا نے بھی تعجب سے اسے دیکھا۔

''لیکن نگینہ آنٹی کا خیال کون رکھے گا؟''

''اندرانی ہے نا۔وہ رکھ لے گی۔''

www.zemtime.com
ZEMTime
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

نگینہ بیگم سانس روکے اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھیں۔ انہیں جیسے یقین نہیں آیا تھا۔

''ن... زیاد .... تم نے کہا تھا کہ ہم ساتھ رہیں گے۔''

''ہاں اور اب میں کہہ رہا ہوں کہ ہم ساتھ نہیں رہیں گے۔'' وہ بس اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا۔ دو ٹوک، قطعی انداز۔ وہ فیصلہ کر چکا تھا۔

''لیکن زیاد... ایک شہر میں رہتے ہوئے ہم الگ رہیں؟ اچھا لگتا ہے کیا؟'' اس نے نرمی سے کہنا چاہا۔

''کس نے کہا ہم ایک شہر میں رہیں گے؟''

اس نے پہلے بیوی اور پھر ماں کو دیکھا۔ انداز بالکل پرسکون تھا۔

''کیا مطلب؟''

''میں اور کشمالہ مکہ شفٹ ہو رہے ہیں۔ آپ ذہنی طور پہ خود کو تیار کر لیں۔''

نگینہ بیگم کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں دبا لیا۔

''مکہ؟'' وہ حیران رہ گئی۔ ''مکہ کہاں سے آ گیا؟ آپ نے تو کہا تھا کہ ہم...''

اور اس لمحے اسے احساس ہوا کہ زیاد سلطان نے ہمیشہ ایک نئے شہر جا کے نئی زندگی شروع کرنے کی بات کہی تھی۔ اس نے کبھی اس شہر کا نام نہیں لیا تھا۔ وہ ہمیشہ کہتی رہی کہ وہ دبئی میں جاب ڈھونڈ رہی ہے، دبئی میں یہ اور یہ کرے گی۔ وہ آگے سے ہوں ہاں کرتا رہتا تھا۔

''لیکن زیاد... میں مکہ میں کیا کروں گی؟ مجھے دبئی میں جاب مل گئی ہے۔ اور آنٹی کو چھوڑ کے ہم...'' اسے شدید صدمہ لگا تھا۔ بات مکمل ہی نہیں ہو پائی۔

''زیاد... ایسے کیسے بیٹا....'' نگینہ بیگم ہنوز بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔

''مجھے آفس نے مکہ ٹرانسفر کر دیا ہے۔ میں وہیں سے کام کروں گا۔ اور تم وہاں کوئی جاب ڈھونڈ لینا۔''

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی۔ فون بجنے لگا۔ خالہ کی کال آ رہی تھی۔ وہ ماہی اور عباد کا پوچھنا چاہتی ہوں گی۔ وہ ایکسکیوز می کہہ کے اٹھ گئی۔ کچھ مضمحل کچھ غائب دماغ سی وہ اپنے کمرے میں چلی آئی۔

زیاد نے اسے جاتے دیکھا۔ جب وہ باہر نکل گئی تو وہ ماں کی طرف مڑا۔

وہ ابھی تک بے یقینی سے جیسے دل تھام کے اسے دیکھ رہی تھیں۔

''تم مجھ سے دور چلے جاؤ گے؟''

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

''پھر کیا کروں؟ اس کو آپ کے ساتھ ایک گھر میں رکھوں تا کہ ابو اس کو دو دن میں آپ کی اصلیت بتا دیں؟'' وہ قریب ہو کے دبا دبا سا غرایا۔

''میں سنبھال لیتی۔''

''ہرگز نہیں۔ میں اپنی شادی قائم رکھنا چاہتا ہوں۔ اور میں آپ کے قریب نہیں رہنا چاہتا۔''

''تمہاری شادی میں نے کروائی ہے۔ میں نے۔'' انہوں نے کپکپاتی بوڑھی انگلی اپنے سینے پہ رکھی۔ آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔

''اور میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ لیکن میں اسے آپ کے قریب نہیں رکھوں گا۔''

''مکہ؟ مکہ کیوں؟'' وہ اسے دیکھ کے رہ گئیں۔ انگلی نیچے گر گئی۔

''میری اپنی وجوہات ہیں۔'' وہ پیچھے ہو کے بیٹھ گیا۔

اس نے خالہ سے بدقت بات کی۔ سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔ نقلی انگوٹھی انگلی کاٹ رہی تھی۔ پھر وہ کمرے سے نکلی۔ زیادلاؤنج میں نہیں تھا۔ نگینہ بیگم گم صم سی اپنی جگہ بیٹھی تھیں۔ وہ اس وقت ان کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ ابھی واپس پلٹنے ہی لگی تھی کہ.....

ہیپی برتھ ڈے ٹو یو.....

ہیپی برتھ ڈے ٹو یو.....

موسیقی کی دھن سماعتوں میں گونجنے لگی۔ وہ جہاں تھی، وہیں سن رہ گئی۔ پھر بے اختیار آواز کی سمت دیکھا۔ وہ راہداری کے سرے پہ نصب ایک دروازے کے پیچھے سے آ رہی تھی۔ اسے اتنا معلوم تھا کہ یہ دروازہ بیسمنٹ کی طرف کھلتا تھا۔

وہ دھیرے دھیرے دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔

ہیپی برتھ ڈے ٹو یو.....

موسیقی کی آواز بلند ہوتی جا رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

اپارٹمنٹ کے دروازے کے باہر فرید لار کی تختی لگی تھی۔ آج اس تختی نے خاموشی سے ان دونوں کو یکے بعد دیگرے اندر آتے دیکھا۔ بیربل بالکل نڈھال تھا۔ اور ماہر خاموش۔ جیسے شل ہو۔ کسی اور دنیا میں گم ہو۔ وہ بیساکھی سے چل رہا تھا۔ وہیل چیئر نہ جانے کہاں رہ گئی تھی۔

بیربل اندر آیا اور جوتوں سمیت آگے بڑھتا گیا۔ لونگ روم خالی تھا۔ فیضی حانم کو اس نے واپس آنے کی اطلاع نہیں کی تھی۔ شاید ماہر نے بھی نہیں بتایا تھا کیونکہ وہ گھر پہ نہیں تھیں۔ ماہر نے سارا راستہ اس سے بات بھی نہیں کی تھی۔ ویٹنگ لاؤنج۔ ائیر پورٹ۔ فلائٹ۔ ایگزٹ۔ وہ خاموش رہا تھا۔ جیسے ابھی تک شاک میں ہو۔

سیاہ سفید لونگ روم خاموش پڑا تھا۔ بیربل آگے بڑھا اور آہستہ سے ایل شیپ سیاہ صوفے پہ گر سا گیا۔ ایک بازو نیچے جھول گیا۔ انگلیاں قالین کو چھونے لگیں اور نظریں چھت کے فانوس پہ تھیں۔

ماہر نے دھیرے سے دروازہ بند کیا۔ زیر لب اعوذ باللہ پڑھا۔ لاک کرنے کی آواز آئی۔ پھر اس نے جھک کے جوتے اتارے۔ پھر بیساکھی کی ٹک ٹک سنائی دی۔

وہ لنگڑا کے قدم قدم چلتا سامنے آیا۔ بیساکھی ہاتھ سے پھسل گئی۔ اس نے جھک کے میز پہ اسٹرابری والی کینڈل کا جار رکھا۔ وہ سارا راستہ اسے تھامے رہا تھا۔

''دو سال سے تم کہہ رہے تھے کہ وہ زندہ ہے۔ اور آج دیکھو۔''

بیربل چھت کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی آواز گیلی تھی۔ آنکھیں نم تھیں۔ غصہ۔ گلہ۔ کیا نہیں تھا اس کی آواز میں۔

اس کی امید ٹوٹی تھی۔ وہ جھوٹی امید جو ماہر نے اسے تھمائی تھی۔

''ہاں۔'' اس نے اعتراف کیا۔ بیربل کو اس کی امید نہیں تھی۔ لیکن وہ شاک میں لگتا تھا۔

''ہاں۔ دو سال سے میں کہہ رہا تھا کہ وہ زندہ ہے۔ اور آج دیکھو۔''

وہ جھکا اور بیساکھی اٹھائی۔ پھر لنگڑاتا ہوا آتش دان کی طرف بڑھنے لگا۔

''میں نے کہا تھا کہ وہ زندہ ہے۔ سب کہتے تھے باز آجاؤ۔ لیکن میں تمہیں اور مالک کو لیے ایک ملک سے دوسرے ملک پھرتا رہا۔ میں نے دو سال تک تم لوگوں کو امید دلائی۔ کیونکہ میرا دل کہتا تھا کہ وہ زندہ ہے۔''

آتش دان تک وہ رکا اور لائٹر اٹھایا۔ بیساکھی پھر سے لڑھک گئی۔ ماہر نے تکلیف سے اسے دیکھا۔ پھر بیربل کو۔ وہ دور تھا۔ قریب ہوتا' تب بھی آج وہ بیساکھی اٹھانے نہ کھڑا ہوتا۔

''کوئی میرا یقین نہیں کرتا تھا۔ اور میں کہتا تھا کہ میں تم سب کو ثابت کر کے دکھاؤں گا۔'' وہ خود سے بول رہا

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

تھا۔لائٹر لیے اس نے چلنے کی کوشش کی۔میز تک کافی فاصلہ تھا۔ ٹانگ پہ زور دے کر ایک قدم اٹھایا۔دوسرا۔اور تیسرے سے پہلے وہ ایک دم لڑھک کے گرا۔

''تمہارا جنون... جھوٹی امید کے سوا کچھ نہیں تھا۔''بیر بل نے بس ایک نظر اسے دیکھا۔وہ پہلو کے بل قالین پہ گرا تھا۔شاید کراہا بھی تھا۔لیکن بیر بل نہیں اٹھا۔اس نے اسے گرے رہنے دیا۔

''میں نے تم سب کا بہت وقت لیا۔اور اپنا بھی۔کیونکہ...''

وہ ہتھیلیوں کے بل سیدھا ہوا۔پھر سے کراہا۔صوفے کا سہارا لے کر سیدھا ہوا اور خود کو گویا گھسیٹتے ہوئے میز تک لایا۔

''کیونکہ میرا دل نہیں مانتا تھا۔اور دیکھو....''

وہ نڈھال سا وہیں میز کے ساتھ بیٹھ گیا۔ٹانگ میں درد کی شدید لہریں اٹھنے لگی تھیں۔

''اور دیکھو۔آج تم غلط نکلے۔''بیر بل نے بے بسی بھرے غصے سے اس کا فقرہ مکمل کیا۔

ماہر فرید نے لائٹر کے لیور پہ انگوٹھا زور سے رگڑا۔شعلہ جل اٹھا۔

''میں یہ نہیں کہنے جا رہا تھا۔''

اس نے شعلہ موم بتی کے قریب کیا۔وہ اس کے جلے ہوئے دھاگوں سے ذرا دور تھا۔

''میں کہنے جا رہا تھا کہ... دیکھو .... آج میں درست ثابت ہوا۔''

اس نے شعلہ دھاگے سے ٹکرایا۔اس نے فوراً سے آگ پکڑ لی۔

بیر بل فرید تیزی سے سیدھا ہوا۔ایک الارم سا اس کے کانوں میں بجنے لگا تھا۔

''کیسے؟''

''ہلال کی تمام چیزوں پہ گرد تھی۔زپ لاک کھلے ہوئے تھے۔گرد کا ہونا فطری بات ہے۔لیکن....''اس نے اسٹرابری کینڈل کی طرف اشارہ کیا۔

''اس کی موم سفید اور صاف تھی۔خوشبو بھی برقرار ہے جب کہ اس کا ڈھکن کھلا ہوا تھا۔دو سال تک کینڈل ڈھکن کے بغیر رہے تو اس کی خوشبو ضائع ہو جاتی ہے۔''

وہ قالین پہ بیٹھا جلتے ہوئے شعلے کو دیکھ کے کہہ رہا تھا۔

''کیا مطلب؟''

www.zemtime.com
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

''کیا تم اب تک نہیں سمجھی ہو کہ ماہر تمہیں کینڈلز کیوں دیتا ہے؟''

ہلال کی آنکھیں چمکیں۔اس نے تیزی سے کینڈل اٹھا کے دیکھی۔

اس کے دھاگے سیاہ تھے۔

وہ ایک دم کمرے میں بھاگی۔رابیل مسکرا کے اسے دیکھنے لگیں۔

وہ واپس آئی تو اس کے بازوؤں میں بہت سی چھوٹی بڑی کینڈلز تھیں۔اس نے سارے جارز جلدی جلدی میز پہ سیٹ کیے۔

''سب کے دھاگے جلے ہوئے ہیں۔لیکن موم کم نہیں ہے۔یعنی ماہر بھائی گفٹ دینے سے پہلے نئی کینڈل کو ایک دفعہ ضرور جلاتا ہے۔لیکن کیوں؟'' وہ جوش سے ماں کو سمجھا رہی تھی۔

پھر اس نے لائٹر لیا اور باری باری موم بتیوں کے دھاگے جلانے لگی۔دھیرے دھیرے ساری موم بتیاں آگ پکڑنے لگیں۔

''بہت دیر سے سمجھ میں آیا تمہیں۔''

رابیل مسکرا کے اسے دیکھ رہی تھیں۔اور وہ بہت خوشی سے جلتی کینڈلز کو۔

پہلی کینڈل کی موم پگھلنے لگی۔یہاں تک کہ وہ پوری پگھل گئی۔ہلال نے دھڑکتے دل سے ٹویزر اٹھایا اور اسے پگھلی موم کے اندر ڈالا۔جب اسے واپس اوپر نکالا تو اس کے دانتوں میں ایک سنہری لاکٹ تھا۔

''ماماماما...''اس نے جوش سے چیخ ماری۔اس کا چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا۔

''ماہر بھائی مجھے کینڈل میں گفٹ چھپا کے دیتا تھا۔''

موم پگھل رہی تھی۔خوشبوئیں ایک دوسرے میں مکس ہو کے سارے کو معطر کر رہی تھیں۔اور وہ ایک کے بعد ایک موم بتی سے کچھ نکال رہی تھی۔نیل پالش۔ہیئر پن۔کینڈی بار۔کچھ پلاسٹک میں لپٹا تھا اور کچھ بغیر پلاسٹک کے۔

''اتنی دیر لگی تمہیں اپنے بھائی کو سمجھنے میں۔''رابیل مسکرا کے اس کو دیکھ رہی تھیں۔میز موم سے لتھڑی چیزوں سے بھر گئی تھی جن کا موم باہر آتے ہی جمنے لگا تھا۔وہ اب ہنستے ہوئے اپنے تحفوں پہ جمی موم ناخنوں سے کھرچ رہی تھی۔

www.zemtime.com
ZEMTime
www.facebook.com/nemra.ahmed.official

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسٹرابری کی مہک والی کینڈل پگھل رہی تھی اور بیربل فرید سانس روکے اسے دیکھ رہا تھا۔

''یعنی ہماری بہن زندہ ہے۔اور...''

ماہر نے سر جھکا کے موم بتی کے جار کے اندر جھانکا۔

اس کے چہرے پہ بالآخر ایک مسکراہٹ ابھری۔ایک مکمل مسکراہٹ۔

''اور اس نے مجھے ایک پیغام بھیجا ہے۔''اس نے ٹویزر اٹھایا اور پگھلی موم میں ڈال دیا۔ بیربل بنا پلک جھپکائے اسے دیکھ رہا تھا۔

ٹویزر موم کے اندر ڈوب گیا۔

اور جب ماہر کی انگلیوں نے اسے باہر نکالا تو اس کے دانتوں میں کچھ تھا۔

''Smart kid, isn't she?''وہ موم میں لتھڑی شے کو دیکھ کے فخر سے مسکرایا۔

(باقی آئندہ ماہ ان شاءاللہ)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ZEMTime
www.facebook.com/nemrah.ahmed.official
www.zemtime.com